

تذکرہ

# عارفِ ربانی

پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی

۱۵.۱۲.۹



# عارفِ ربّانی

پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

هو الغفور الشکور

۹۲

نرم خوش ہچھوں نسیم یوسفان

ہچھنیں بادا جل برعارفان

# تذکرہ عارفِ ربانی

یعنی

حضرت ابوالمعانی محمد غلام ربانی رحمۃ اللہ علیہ

مصنف

پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی

ایم اے (عربی، تاریخِ اسلامیات) گولڈمیڈلسٹ

فاضل عربی گولڈمیڈلسٹ، ایم او ایل پی ایچ ڈی

سابق صدر شعبہ علوم اسلامیہ گورنمنٹ کالج باغبانپورہ لاہور

مکتبہ بزمِ چشتیہ غفوریہ مہر آباد شریف وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ

(جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں)

84230

نام کتاب	تذکرہ عارف ربانی
مصنف	پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی
کمپوزنگ	قریشی کمپوزنگ حسن ابدال
سال اشاعت	2004ء
صفحات	208
ناشر	محمد عارف ہزاروی
قیمت	200 روپے

زیر اہتمام و ملنے کا پتہ:

(۱) مکتبہ بزمِ چشتیہ غفوریہ مہر آباد شریف وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ

Tel: 0437-600622, 600634

Email: hazarvi\_wzd@yahoo.com

(۲) حضرت شیخ الحدیث مولانا غلام محبوب سجانی ہزاروی

جامع مسجد غوثیہ ہزارہ روڈ حسن ابدال ضلع اٹک

Tel: 05772-520596

(۳) حافظ وقاص احمد

لابریری مہریہ ربانیہ چمبہ پنڈ (کوٹ نجیب اللہ) تحصیل و ضلع ہری پور ہزارہ

Tel: 0995-670192

## انتساب

میں یہ چند اوراق بطور نذر جانشین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلیفہ اول امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلہ صدیقی کی نورانی کڑی عابدہ، زاہدہ، صابرہ و شاکرہ حضرت روشن جان رحمۃ اللہ علیہا کے حضور پیش کرتا ہوں جو ایک

عالم اجل صوفی باصفا حضرت علامہ حکیم عبدالرحمن صدیقیؒ کی نور نظر صاحبزادی عارف معارف شیخ کامل الحاج الحافظ حمید الدین چشتی گولڑویؒ (کوٹ نجیب اللہ) کی بہن جامع معقول و منقول افضل الفصلا، حضرت مولانا محمد عالم ہزارویؒ (چمبہ پنڈ) کی بہو فخر الفصلا، استاد العلماء حضرت علامہ مولانا عبدالحمید ہزارویؒ (چمبہ پنڈ) کی اہلیہ رئیس المدققین شیخ القرآن ابوالحقائق الحاج خواجہ محمد عبدالغفور ہزارویؒ

اور

بقیۃ السلف عارف ربانی ابوالمعانی حضرت مولانا محمد غلام ربانیؒ کی والدہ ماجدہ ہیں۔

جن کی تربیت اور دُعاؤں سے ایک بیٹا شیخ القرآن سند الاصفیا اور دوسرا عارف ربانی فخر الاتقیاء کے منصب پر فائز ہوئے پھر انہوں نے ہزاروں بادیہ ضلالت میں بھٹکے ہوں کو علم و عرفاں کی روشنی سے مزین کر کے شاہراہ حق پر گامزن کر دیا۔

خاک پائے بزرگان دین  
ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مَوْلَانِي صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا  
عَلَىٰ حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ  
مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ  
وَالْفَرِيقَيْنِ مِنْ عَرَبٍ وَمِنْ عَجَمٍ

صَلَّى اللَّهُ عَلَى نَبِيِّهِ مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

## عکس آئینہ

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
1	تقریظ	1
2	پیش لفظ	2
7	باب اول - خاندان و آبائے کرام	3
14	حرفِ دل	4
19	خاندانی پس منظر	5
22	چمبہ پنڈہری پور ہزارہ	6
27	شجرہ نسب	7
28	حضرت فقیر محمد غلام رحمۃ اللہ علیہ	8
29	حضرت مولانا محمد عالم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ	9
44	حضرت میر عالم رحمۃ اللہ علیہ	10
45	حضرت مولانا عبد الحمید ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ	11
52	حضرت شیخ القرآن محمد عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ	12
64	حضرت مفتی محمد عبدالشکور ہزاروی مدظلہ العالی	13
66	حضرت شیخ الجامعہ مولانا محبت النبی رحمۃ اللہ علیہ	14
69	حضرت مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ	15
71	باب دوم - حالات زندگی	16
71	ولادت باسعادت	17

72	کسب علم	18
75	بیعت	19
77	کنیت ابوالمعانی	20
78	شادی	21
79	سفر حجاز	22
81	تحریک پاکستان و ختم نبوت	23
85	حضرت شیخ القرآن سے عقیدت و محبت	24
91	مکتوبات	25
105	وصیت نامہ اور وصال	26
119	الباقیات الصالحات	27
122	جانشین عارف ربانی	28
125	باب سوم - شمائل و خصائل	29
125	حب الہی اور عشق مصطفیٰ ﷺ	30
133	زہد و تقویٰ	31
138	راست گوئی، شوق کتب بنی	32
140	سادگی و نفاست پسندی	33
141	حضرت کا حلیہ لباس اور خوراک	34
143	باب چہارم - تصانیف	35
148	رسالہ مبشرات حسنات مع تشریحات	36
191-202	باب پنجم - نعتیہ کلام	37



## تقریظ

(از قلم حضرت شیخ الحدیث مولانا غلام محبوب سبحانی ہزاروی خطیب جامع مسجد غوثیہ حسن ابدال)

ابو المعانی عارف ربانی کی تربیت ایک علمی خاندان میں ہوئی بیعت مقتدائے شریعت و طریقت حضرت پیر سیدنا مہر علی شاہ قدس سرۃ العزیز سے تھی تقویٰ و حسن تلاوت کی بناء پر محبوب الہی حضرت قبلہ بابو جی غلام محی الدین شاہ گولڑوی علیہ الرحمۃ کوٹ نجیب اللہ یا مضافات میں تشریف لاتے امامت کے فرائض عارف ربانی دیتے بلکہ دوران تعلیم بریلی شریف میں حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد فیصل آبادی علیہ الرحمۃ بھی آپکو ہی امامت کے فرائض سرانجام دینے کو کہتے۔ آپ جب حج بیت اللہ شریف کو گئے تو صلوٰۃ تسبیح کعبۃ اللہ شریف کے اندر مع دیگر اوراد بسکون ادا کی شب و روز مجموعاً عبادت رہتے فنا فی اللہ کے مقام پر فائز تھے۔ پانچ ختم قرآن شریف مصلیٰ حنفی کے پاس کئے۔

ہست عارف رابدل مہر وفا	کار عارف جملہ باشد با صفا
ہمت عارف لقائے حق بود	زانکہ در حق فانی مطلق بود
ہر کہ عارف شد خدائے خویش را	در فنا بیند بقائے خویش را

حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ عالم کہ تمام عمر سنت پر عمل پیرا رہے بلکہ بعد از وفات بھی حدیث مبارک (مالت یدہ رواہ البخاری) پر عمل کیا اور دار بقا کو رجوع کیا۔

صورت از بی صورتی آمد بروں باز شد انا الیہ راجعون  
 کتاب ”تذکرہ عارف ربانی“ کی ترتیب و تالیف میں عزیز القدر و الفخر ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی نے جو عرق ریزی کی وہ قابل صد تحسین ہے۔ رزقہ اللہ تعالیٰ فی الدارین الحسنیٰ۔ خالق کائنات جل جلالہ مصنف کی عمر و عمل و صحت و فیض میں برکت عطا کرے۔ مزید کافی و شافی و وافی صافی تالیف کرنے کی توفیق بخشے۔ ملت اسلامیہ میں مقبول دنیا و آخرت میں نافع کامل فرمائے (آمین)

بالائے سرش زہو شمندی	میتافت ستارہ بلندی
مراد ما نصیحت بود گفتیم	حوالت با خدا کردیم رفیتیم
مگر صاحب دلے روز برحمت	کند در کار و ویشاں دعائے

## پیش لفظ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العلمین والعاقبة للمتقین والصلوة والسلام علی رسولہ

محمد وآلہ واصحابہ وازواجه اجمعین

خدا در انتظار حمد مانیت      محمد چشم برراہ ثنا نیست  
خدا مدح آفرین مصطفیٰ بس      محمد حامد حمد خدا بس

سرکار دو عالم نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ رب العزت کی بارگاہ اقدس میں عرض کرتے ہیں ماعبد ناک (اے اللہ ہم نے تیرا حق عبادت ادا نہیں کیا) جبکہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم آپ پر درود نہیں بھیج سکتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر درود بھیجا ہے۔  
اللہم صلی علی محمد وعلی آل محمد واصحابہ وبارک وسلم۔

اما بعد:- حضرت شیخ محقق محدث دہلوی عبدالحق بن سیف الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ ”اخبار الاخیار“ کے مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ ”جب انسان اہل کمال کی صحبت اور عارفوں کے دیدار جمال سے بے بہرہ ہو جائے تو اس وقت ان بزرگوں کے حالات سے باخبر رہنا بھی باعث ہمت افزائی اور تارکیوں کو ختم کرنے والا ہے ان کے حالات سے واقف ہونے سے وہی اثر ہوتا ہے۔ جو انکی صحبت سے کیونکہ درحقیقت یہ بھی انکی صحبت میں رہنے کے مترادف ہے۔ اس لیے کہ جمال کدورت انسانی اور صورت عنصری کے حجاب سے زیادہ صاف ستھرا ہے اگر حسن عقیدت

ہو تو ہر چیز مشاہدہ بن جاتی ہے۔ اسی وجہ سے ہر زمانہ میں بزرگوں کے اخلاق و عادات کو ضبط تحریر میں لاکر محفوظ کر لیا جاتا ہے ان کو ہر محفل و مجلس میں پڑھا جاتا ہے جس سے انکا جمال اور زیادہ مزین ہو جاتا ہے علاوہ ازیں اس سے طمانیت اور عبرت نصیحت کے علاوہ اور بھی بے شمار فوائد حاصل ہوتے ہیں جن میں سب سے پہلا یہ کہ اولیائے کرام کا وجود ایک ہمہ گیر رحمت اور عام نعمت ہے اور بموجب حکم خداوندی ”واما بنعمة ربك فحدث“ ان بزرگوں کے حالات کو بیان کرنا ضروری ہے جو دراصل اس عظیم نعمت کا شکر ہے اور ان بزرگوں سے عقیدت رکھنا اور محبت رکھنا ضروری ہے۔

ہر کس کہ کمال اولیا رانہ شناخت  
 پس شکر نہ گفت وحب ایشاں نگزید  
 (جس نے اولیاء کرام کے کمالات کو نہیں پہچانا اُس نے مفت میں خاص نعمت کی قدر و قیمت نہ جانی اُس نے نہ تو شکر ادا کیا اور نہ انکی محبت کو اپنایا یقین رکھو کہ اُس نے خدا کو بھی نہیں پہچانا) دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ان برگزیدہ بندوں کا تذکرہ باعث رحمت قربت ہے اس لیے کہ عاشق کو اپنے محبوب کا تذکرہ اچھا لگتا ہے اور محبوب بھی عاشق کا ذکر پسند کرتا ہے غرضیکہ ان بزرگوں کا تذکرہ ایسی عبادت ہے جسے ہر آدمی محنت و مشقت کے بغیر ہر حال ادا کر سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا قرب اس طرح اسے نصیب ہو سکتا ہے۔ ویسے بھی ماضی و حال کے واقعات اور قصے کہانیاں سننا لوگوں کی عادت میں داخل ہو گیا ہے پس بزرگوں کے حالات کا سننا جو باعث سعادت دارین بھی ہے زیادہ اچھا ہے تاکہ طبیعت کی یہ خواہش بھی پوری ہو جائے اور عبادت بھی ہو جائے دوسرے یہ کہ ذکر و تذکرہ میں ایک ایسی نسبت و محبت کی ضرورت ہے جو باعث ذکر ہو اور بزرگوں کے حالات و واقعات سننے سے قلب میں بہت جلد ایسی ہی ایک امتیازی نسبت حاصل ہوتی ہے اور یہ فطری بات ہے کہ بزرگوں کے حالات سن کر ہر شخص کے دل میں یہ خیال پیدا ہوگا کہ ان کو

یہ سعادت ابدی صرف اس لیے حاصل ہوئی کہ وہ حسن عمل کے پیکر تھے جس سے خود اس کے دل میں الامحالہ حسن عمل کی طرف قدم بڑھانے کا ایک لازوال جذبہ پیدا ہو جائے گا نیز یہ بھی ممکن ہے کہ یہ پاکیزہ ارواح ہمارے اس طرح یاد کرنے سے خوش ہوں اور اس کے عوض میں وہ ہمیں عالم آخرت میں یاد کر لیں اور مدد کے لیے اپنے دروازے کو طالب کے لیے کھول دیں علاوہ ازیں یہ بات بھی ہے کہ جب انسان بزرگوں کو خیر سے یاد کرے گا تو اس سے بھی دوسرے لوگوں کا یہ معاملہ ہوگا کیونکہ کما تدین تदान یعنی جیسا تم اوروں کے ساتھ معاملہ کرو گے تمہارے ساتھ بھی وہی معاملہ ہوگا ” رب هب لي حكماً والحقني بالصالحين واجعل لي لسان صدق في الاخرين “ (اے پروردگار مجھے عقل و حکمت عطا فرما اور مجھے زمرہ صالحین میں رکھ اور مجھے آنے والوں میں صدق بیانی عطا فرما)۔

پنجاب یونیورسٹی لاہور کے زمانہ طالب علمی میں چند ایک مقالے مختلف امتحانوں کے لیے لکھے جن میں ” حضرت شیخ القرآن کی دینی و ملی خدمات “ (ایم اے اسلامیات) ” حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی عربی زبان و ادب میں خدمات “ (فاضل عربی) ” حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی کی عربی زبانی و ادب میں خدمات “ (ایم اے عربی) ” تورات کی کتاب پیدائش کا قرآن حکیم کی روشنی میں ناقدانہ جائزہ “ (پی ایچ ڈی) جبکہ درجنوں مضامین ملکی و غیر ملکی تحقیقی و علمی رسائل کی زینت بنے، ایک سو سے زائد مضامین اخبارات و رسائل میں شائع ہونے اس دوران تین سال کے لیے امریکہ چلا گیا وہاں کئی ایک اردو اخبارات میں مضامین مختلف مواقع پر شائع ہوئے۔ جون 2003ء میں پاکستان واپسی پر جد امجد حضرت شیخ القرآن ابوالمحقق پیر محمد عبدالغفور ہزاروی چشتی ” کی سوانح حیات لکھنی شروع کی جو انتہائی مختصر مدت میں تکمیل کے آخری مراحل میں ہے اسی دوران راقم الحروف کی کتاب ” مقالات ہزاروی “ بھی شائع ہوئی۔

حضرت شیخ القرآنؒ کی سوانح حیات لکھنے کے دوران حضرت ابوالمعانی مولانا محمد غلام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی نئی ایک قلمی تحریروں سے خاصی مدد ملی۔ حضرت مولانا ابوالمعانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ القرآنؒ کے وصال پر ایک کتاب آپ سے متعلق لکھنی شروع کی اور اُس کا نام ”فیضان شیخ القرآن“ رکھا یہ کتاب مکمل نہ ہو سکی صرف ابتدائی طور پر خاندانی حالات پر کچھ صفحات لکھے گئے اور حضرتؒ نے اپنے برادر اکبر حضرت شیخ القرآنؒ سے متعلق ایک درجن کے قریب مناقب لکھیں علاوہ ازیں حضرت شیخ القرآنؒ کے خطوط کو جو آپ کے نام تھے ایک جگہ جمع کر دیا راقم الحروف نے تقریباً آٹھ صد صفحات پر مشتمل کتاب کا نام ”فیضان شیخ القرآن“ ہی رکھا اس کتاب کے لکھنے کے دوران راقم الحروف نے چند بار خواب میں حضرت ابوالمعانی مولانا محمد غلام ربانیؒ کو دیکر کئی بزرگوں کے ہمراہ دیکھا جس میں آپ کو انتہائی مسرور پایا جو میرے لیے ایک بہت بڑا اعزاز ہے چنانچہ ”فیضان شیخ القرآن“ کے مکمل ہونے پر دل میں یہ خیال آیا کہ حضرت ابوالمعانی مولانا محمد غلام ربانیؒ کی سوانح حیات مختصر و جامع انداز میں شائع کی جائے الحمد للہ ایک ماہ کے عرصہ میں یہ کتاب تحریری مراحل مکمل کر چکی ہے۔

کتابوں کی تصنیف و تالیف میں اظہار تشکر کی روایت بڑی خوشگوار ہے محض لفظی طور پر نہیں بلکہ دل کی گہرائیوں سے اللہ رب العزت کی بارگاہ اقدس میں شکر ادا کرتا ہوں کہ جس کے خصوصی فضل و کرم سے ناچیز اس قابل ہے کہ کچھ تحریر کر سکے لاکھوں کروڑوں درود و سلام سرکارِ دو عالم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کہ جن کے ایک غلام (ابوالمعانی محمد غلام ربانیؒ) کی سوانح حیات ترتیب دینے کی مجھے سعادت ملی ہے میں اپنے والد ماجد جانشین شیخ القرآنؒ محقق ابن محقق حضرت پیر مفتی محمد عبدالشکور ہزاروی زبیب آستانہ عالیہ چشتیہ غوثیہ مہر آباد شریف وزیر آباد کے حضور ہدیہ تشکر پیش کرتا ہوں کہ جن کے حوصلہ و تعاون سے ہر مشکل آسان ہو گئی آپ نے کتاب کے بعض حصوں کو پڑھا اور اغلاط کی اصلاح فرمائی۔

خاندان و آباؤ اجداد سے متعلق معلومات کے لیے حضرت ابوالمعانی مولانا محمد غلام ربانیؒ کی قلمی تحریروں سے خاصہ فائدہ اٹھایا علاوہ ازیں جب حضرت شیخ القرآنؒ سے متعلق 1986ء میں یونیورسٹی کے زیر اہتمام مقالہ لکھ رہا تھا (جس پر ایم اے اسلامیات میں پنجاب بھر میں اول پوزیشن پر گولڈ میڈل ملا) اس دوران حضرت استاد العلماء مولانا عبدالرزاقؒ موضع گوہد و حضرت مولانا حکیم منظور الہی موضع گوہد و اور بھوئی میں مقیم حضرت شیخ القرآنؒ کی ہمشیرہ مرحومہ و مغفورہ سے معلومات جمع کیں۔ اس ضمن میں حضرت شیخ الحدیث مولانا غلام محبوب سبحانی ہزاروی حسن ابدال کی بھرپور معاونت حاصل رہی۔ کتاب کی طباعت میں حضرت مولانا غلام محبوب سبحانی ہزاروی حسن ابدال اور برادر اکبر صاحبزادہ محمد عارف ہزاروی کا بھی بے حد ممنون ہوں جن کی ذاتی دلچسپی سے یہ کتاب زیور طباعت سے آراستہ ہو کر آج آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

یہ ایک فطرتی امر ہے کہ دوران تحریر و کتابت غلطی ہو جاتی ہے اغلاط کو درست کرنے کی ہر ممکن کوشش کی ہے لیکن پھر بھی اگر عبارت میں سقم یا محاورہ کی غلطی، قلم کی لغزش نظر آئے تو اسے میری کم نہی اور کم مائیگی پر محمول کر کے درگزر کرتے ہوئے ازراہ عنایت مطلع کریں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اسے درست کر دیا جائے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ اس خدمت کو شرف قبولیت عطاء فرمائے تعاون کرنے والے احباب کو اس کا بہت اجر و جزا عنایت فرمائے۔

ایں دعا ازمن واز جملہ جہاں آمین باد  
وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی  
مہر آباد شریف وزیر آباد گوجرانوالہ  
یکم جنوری 2004ء

## خاندان و آبائے کرام

## باب اول

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمين ۝ الرحمن الرحيم ۝ مالك يوم الدين ۝ والصلوة  
والسلام على رسوله سيدنا الانبياء والمرسلين رحمته للعالمين انيس الغريبين  
محب الفقراء والمساكين سيدنا و مولنا محمد و على آله الطيبين الطاهرين  
واصحابه الباهرين الكاملين و اولياء ملته و على عبادہ اجمعين اما بعد.

حمد و ثنا:

حمد و ثنا اُس پروردگار کے لیے جس نے کائنات کو پیدا فرمایا جو ذات اول و آخر ظاہر و  
باطن ہے اور جسے ہر چیز کا علم ہے۔ ہو الاول و الآخر و الظاهر و الباطن و ہو بكل شیء  
علیم (القرآن الکریم) (وہی اول و وہی آخر و وہی ظاہر و وہی باطن و وہی سب کچھ جانتا ہے)  
سب حمد و ثنا اس حکیم و علیم و عزیز کے لیے جس کے قبضہ اختیار میں کائنات کی ہر شے ہے۔  
قل اللهم ملك الملك توتى الملك من تشاء وتنزع الملك ممن تشاء  
وتعز من تشاء وتذل من تشاء بيدك الخير انك على كل شىء قدير  
(القرآن الکریم) (یوں عرض کراے اللہ ملک کے مالک تو جسے چاہے سلطنت دے اور جس سے  
چاہے سلطنت چھین لے اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے ساری بھلائی تیرے  
ہی ہاتھ ہے بے شک تو سب کچھ کر سکتا ہے)

بقول حضرت شیخ عطار رحمۃ اللہ علیہ:

حمد بے حد مر خدائے پاک را      آں کہ ایماں داد مشت خاک را

مدح رسول خدا ﷺ: ہزاروں لاکھوں کروڑوں درود و سلام ہوں اہل عالم کے مقتدا، محبوب خدا، روح روان عالم، انسان عین وجود، دلیل کعبہ مقصود، کاشف سرکنون، خازن علم مخزون، قبلہ اصحاب صدق و صفا، کعبہ ارباب حلم و حیا، وارث علوم اولین، مورث کمالات آخرین، حجت حق الیقین، تفسیر قرآن مبین، سند انبیاء و مرسلین، سرور بنی آدم، تاجدار مدنی، شہباز کون و مکان، بحر حقیقت عرفا، ختم الرسل مولائے کل دانائے سبل شفیع المذنبین آئینہ جمال کبریا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ پر کہ جن کی شان حق میں سبحانہ کا فرمان ہے۔

”لولاک لما خلقت الافلاک ولولاک لما اظهرت الربوبیۃ“

(اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمان کو پیدا نہ کرتا اور نہ ہی اپنی ربوبیت کو ظاہر کرتا)

اس ذات صفات کی جامع تعریف کوئی انسان کیسے کر سکتا ہے کیونکہ بقول حضرت حسان بن ثابتؓ

واحسن منک لم ترقط عینی واجمل منک لم تلد النساء

خلقت مبرا من کل عیب کانک قد خلقت کما تشاء

اور پھر یہ بات بھی پیش نظر ہے:

لا یمکن الشاء کما کان حقہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اللہ تبارک و تعالیٰ نے سرور دو عالم ﷺ کو وہ کچھ عطا فرمایا جو کسی اور کو نہ ملا وہ سنایا جو کسی

کان نے نہ سنا وہ دکھایا جو کسی آنکھ نے نہ دیکھا۔

”فا و بحی الی عبدہ ما او عی“ (القرآن کریم) (پس وحی فرمائی اپنے بندے

کو جو وحی فرمائی)

بلغ العلی بکمالہ کشف الدجی بجمالہ

حنست جمع خصالہ صلوا علیہ وآلہ

خالق ارض و سما نے اپنے محبوب کو محاسن سے مزین کیا اور ایسا کیا کہ لامحالہ یہ کہنا ہی پڑتا

ہے ”لیس فی الدارین غیرک یا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم“ یا پھر یوں کہیے کہ:



اُن کی عظمت کی جھلک دیکھ کے معراج کی رات  
 کب سے جبرائیل کی خواہش ہے بشر ہو جائے  
 بے حد درود و سلام اُس سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کہ جن کے آنے سے کائنات  
 کی جان میں جان آگئی جنکے انوار سے مشرق و مغرب جگمگا اُٹھے۔ درود و سلام اُس ” نور مبین“  
 پر جو ” کتاب مبین“ لے کر آیا۔

وہ آئے اور آئے بھی قرآن لئے ہوئے تزیین کائنات کا سماں لئے ہوئے  
 لازوال ابدی صداقتوں کے اس مجموعہ کے بارے میں اقبال نے کیا خوب فرمایا:  
 آں کتاب زندہ قرآن حکیم حکمت اولایزال است و قدیم  
 نوع انساں را پیام آخرین حامل او رحمتہ للعالمین  
 افضل عالم اور فخر آدم و بنی آدم کے طفیل امت مصطفیٰ کو بھی سب امتوں سے فضیلت مل گئی  
 ”کنتم خیر امۃ اخرجت للناس“ (القرآن کریم)۔ (تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو  
 لوگوں میں ظاہر ہوئیں)۔

توصیف اصحاب و اہل بیت مصطفیٰ ﷺ: اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے  
 بارے میں ارشاد ربانی ہے۔ ”محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء  
 بینہم ترہم رکعاً سجداً یبتغون فضلاً من اللہ ورضواناً سیمامہم فی وجوہہم من  
 اثر السجود ذلک مثلہم فی التوراة و مثلہم فی الانجیل“ (القرآن الکریم)  
 (محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل تو انہیں  
 دیکھے گا رکوع کرتے سجدہ میں گرتے اللہ کا فضل و رضا چاہتے انکی علامت ان کے چہروں میں ہے  
 سجدوں کے نشان سے یہ انکی صفت تورات میں ہے اور انکی صفت انجیل میں)۔

حضرت امیر المؤمنین عمر فاروقؓ راوی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد  
 ”اصحابی كالنجوم بايهم اقتديتم اهتديتم“ (میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں ان  
 میں سے جس کسی کی پیروی کرو گے راہ راست پاؤ گے)۔

اصدق الصادقین سید المتقین چشم و گوش وزارت پہ لاکھوں سلام  
 یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل ثانی اشنین ہجرت پہ لاکھوں سلام  
 ابوداؤد شریف کی حدیث رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو  
 مخاطب کر کے فرمایا ”اما انک یا ابابکر اول من یدخل الجنة من امتی“ (اے ابوبکر  
 سن لو میری امت میں سب سے پہلے تم جنت میں داخل ہو گے)

وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا ستر اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام  
 ترجمان نبی ہم زبان نبی جان شان عدالت پہ لاکھوں سلام  
 ترمذی شریف کی حدیث فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ”لو کان بعدی نبی  
 لکان عمر بن الخطاب“ (اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا)۔

در منشور قرآن کی سلک بھی زوج و نور عفت پہ لاکھوں سلام  
 یعنی عثمان صاحب قیص ہدیٰ حلقہ پوش شہادت پہ لاکھوں سلام  
 غزوہ تبوک کی مہم کے دوران حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عثمان غنیؓ کی فیاضی  
 پر اس قدر خوش ہوئے فرمایا ”ما ضر عثمان ما عمل بعد هذا الیوم“ (آج کے بعد  
 عثمان کا کوئی کام اس کو نقصان نہیں پہنچائے گا)

مر ترضی شیر حق اشجع الایمین ساقی شیر و شربت پہ لاکھوں سلام  
 شیر شمشیر زن شاہ خیبر شکن پر تو دست قدرت پہ لاکھوں سلام

ترمذی شریف کی حدیث ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ” انا مدینہ العلم وعلی بابہا“ (میں علم کا شہر اور علی اس کا دروازہ ہے)۔

صحابہ وہ جنہیں ہر صبح صبح عید حاصل تھی

نبی کا قرب حاصل تھا نبی کی دید حاصل تھی

اہل بیت اطہار کے بارے میں ارشاد ربانی ہے۔

” انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطہرکم تطہیراً “ (القرآن الکریم) (بے شک اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کر کے خوب صاف ستھرا کر دے)۔

حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و تکریم اور محبت و عشق کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری امر ہے کہ آپ کی ازواج مطہرات (امہات المؤمنین) اور اولاد مکرم کا ادب و احترام بھی ضروری ہے ان سے محبت و نیازی مندی واجب اور عین ایمان ہے ارشاد ربانی:

” قل لا اسلکم علیہ اجر الا المودة فی القربی “ (القرآن الکریم)

(آپ فرمادے کہ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت)

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

یا اهل بیت رسول اللہ حکم

فرض من اللہ فی القرآن انزلہ

کفاکم من عظیم القدر انکم

من لم یصل علیکم لاصلوٰة

(اے اہل بیت رسول اللہ ﷺ آپ سے محبت رکھنا اللہ نے قرآن مجید میں جو اس نے نازل کیا ہے فرض قرار دیا ہے۔ تمہاری عظمت و شان کے لیے صرف یہی کافی ہے کہ جس نے آپ پر درود نہ پڑھا اس کی نماز قبول ہی نہ ہوگی)۔

حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی نے کیا خوب عقیدت کا اظہار فرمایا:

الہی بحق بنی فاطمہ کہ بر قول ایماں کنی خاتمہ  
اگر دعوتم رد کنی و رقبول من دست و دامان آل رسول

نبی روف و رحیم ہادی اعظم ﷺ حب اہل بیت اطہار صحابہ کرام کی تعلیم دیتے ہوئے  
ارشاد فرمایا: ” ائتک علی الصراط اشدکم حبالا ہل بیتی ولا صحابی “ (تم میں  
سے پل صراط پر زیادہ ثابت قدم وہی ہوگا جو میرے اہل بیت اور صحابہ کرام کے ساتھ زیادہ محبت  
رکھتا ہوگا)۔

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

فضائل اولیاء عظام: ارشاد ربانی ہے ” ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین  
انعم اللہ علیہم من النبین والصدیقین والشهداء والصالحین وحسن اولئک  
رفیقاً (القرآن الکریم)۔ (جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اُسے اُنکا ساتھ ملے گا جن پر  
اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہدا اور نیک لوگ اور کیا ہی اچھے ساتھی ہیں)۔

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا اونشید در حضور اولیاء

قرآن کریم نے اولیاء کرام کے مقام، پہچان اور انجام کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔

” الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یخزنون الذین امنوا وکانوا یتقون لہم  
البشری فی الحیوة الدنیا و فی الاخرة لا تبدل لکلمت اللہ ذالک هو الفوز  
العظیم “ (القرآن الکریم) خبردار بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کوئی خوف نہ کچھ غم ہے وہ جو  
ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اللہ کی  
باتیں بدل نہیں سکتیں یہی بڑی کامیابی ہے)۔

ابوداؤد نے حضرت عمر فاروقؓ سے روایت نقل کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے بندوں میں سے ایسے لوگ بھی ہیں جو نہ نبی ہیں نہ شہید لیکن قیامت کے دن قرب الہی کی وجہ سے انبیاء و شہداء ان پر رشک کریں گے صحابہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ ہمیں بتائیے وہ کون ہیں؟ فرمایا وہ لوگ جو اللہ کے لیے آپس میں محبت کرتے ہیں نہ ان میں کوئی رشتہ ہے اور نہ ہی مالی منفعت بخدا ان کے چہرے سراپا نور ہوں گے اور نور کے ممبروں پر جلوہ افروز ہوں گے دوسرے لوگ خوف زدہ ہوں گے اور انہیں کوئی خوف نہ ہوگا لوگ حزن و ملال میں مبتلا ہوں گے انہیں کوئی حزن و ملال نہ ہوگا پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی **الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یخزنون۔**

موطا امام مالک میں سند صحیح سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”میری محبت ان کے لیے واجب و لازم ہوگئی ہے جو آپس میں میرے واسطے محبت رکھتے ہیں اور میرے لیے ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں اور میری ہی وجہ سے آپس میں دیتے لیتے ہیں“۔ اسی لیے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”**یحبہم و یحبونہ**“ (القرآن الکریم)۔ (وہ اللہ کے پیارے اللہ انکا پیارا) عرفان الہی کے لیے کوئی شخص بظاہر یا باطن بغیر انبیاء کرام و اولیاء عظام اللہ تبارک و تعالیٰ تک رسائی نہیں حاصل کر سکتا بقول مولانا رومؒ

بے عنایات حق و خاصان حق      گر ملک باشد سیہ گرد و ورق  
کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

سرحق از کتاب نتوان یافت      لیس تلک الرموز فی الاوراق  
(حق تعالیٰ کا راز کتابوں کے اندر نہیں ملتا اس لیے کہ اسرار و رموز کی باتیں کتابوں کے اوراق سے بہت بالاتر ہیں) اس لیے اولیاء کرام کی بارگاہ میں حاضری دینا ضروری ہے کیونکہ نبی علیہ السلام کا ارشاد مبارک ہے۔

”الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ“ (شیخ اپنے مریدوں میں یونہی ہے جیسے نبی اپنی امت میں) چنانچہ قرآن کریم اولیاء کرام کی بارگاہ میں حاضری کا حکم دیتا ہے۔ ”یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین“ (القرآن الکریم) (اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ) دوسرے مقام پر یوں ارشاد فرمایا ”واتبع سبیل من اناب الی“ (القرآن الکریم) (اور اس کی راہ چل جو میرے طرف رجوع لایا)۔ اللہ کے مقبول و محبوب بندوں کی صحبت اختیار کرنے کا حکم دیا یہاں تک قرآن کریم نے فرمایا کہ تمہاری نظریں انہیں چھوڑ کر کسی اور پر نہ پڑیں، فرمایا ”واصبر نفسک مع الذین یدعون ربہم بالغدوۃ والعشی یریدون وجہہ ولا تعد عینک عنہم“ (القرآن الکریم) (اور اپنی جان ان سے مانوس رکھو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی رضا چاہتے ہیں اور تمہاری آنکھیں انہیں چھوڑ کر کسی اور پر نہ پڑیں) مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے:

بجز روئے تو گردیدست چشم  
نئے بینم ازیں افزوں گنا ہے

**حرف دل:** اسلام دین فطرت ہے اور ابدی دین ہے اللہ رب العزت نے اپنے پیغام کو بندوں تک پہنچانے کے لیے پہلے انبیاء و رسل اس کائنات فانی میں مبعوث فرمائے نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر نبوت و رسالت کا دروازہ بند ہو گیا اب تبلیغ دین اصلاح اعمال اور معاشرہ کی خرابیوں کو دور کرنے کے لیے علماء و اولیاء کرام تبلیغ دین، رشد و ہدایت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں اس کام کے لیے ہر دور میں بڑے بڑے علماء اور جید اولیاء اللہ تشریف لاتے رہے اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری و ساری رہے گا چنانچہ نبی اکرم ﷺ کی متعدد احادیث اس بات پر شاہد ہیں آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ”کہ امت کبھی ایسے گروہ سے جو نیکی پر ہوں خالی نہیں ہوتی نیز یہ کہ ہمیشہ میری امت کے چالیس ہزار افراد براہیم علیہ السلام کی خصلت کے ہوں گے۔“

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”الابدال امتی اربعون اثنا عشر فی العراق وثمانیة وعشرون فی الشام“ (میری امت کے ابدال چالیس ہیں جن میں سے بارہ عراق اور اٹھائیس شام میں ہیں) بعض صوفیاء کرام نے اس حدیث کی تشریح یوں کی ہے کہ آپ نے پوری کائنات کو دو حصوں میں تقسیم فرمایا نصف شرقی مراد عراق نصف غربی مراد شام ہے۔ حصہ مشرقی میں عراق خراسان ہندوستان ترکستان وغیرہ کے علاقے اور غربی میں شام حصہ مغربی ممالک شامل ہیں۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کشف المحجوب میں لکھتے ہیں ”خداوند تعالیٰ روئے زمین کو بلا سبب قائم نہیں رکھتا پس وہ ہرگز اس امت کو بھی بغیر ولی کے نہیں رکھتا“ برصغیر کے اندر اسلام اولیاء عظام و صوفیاء کرام کی شبانہ روز کوششوں سے پھیلا۔ یہاں مسلمانوں کی فتوحات کا سلسلہ محمد بن قاسم کے ذریعہ ۱۲۱ء میں ہوا پھر کچھ ہی عرصہ میں ملک سندھ کشمیر تک اسلامی حکومت قائم ہو گئی۔ بعد میں ہندوستان کے اندر اسلام کا پودا ترکی النسل غزنوی حکمرانوں نے لگایا سلطان محمود غزنوی نے ۴۱۷ھ / ۱۰۲۷ء میں لاہور کو فتح کیا اور یہاں ایک مستحکم اسلامی ریاست قائم کر کے اسلامی تہذیب و تمدن کو پروان چڑھایا پہلے سلاطین دہلی اور پھر مغلیہ خاندان کے فرمانبرواؤں نے برصغیر پر حکومت کی۔ برصغیر کے اندر اشاعت اسلام کے سلسلہ میں مسلم عرب تاجروں نے جہاں بڑا اہم کردار ادا کیا وہاں مختلف سلسلوں سے وابستہ صوفیاء و اولیاء کرام اسلام کی تبلیغ اور آسان تعلیمات کی بدولت ہندوں کو ذات پات کے جھگڑوں سے بچا کر دین اسلام میں داخل کرنے لگے۔ محمود غزنوی کی تخت نشینی سے بہت پہلے حضرت شیخ صفی الدین گارونیؒ اوج شریف بہا پور اور حضرت اسماعیل بخاریؒ اور پھر ان کے بعد حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے لاہور کو مرکز بنایا جنکی تبلیغی کوششوں سے ہزاروں لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

یوں تو اولیاء کرام کے بہت سے سلسلے مثلاً جنیدیہ، زیدیہ، واحدیہ، نوریہ، طیفوریہ، ادھمیہ، محاسبیہ، سہلیہ، قصاریہ، حکیمیہ، خرازیہ، حنفیہ، سپاریہ وغیرہم ہیں اور ان تمام سلاسل کے بزرگوں کی

خدمت اقدس میں سلام عقیدت پیش کرتا ہوں بقول شاعر:

ہر جا کہ بود شیخ دیوانہ او باشم      ہر جا کہ بود شمع پروانہ او باشم

(جہاں کوئی بزرگ ہے میں اس کا شید ہوں جہاں کوئی شمع ہے میں اس کا پروانہ ہوں) لیکن جو سلسلے بہت مشہور ہوئے اور علماء مشائخ کی اکثریت جن سے نسبت رکھتی ہے وہ چار ہیں، سلسلہ قادریہ جس کے پیشوا قطب ربانی مقبول صدانی غوث اٹکلین، سلطان طریقت، برہان شریعت گنج معرفت پیشوائے اولیاء حضرت ابو محمد شاہ محی الدین سید عبدالقادر جیلانی الحسنی الحسینی المعروف غوث اعظم ہیں۔ سلسلہ چشتیہ کے رہنما اور بہر نائب رسول فی الہند شیخ المشائخ مرکز عاشقان، قبلہ چشتیاں، سرتاج ولایت خواجہ خواجگان حضرت غریب نواز معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری، سلسلہ نقشبندیہ کے مرکز و محور زین الاسلام، داعی عصر یگانہ دہر، شاہ محققان حضرت شیخ المشائخ خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی اور چوتھا سلسلہ سہروردیہ ہے جو برگزیدہ عالم استاد عارفاں، مقتدائے اولیاء، پیرو اصلاں، بدر شریعت رہبر کمالاں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی سے منسوب ہے۔

ان چاروں سلسلے کے عظیم بزرگان دین نے برصغیر کے کونے کونے کو اپنے نور قلب سے منور فرمایا سلسلہ قادریہ کے اولیاء عظام میں سے خاص طور پر قابل ذکر سید محمد غوث قادری اوجہی حلبی، حضرت شاہ سکندر کیتھلی، حضرت میاں میر قادری، حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت شیخ عبدالاحد، حضرت شاہ ابوالمعالی لاہوری، حضرت مخدوم شیر شاہ، حضرت نوشہ گنج بخش نے لاکھوں ہندوں کو حلقہ بگوش اسلام کیا متاخرین میں امام اہل سنت احمد رضا خاں بریلوی، حضرت حامد رضا خان بریلوی، خواجہ عبدالرحمن چھوہروی، حضرت سید دیدار علی شاہ الوری، مولانا نعیم الدین مراد آبادی اور حضرت شیخ الحدیث مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ اجمعین نے نہ صرف غیر مسلموں کو راہ راست پر لائے بلکہ تقریروں کے ذریعے بد عقیدگی کے خلاف معروف جہاد ہے۔



سلسلہ چشتیہ کے بزرگوں میں سے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے دہلی حضرت بابا فرید الدین گنج شکر نے جنوبی پنجاب حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الہی اطراف دہلی حضرت بندہ نواز گیسو دراز نے گلبرگہ، پونا، بلگام کے اضلاع حضرت نظام الدین اورنگ آبادی نے دکن حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی حضرت شاہ کلیم اللہ جہان آبادی حضرت خواجہ نور محمد مہاروی حضرت خواجہ سلیمان تونسوی حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی اور حضرت خواجہ پیر سیدنا مہر علی شاہ نے اپنے اپنے مراکز پر تبلیغ اسلام کے فریضہ کو جاری رکھا ہزاروں لاکھوں ہندوؤں نے اسلام قبول کیا اور یوں اسلام کی اشاعت کے ساتھ ساتھ خاندان چشتیہ کا نام روشن کرتے رہے۔

سلسلہ نقشبندیہ کے بزرگ حضرت خواجہ باقی باللہ، حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی، حضرت ایشاں، حضرت آدم بنوری، حضرت شیخ محمد طاہر بندگی، حضرت نور محمد پٹنی، حضرت شیخ حمید بنگالی، شیخ طاہر بدحشی، حضرت عبدالاحد سرہندی، حضرت بابا فیض محمد تراہی، حضرت خواجہ فقیر محمد چوراہی، حضرت شاہ رکن الدین الوری، حضرت سائیں توکل شاہ ابنالوی، حضرت حافظ جماعت علی شاہ علی پوری، حضرت پیر جماعت علی شاہ ثانی علی پوری اور حضرت میاں شیر محمد شرپوری تبلیغ دین میں کوشاں رہے۔

خاندان سہروردیہ کے چشم چراغ حضرت بہاؤ الدین زکریا، حضرت سید جلال الدین بخاری، حضرت مخدوم جہانیاں جلال الدین جہاں گشت، حضرت سید احمد المعروف بہ تخی سرور، حضرت شاہ رکن عالم، حضرت شیخ حمید الدین حاکم، حضرت شہباز قلندر، حضرت حاجی اسحاق سندھی، شیخ جلال الدین تبریزی، حضرت جلال مجرد سہلٹی، حضرت شاہ دولہ دریائی گجراتی نے بھی برصغیر کے اپنے اپنے علاقوں میں تبلیغ دین کے لیے شبانہ روز کوششیں کرتے رہے۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد برصغیر میں انگریزوں کا رویہ مسلمانوں کے بارے میں یکسر تبدیل ہو گیا مغلیہ حکومت کے خاتمہ کے ساتھ ہی مسلمانوں کے لیے ایک تاریک دور شروع ہوا۔ انگریزوں نے برصغیر میں اپنے تسلط کو دوام دینے کے لیے اس انداز سے سوچنا شروع کر دیا کہ مسلمانوں کے تشخص اور ان کے انداز فکر کو کس طرح بدلہ جاسکتا ہے اسلام کی عمارت کو منہدم کرنے کے لیے انگریزوں نے پہلے پہل مغربی علماء کی جماعتیں تیار کیں عیسائیوں یہودیوں نے اسلام، قرآن اور نبی رحمت ﷺ پر اعتراضات کی بوچھاڑ کر دی۔ پھر وہ دور شروع ہوا کہ مسلمانوں کے اندر تفریق پیدا کرنے کے لیے انگریزوں نے ایسے فرقوں اور جماعتوں کی بنیاد ڈالی جنہوں نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کے عقائد و نظریات پر منافقانہ متعصبانہ حملے شروع کر دیے ان حالات میں سلاسل اربعہ کے علماء و مشائخ نے بڑا اہم کردار ادا کیا بڑے بڑے علمی مراکز قائم کیئے تحریر و تقریر اور خانقاہوں کے ذریعے بد عقیدگی کے اس سیلاب کے سامنے بند باندھ دیا اور عشق مصطفیٰ ﷺ کی ایسی شمع روشن کی جس کے اُجالوں میں انگریزوں اور ہندوؤں سے پاکستان کی صورت میں آزادی حاصل کی۔

ارشاد ربانی ” کونوا مع الصالحین “ پر عمل پیرا ہونے کے لیے فرمان رسول اللہ ﷺ ” تنزل الرحمة عند ذکر الصالحین “ (صالح اور نیک بندوں کے ذکر کے وقت اللہ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے) اور ” ہم القوم لا ینفقی بہم جلیسہم “ (انکی ہم نشینی اختیار کرنے والا بد بخت نہ ہوگا) کے فوائد ثمرات سے مزین ہونے اور ایک عاشق رسول عربی ﷺ کی عشق و مستی میں ڈوبی ہوئی باتیں سننے اور اپنے اخلاق و عادات صورت و سیرت کو متخلق باخلاق نبوی متبع سنت مصطفوی کے سانچے میں ڈھالنے کے لیے اس پر اکتفا کیا:

احب الصالحین ولست منهم لعل اللہ یرزقنی صلاحاً

زبدۃ العارفين قائم الیل صائم النهار صوفی باصفا حضرت ابوالمعانی محمد غلام ربانیؒ کی صحبت معنوی سے مستفیض و مستنیر ہونے کے واسطے حالات مبارکہ قلمبند کر کے ہدیہ ناظرین کر رہا ہوں تاکہ جو لوگ اس میکیدہ عشق و مستی میں جسمانی طور پر حاضر ہوتے رہے اور جو حاضر نہ ہو سکے دونوں اپنے قلب و جگر کو الفت و عقیدت، ذہن و دماغ کو معنبر و معطر اور اپنی روح کو سوز و گداز سے سرشار کر لیں۔

خاندانی پس منظر: اس پر اللہ رب العزت کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے کہ حضرت مولانا غلام ربانیؒ ایک علمی خانوادے کے چشم و چراغ تھے اور یہ خداوند کریم کا خصوصی فضل و کرم ہے کہ اُس نے اس خاندان کو علم دین کی دولت سے مالا مال فرمایا اور آپ کے آباؤ اجداد صدیوں سے علم و معرفت کے چراغ روشن کرتے چلے آئے ” فالحمد لله علی ذالک حمداً کثیراً “۔

حضرت ابوالمعانی مولانا غلام ربانیؒ (قوم کرڑال) شجرہ نسب متعدد واسطوں سے محمد بن حنفیہؒ سے حضرت علی المرتضیٰ حیدر کرارؒ سے ملتا ہے۔ اخوند تورانی لفظ ہے اور بہت بڑے معتبر عالم کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ آباؤ اجداد اخوندادہ کے لقب سے معروف محمد بن حنفیہؒ کی اولاد (علوی) دور خلافت راشدہ کے بعد عراق سے ایران ہجرت کر گئے اور پھر یہاں سے بٹ کران کی آبادی کا ایک حصہ ہرات کے علاقوں میں منتقل ہو گیا یہاں انہوں نے ہرات اور غزنی وغیرہ کے علاقوں میں حرب و ضرب اور فن سپہ گری میں دسترس و نام پیدا کر لیا۔ اور پشتو زبان میں درس و تدریس دیتے تھے۔ پٹھان قوم کے مورث اعلیٰ قیس عبدالرشید صحابی رسول تھے۔ حضرت موسیٰؑ کے زمانے میں یہ لوگ مصر اور فلسطین کے علاقوں سے ہجرت کر کے کرمان (ایران) اور افغانستان کی وادیوں میں آ کر مقیم ہو گئے تاریخ پشتون مصنف سردار شیر محمد خان گنڈاپور اور دیگر اس موضوع پر لکھی ہوئی کتب سے معلوم ہوتا ہے قیس عبدالرشید کا سلسلہ نسب ۲۷ واسطوں سے ملک طالوت اور

۴۵ واسطوں سے حضرت ابراہیمؑ جبکہ ۶۳ واسطوں سے حضرت آدمؑ سے ملتا ہے خراسان کے علاقہ جبل غور میں قیام پذیر تھے۔ حضرت خالدؑ کے مکتوب ملنے پر مدینہ منورہ حاضر ہو کر شرف اسلام قبول کیا اس پر نبی اکرم ﷺ نے خوش ہو کر فرمایا ” قیس عبرانی اسم ہے اور میں عربی ہوں ان کا نام عبد الرشید تجویز کرتا ہوں “ فتح مکہ کے موقع پر ملک عبد الرشید (طالوت کی اولاد میں سے ہیں اور قرآن کریم نے انہیں ملک کے نام سے یاد کیا ہے لہذا انکی اولاد ملک کہلانے لگی) کی شجاعت کی خبر سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس شخص کی نسل سے ایک عظیم سلسلہ جاری ہوگا یہ میرے دین کی کشتی کا بطن ہے۔ ملک عبد الرشید بطن (بطن عربی لفظ جب عجم میں ہند پہنچا تو بپس طت اور بعد میں ٹ سے بدل کر پٹھان ہو گیا) کی شادی حضرت خالد بنی ولیدؑ کی بیٹی سارہ سے ہوئی یہ واپس غورستان چلے آئے اور کوہستان کے علاقے میں جہاد میں مصروف رہے آپ ۴۱ھ میں ۷۷ سال کی عمر میں ایک جنگ میں شہید ہو گئے۔ انکے بیٹوں اسٹرن بن، سٹن، غور غشتی اور کڑالی / کرلانی (پیر خواندہ) کی نسل سے ہی آج صوبہ سرحد اور قبائلی علاقے میں آباد ہیں۔

حضرت کے آباؤ اجداد بھی سوات کے علاقہ میں آکر آباد ہو گئے اور یہاں جہاد میں مصروف رہے۔ سکھوں کے عہد میں انکے خلاف لڑائی جاری رکھی۔ شورش کاشمیری نے عہد ایوبی میں اہل سنت کے علماء و مشائخ کے خلاف اپنے رسالہ چٹان میں بہت کچھ لکھا۔ حضرت شیخ القرآنؒ کے بارے میں کہا ” میں انہیں کچھ نہیں کہتا کیونکہ انکا تعلق گولڑہ شریف سے ہے ہاں انکے بڑوں نے سید اسمعیل شہید کے خلاف لڑائی کی تھی “ اس کے جواب میں لاہور بیڈن روڈ پر ایک عظیم الشان جلسہ ہوا تھا جس میں حضرت شیخ القرآنؒ نے تاریخی خطاب ارشاد فرمایا اس خطاب کو سینکڑوں علماء کرام نے سنا جو آج بھی اسے یاد کرتے رہتے ہیں آپ نے فرمایا تھا ” شورش کاشمیری کی یہ بات کہ میرے آباؤ اجداد نے سید اسمعیل کے خلاف لڑائی کی تھی ہمارے مسلک اہل سنت کی تائید کرتی ہے کہ میرے آباؤ اجداد نے جہاد میں مصروف تھے سید اسمعیل سکھوں کی جانب سے

لڑتا ہوا مارا گیا تھا۔“

آپ کے آباؤ علاقہ سوات سے تحصیل و ضلع ہری پور کے مشہور قصبہ کھلابٹ سے ایک میل دور داڑی درگڑی تشریف لائے اور یہاں داڑی کے گاؤں میں قیام پذیر ہوئے یہ گاؤں تر بیلا ڈیم کی تعمیر کی بنا پر اپنا وجود کھو بیٹھا ہے اس گاؤں میں ایک خانقاہ ”داڑی والا بابا“ کے نام سے معروف تھی جو حضرت شیخ القرآنؒ کے آباؤ اجداد میں سے تھے اس مزار پر اکثر لوگ حاضری دیا کرتے تھے خاص طور پر آنکھوں کی بیماری والے آکر منتیں مانتے اور روحانی (باطنی) فیوض و برکات حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ خاص ظاہری فیض سے یوں نوازے جاتے کہ آنکھیں تندرست ہو جاتی تھیں گویا یہ آستانہ مرجع خلائق جسمانی مرض کا روحانی شفاخانہ تھا۔

تیرے فضل و کرم کی دھوم ہے سارے زمانے میں

تیرے زہد و عمل کا ہر جگہ پر چار ہے بابا

داڑی سے نقل مکانی کر کے اخون صاحبؒ (آپ کے آباؤ اجداد اخونزادہ کے لقب

سے معروف تھے) پنیاں ہری پور ہزارہ کا ایک مضافاتی گاؤں ہے یہاں تشریف لائے۔

حضرت شیخ القرآنؒ کے جد امجد اخونزادہ حضرت محمد عالم ہزارویؒ ۱۸۷۲ء / ۱۲۷۹ھ میں

پنیاں چلے گئے مگر جلد ہی واپس چمبہ پنڈ آگئے تھے۔ پنیاں میں اخون صاحبؒ مزار مبارک

مرجع خلائق ہے علاقہ کے لوگ آج بھی بڑی عقیدت و محبت رکھتے ہیں ”تاریخ ہزارہ“ میں

ڈاکٹر شیر بہادر خان رقمطراز ہے ”زبانی تفتیش سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس گاؤں میں سب سے

پرانے اہل علم جو بڑے بوڑھوں کو یاد ہیں مندرجہ ذیل اشخاص گذرے ہیں۔ جلال خان پنی سے کچھ

عرصہ پہلے اخون صاحب مشہور دینی رہنما گذرے ہیں ان کا نام آج تک بہت عزت سے لیا جاتا

ہے نام و شجرہ معلوم نہ ہو سکا۔ لیکن ان کا عزت و اکرام سے آج تک نام لینا ظاہر کرتا ہے کہ وہ

ولی اللہ تھے۔“

آچشم آرزو کہ گہر باریاں تو دیکھ لیتے ہیں صبح و شام خزانے نئے نئے

حضرت ابو المعانی ” کے آباؤ اجداد میں سے ماہر علم میراث استاذ العلماء اخونزادہ حضرت فقیر محمد غلام ” اور اُنکے چھوٹے برادر حضرت محمد نذیر تقریباً ۱۲۰۰ھ / ۱۷۶۱ء میں چمبہ پنڈ تحصیل و ضلع ہری پور ہزارہ میں آکر سکونت اختیار کر لی۔ پھر علم و عرفان کے بڑے بڑے مینارہ ہائے نور یہاں سے روشن ہوئے۔

### چمبہ پنڈ ہری پور ہزارہ

یہ الفاظ ایک بہت بڑی حقیقت کے آئینہ دار ہیں کہ نامور عرب مورخ اور مفکر امیر شکیب ارسلان نے ” حاضر العالم الاسلامی جلد دوم ص ۱۹۷ ” میں لکھا ہے ” میری جان کی قسم اگر ساری دنیا میں اسلام کی نبض ڈوب جائے اور کہیں بھی اس میں زندگی کی رمت باقی نہ رہے تو بھی کوہ ہمالیہ اور کوہ ہندو کش کے درمیان بسنے والوں میں اسلام زندہ رہے گا اور انکا عزم جوان رہے گا“

صوبہ سرحد ہمالیہ کے پہاڑی سلسلے کے دامن میں پھیلا ہوا وسیع و عریض علاقہ ہزارہ کے نام سے موسوم ہے پہلے یہ محض ایک ضلع تھا اب اسکی وسعت کے پیش نظر اسے ڈویژن کا درجہ دے دیا گیا ہے اس ضلع کی زمین سوائے چند چھوٹے میدانوں کے تمام پہاڑی ہے۔ ہری پور کے شمال میں علاقہ تناول اس سے اوپر بلیک مونٹین (کوہ اسود) سوات کوہستان اور چلاس کے علاقے ہیں شمال مشرق میں ایبٹ آباد مغرب میں دریائے سندھ جنوب میں راولپنڈی اور ضلع اٹک ہے۔

ہزارہ کا سب سے پرانا نام ” ابی ساریز ” Abisares تھا ۳۲۶ ق م میں سکندر اعظم کی آمد سے قبل یہاں کا حاکم ابی سارا تھا۔ سکندر اعظم نے جب ۳۲۷ ق م میں یہاں پر حملہ کیا تو اس وقت ہزارہ کے علاوہ کشمیر، راجوری اور بھہر تک کے علاقے شامل تھے۔ دسویں صدی عیسوی تک ہزارہ ریاست اور کشمیر ایک ہی حصہ تھا۔ خان پور کے مقام پر ماہرین آثار قدیمہ نے

84230

کھدائی کے دوران ایسی اشیاء دریافت کی ہیں جن سے ضلع ہزارہ کی قدامت کا واضح ثبوت ملتا ہے  
قدیم تاریخ میں اس ضلع کا ایک نام ” اُراشہ غالباً مہابھارت کا ” اُراگہ “ ہے۔

بارہویں صدی عیسوی میں ترکوں کی آبادی وسط ایشیاء میں دور دور تک پھیلی ہوئی تھی اس  
زمانہ میں فوجی افسروں کے عہدے سپاہیوں کی تعداد کے لحاظ سے تھے پنج ہزاری ہفت ہزاری اسی  
طرح ہزار سپاہیوں کا دستہ ہزارہ اور یہ دستے عموماً علاقہ کے نام سے پکارے جاتے تھے چنانچہ  
قوم قارلغ کے ایک ہزار سپاہیوں کا دستہ ” ہزارہ قارلغ “ کے نام سے پہچانا جاتا تھا۔ امیر تیمور  
کی آمد ۱۳۹۸ء میں اس علاقے کا نام ہزارہ قارلغ مشہور ہو گیا۔

تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ علاقہ اکثر جنگ و جدل کا منظر پیش کرتا رہا۔  
احمد شاہ ابدالی نے ۱۷۷۳ء میں ہزارہ کے علاقہ پر کئی ایک حملے کیے بعد میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کے  
دور میں اہل ہزارہ پر بڑے مظالم ہوئے انگریزوں کی آمد پر شورشوں کے خاتمہ، مسائل و مقدمات  
کے فیصلہ کے لیے علاقہ کو مختلف جاگیروں کی شکل میں سرداروں کے سپرد کر دیا گیا۔

حسن ابدال سے ہری پور جاتے ہوئے قریباً ۲۰ کلومیٹر فاصلہ طے کرنے کے بعد اور  
ہری پور سے ۱۵ کلومیٹر پہلے لب سڑک ایک گاؤں سرائے گدائی کے نام سے مشہور ہے یہاں سے  
مشرق کی طرف کوٹ نجیب اللہ کا علاقہ ہے عہد سکھوں میں نجیب اللہ خان نے اپنا کوٹ بنا کر تھانہ  
بنایا اور اُس کے نام پر کوٹ نجیب اللہ مشہور ہو گیا (قلعہ کو کوٹ کہا جاتا ہے)۔ گدائی خان ترین نے  
سرائے گدائی کی تعمیر کی اور بعد میں عملداری سکھاں میں کوٹ نجیب اللہ کی آباد کاری کے دوران بہت  
سے ہندوں اور دیگر لوگوں نے سرائے گدائی کو آباد کیا۔ سرائے گدائی سے مغرب کی طرف تقریباً  
۳ کلومیٹر کے فاصلہ پر چمبہ بند ہے اس گاؤں سے کچھ فاصلہ پر کوہ گندگرم شمال مغرب کی سمت پھیلا  
ہوا ہے اسکی دوسری سمت پر تر بیلا ڈیم جبکہ پہاڑ کے آخری حصہ کی چوٹی پر بڑا گاؤں سری کوٹ ہے۔

کوٹ نجیب اللہ، سرائے گدائی، چمبہ پنڈ اور اس سے حقہ دیہات کا انتظام سکھوں کے عہد میں مقدم مشرف کے ذمہ تھے (مقدم کا خطاب اورنگ زیب کے عہد میں یہاں کے سرکردہ فرد چوہدری دولت بیگ کو ملا تھا) سرکار سکھاں نے مقدم مشرف کو ایک ہزار کی جاگیر عطا کی مقدم مشرف نے اپنی ذاتی شجاعت جو انمردی کی بدولت اس علاقہ میں امن و امان قائم کیا یوں یہ علاقہ شر و فساد سے محفوظ ہو گیا۔ مقدم مشرف کے اچھے اخلاق و حالت اور جو انمردی زبان زد خلاق ہے متعدد بار پٹھان، تمان زئی، تاریخیلی، ترک اور سید خانی اس علاقے پر حملہ آور ہوئے مگر مقدم مشرف کی قوت و غلبہ کے سامنے بے بس رہے مقدم مشرف نے زندگی بھر شکست نہ کھائی بالآخر موضع چمبہ پنڈ میں ہونے والی ایک لڑائی میں دھوکہ سے شکست دی گئی اسی کے غم میں مقدم مشرف فوت ہو گیا۔ پھر مقدم مشرف کی اولاد ان علاقوں پر قابض ہو گئی۔ یوں عہد اسلام، عہد سکھاں اور عہد سرکار انگریزی کے وقت یہ خاندان ان دیہات کی نگہبانی کرتا رہا۔

چمبہ پنڈ عہد اسلام میں قوم گوجر کے قبضہ میں تھا مقدم مشرف نے عہد سکھاں میں شورش، فتنہ و فساد اور بیرونی حملے روکنے کے لیے اس کوٹ نجیب اللہ سے الگ کر کے اپنے بیٹے مقدم میر احمد کو دے دیا تھا اس نے حضرت شیخ القرآنؒ کے جد امجد حضرت مولانا محمد عالمؒ کی علمی قابلیت اور دینی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے چمبہ پنڈ سے ملحقہ ۱۰۰ کنال زمین آپ کو عطا کی۔

چمبہ پنڈ کا ذکر میجر ایبٹ کی ڈائری کے اوراق میں بھی ہے میجر ایبٹ نے جون ۱۸۴۹ء کو ہزارہ کے علاقے کا تفصیلی دورہ کیا اس علاقے کی آب و ہوا، صحت و افزاء مقامات سرکردہ افراد کے حالات کا جائزہ لیا اور روزانہ ڈائری میں انہیں نوٹ کرتا رہا (اسکی تفصیل ڈاکٹر شیر بہادر خان کی کتاب تاریخ ہزارہ میں موجود ہے) چنانچہ میجر ایبٹ ۲۴ جون ۱۸۴۹ء کو موضع چمبہ بھی گیا اور وہاں کے حالات کا جائزہ لیا۔



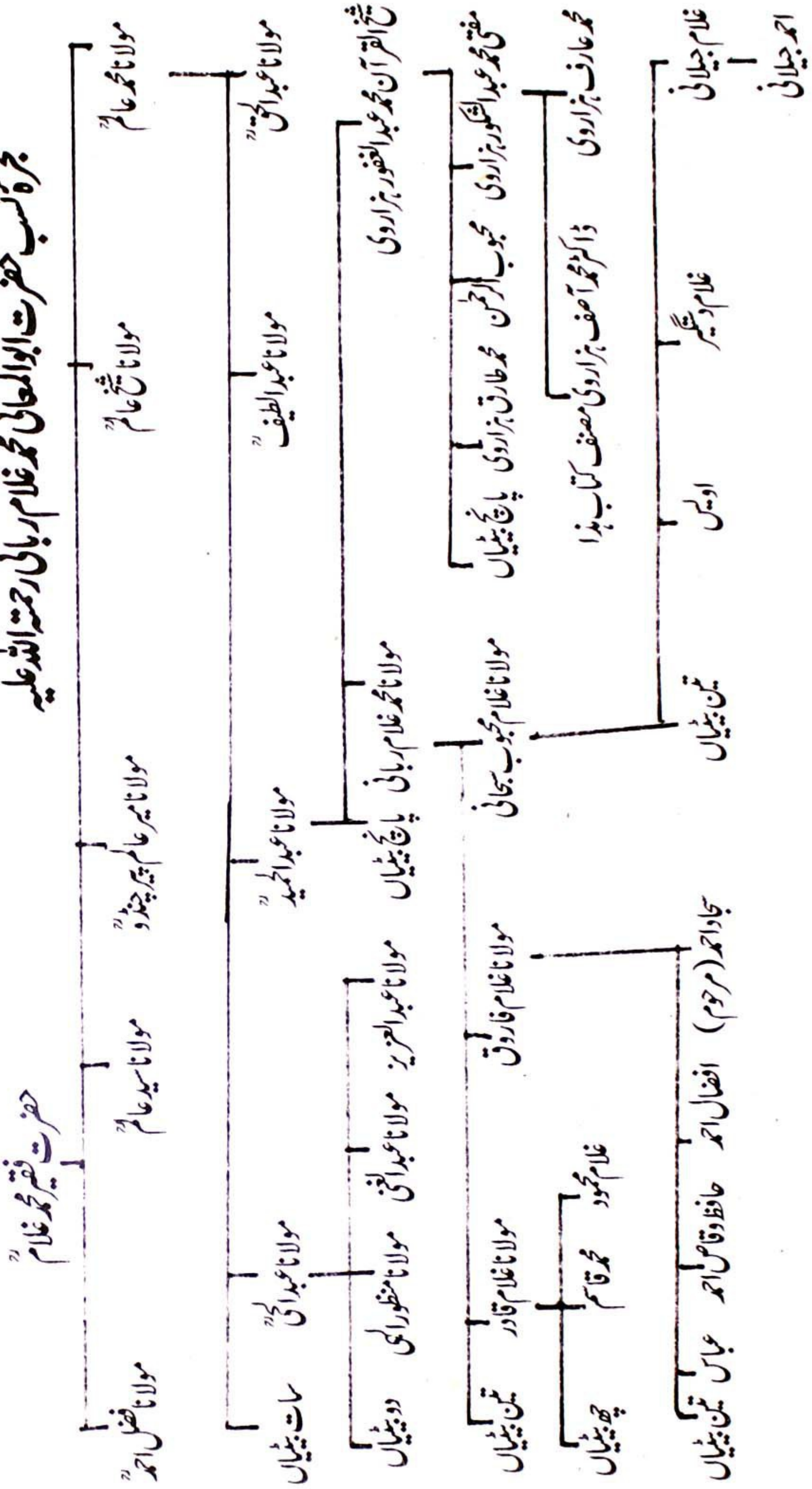
سرائے گدائی سے چمبہ پنڈ جانے کے لیے پہلے لوگ پیدل یا مال بردار جانوروں پر سوار ہو کر جاتے تھے راستہ میں ایک بڑی ندی بھی آتی ہے عام دنوں میں کم پانی کے باعث لوگ آسانی سے گذرتے ہیں لیکن بارشوں کے موسم میں کناروں پر بیٹھ کے پانی اترنے کا انتظار کیا جاتا ہے کچھ عرصہ سے اب پختہ سڑک بن چکی ہے بجلی آ جانے سے لوگ خوشحال ہو چکے ہیں اور اب علاقے کے لوگوں کو ٹیلی فون کی سہولت بھی میسر آ گئی ہے گاؤں میں داخل ہوتے ہی پہلے بچوں کا سکول اور سامنے گاؤں کی واحد جامع مسجد غوثیہ نظر آتی ہے جسے حضرت شیخ القرآنؒ کے آباؤ اجداد نے تعمیر کیا تھا تعمیر نو سے مسجد کے حسن و نکھار میں خوب اضافہ ہو چکا ہے۔ گاؤں کی آبادی (۴۰۰۰) چار ہزار کے لگ بھگ ہوگی۔ گاؤں کے مشرق اور جنوب میں دو قبرستان ہیں جو خاصے قدیم ہیں یہاں قدیم زمانے کے دو بزرگوں کے مزار بھی ہیں جنہیں ”شہید بابا کی یادگار“ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور یہاں سالانہ عرس بھی ہوتا ہے جس میں علاقہ کے لوگ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ یہاں کی عام زبان پنجابی کی ایک شاخ ہے اس کو پشتو سے تمیز کرنے کے لیے ”ہندکو“ کہا جاتا ہے۔ چمبہ اور ملحقہ دیہات ہیں۔ پٹھان، کرڑال، گوجر، مغل، سید، شیخ، گلکھڑ اور ڈھونڈ وغیرہ خاندان آباد ہیں۔ لوگوں کا پیشہ کھیتی باڑی ہے تعلیم عام ہونے کی وجہ سے اکثر نوجوان مختلف فیکٹریوں میں کام کی غرض سے جاتے ہیں۔ یہاں کی آب و ہوا صاف ستھری، پانی انتہائی میٹھا اور شام کو سورج غروب ہونے کا منظر بڑا دلکش ہوتا ہے جب کوہ گندگر کے عقب میں سورج آنکھوں سے اوجھل ہوتا ہے تو پہاڑ کا سایہ دور تک پھیل جاتا ہے۔

آج تو یہ علاقہ آباد ہے مگر آج سے دو اڑھائی صدیاں قبل انسانی آبادی کے نام سے کچھ اتنا زیادہ واقف نہ تھا آجکل تو ہر گھر میں پانی کی سہولت موجود ہے اور چمبہ گاؤں کے قبرستان میں پانی کا چشمہ جاری و ساری ہے جو عرصہ دراز سے حضرت شیخ القرآنؒ کے جد امجد حضرت مولانا محمد عالمؒ کی کرامت کا منہ بولتا ثبوت ہے اہل علاقہ کی گھریلو ضروریات اور کھیتوں کو سیراب کر رہا

ہے اُس وقت یہ بھی نہ تھا اور ویسے بھی بغیر پانی کے آبادی کا تصور یکے از ناممکنات میں سے ہے۔ اُس وقت یہ سنگلاخ علاقہ جنگلی جانوروں از قسم بھیڑیا، شیر اور سور وغیرہ کی آماجگاہ تھا دواڑھائی سو سال قبل اس کو ہستانی اور انتہائی دشوار گزار وادی میں آپ کے آباؤ اجداد تشریف لائے اور چمبہ پنڈ کو علم و عرفان کا ایسا مرکز بنا دیا کہ دور دراز کے علاقوں اور ممالک سے علماء و طلباء آئے اور درس قرآن و حدیث سے اپنے سینوں کو منور کرنے لگے۔

سلسلہ نسب والد ماجد کی طرف سے حضرت محمد ابن حنفیہ سے حضرت علی المرتضیٰ سے جبکہ والدہ ماجدہ کی جانب سے حضرت سیدنا صدیق اکبر سے ملتا ہے جسکی تفصیل یہ ہے والدہ ماجدہ روشن جان بنت علامہ حکیم عبدالرحمن ابن حمد اللہ ابن حافظ محمد معصوم عبداللہ ابن حافظ بدرالدین ابن حافظ محمد معصوم ابن حافظ شیخ فتح محمد ابن حافظ جہان محمد قریشی ابن شیخ عبدالغفور (ساکن اورنگ آباد) ابن محمد جعفر ابن شیخ عبداللہ ابن مولوی محمد کظیم ابن مولوی محمد عثمان ابن قاضی محمد سعید (برادران شائق فائق و سعید در پکھری اندرون وزیر آباد) ابن مولوی محمد تقی ابن شیخ محمد ابن اللہ بخش مصری ابن کرمان اللہ مصری ابن محمد صادق ابن فیصنور ابن محمد پناہ ابن شیخ محمود ابن حافظ محمد زبیر ابن حافظ محمد سید نور ابن حافظ عبداللہ ابن حافظ محمد حفیظ ابن حافظ امر ب الدین ابن حافظ وحید الدین ابن حافظ حیدر ابن محمد قاسم ابن محمد ابن امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

## شجرہ نسب حضرت ابوالمعالی محمد غلام ربانی رحمۃ اللہ علیہ



## حضرت فقیر محمد غلام رحمۃ اللہ علیہ

چمبہ پنڈ میں سب سے قبل تقریباً ۱۲۰۰ھ / ۱۷۸۶ء میں برادر اصغر محمد نذیر کے ہمراہ تشریف لائے (محمد نذیر کی اولاد چمبہ پنڈ میں ہی ہے ان میں معروف شخصیت ولی احمد گدرے ہیں جنکی نسل زیریں یہاں پر ہی مقیم ہے) حضرت فقیر محمد غلام کی تاریخ ولادت وصال اور سوانح حیات کا زیادہ علم نہ ہو سکا مجھے افسوس کے ساتھ اس حقیقت کا اظہار کرنا پڑ رہا ہے کہ

ہم آج بیٹھے ہیں ترتیب دینے دفتر کو ورق اس کا جب اڑالے گئی ہو ایک ایک

کسی شخصیت کی سوانح مرتب کرنے کے کئی اہم ماخذ ہوتے ہیں۔ آج میرے پاس حضرت ابوالمعانی مولانا غلام ربانی کی لکھی ہوئی چند باتوں کے علاوہ کچھ نہیں جن سے اس عظیم علمی شخصیت کی سوانح سے گراں قدر جواہر پارے علم میراث، علم تصوف اور علم اخلاق سے متعلقہ باتیں پیش خدمت کی جاسکتی ہیں۔ ایک عالم دین کی سوانح کو مرتب کرنے کے لیے اُنکے کتب خانہ سے خاصی مدد مل جاتی ہے لیکن یہاں یہ معاملہ بھی برعکس ہے چونکہ آپ نقل مکانی کر کے چمبہ پنڈ تشریف لائے اور زندگی کا آخری حصہ یہاں بسر فرمایا لہذا کتب خانہ میں آپ کے عہد کی بہت کم کتابیں ملیں۔ آپ کو وصال فرمائے ڈیڑھ صدی سے زائد وقت گذر چکا ہے لہذا جو چند کتب تھیں وہ بھی اس طویل مدت میں بوسیدہ ہو کر ”کل من علیہا فان“ کے تحت ضائع ہو چکی ہیں۔ البتہ آج بھی آپ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک قلمی نسخہ جو آٹھ صفحات پر مشتمل ہے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا رسالہ میراث موجود ہے جس کے آخر پر آپ نے اپنے دستخط بھی ثبت فرمائے ہیں۔

حضرت فقیر محمد غلام علم و فضل میں خصوصاً علم فقہ میراث میں نہایت مشہور تھے آپ پشتو

زبان بولتے تھے اور اسی زبانی میں طلبہ کو درس دیتے تھے آپ نے گاؤں میں ایک مسجد تعمیر فرمائی یہی مسجد عظیم مدرسہ بھی تھی جس سے آپ کے پاس دور دراز کے مقامات سے آکر اہل علم اپنے دامن کو

قرآن و حدیث کے ساتھ ساتھ علم فقہ و میراث سے منور کرتے تھے دیگر بہت سے نامور علماء کے علاوہ علاقہ چھچھ کی معروف علمی شخصیت استاذ العلماء بحر الحقیقین حضرت مولانا قطب الدین غورغشتی کے جد امجد حضرت مولانا بہاؤ الدین (متوفی ۱۳۰۹ھ) بن اخوند سعد الدین نے یہاں آکر آپ سے حصول علم کیا آپ کو علم فقہ اور میراث کی کتب از بر تھیں آپ کا پیشہ کھیتی باڑی تھا درس و تدریس کا ایک انداز یوں بھی تھا کہ آپ کھیتوں میں ہل چلاتے یا کوئی کام کر رہے ہوتے تھے ساتھ ساتھ طلبہ فقہ و میراث کی تعلیم بھی حاصل کرتے آپ کی اولاد میں علاوہ بیٹیوں کے پانچ بیٹے تھے حضرت مولانا محمد عالم شیخ عالم میر عالم سید عالم اور فضل احمد ان میں سب سے بڑے علم و فضل کے ماہر جامع معقول و منقول ماہر علم میراث حضرت مولانا محمد عالم ہیں آپ نے چمبہ پنڈ میں وصال فرمایا اور مزار حضرت مولانا غلام ربانی کی مشرقی جانب چمبہ پنڈ کے قبرستان میں محو استراحت ہیں آپ کے قدموں میں آپ کی اہلیہ مرحومہ مغفورہ کی آخری آرام گاہ ہے۔

### حضرت مولانا محمد عالم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

جامع معقول و منقول، ماہر علم میراث، نمونہ سلف، شیخ العلماء و المشائخ حضرت علامہ مولانا محمد عالم ہزاروی جیسے عالم اجل اخلاف جدید میں تو کیا اسلاف قدیم میں بھی دور دور تک نظر نہیں آتے پوری زندگی حب الہی اتباع مصطفیٰ ﷺ اور شیخ کامل کے ساتھ اخلاص و محبت کے عالم میں گذاری۔ خود سراپا سوز و گداز تھے۔ تصوف و سلوک کی منزلیں طے فرمائیں اور زندگی بھر ہمہ تن تزکیہ و تصفیہ خلق اور درس و تدریس کے کام میں مشغول رہے۔ ظاہری علوم کے علاوہ علوم باطن پر بھی عبور حاصل تھا علمی و دینی فیوض و برکات اس قدر مختلف الانواع ہیں کہ حیرت ہوتی ہے آپ کے اوصاف و محامد میں سب سے بڑا وصف حمیت الہی تزکیہ نفس اور عاجزی و انکساری تھا جو لوگ چند روز آپ کے ہاں قیام کرتے انکی کایا پلٹ جاتی۔ علما بھی آپ کے تقویٰ و طہارت سے شرمانے لگتے۔ پانچوں وقت کی نماز بڑے اہتمام سے مسجد میں جا کر باجماعت ادا فرماتے۔ جب طبیعت

انتہائی ناساز ہوتی تب بھی نماز مسجد میں باجماعت ہی ادا کرتے فرض روزوں کے علاوہ اکثر نقلی روزے رکھتے ایسی نابغہ روزگار شخصیت کا کبھی کبھی اس کائنات فانی میں ظہور ہوتا ہے۔

عمر ہادر کعبہ و بت خانہ می نالد حیات

تاز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں

آپ نے چمبہ پنڈ کی مسجد غوثیہ میں خطابت و امامت کے ساتھ ساتھ درس و تدریس کا سلسلہ جو وراثت میں ملا جاری و ساری رکھا۔ طلبہ ہزاروں میل پیدل سفر کر کے آتے اور آپ سے اکتساب علم کی دولت سے مالا مال ہوتے۔ حضرت شیخ القرآنؒ ایک روز دورہ تفسیر قرآن مجید پڑھاتے ہوئے بیان فرمایا کہ میرے جد امجد مولانا محمد عالم اس قدر شرح و بسط سے درس نظامی کی کتب پڑھایا کرتے تھے کہ ایک مسئلہ کی شرح کئی کئی روز تک بیان کرتے کنز الدقائق تین سال میں مکمل کرواتے تھے اور خیالی جیسی کتاب کا درس زبانی دیا کرتے تھے۔ آپ کے شاگردوں میں علاقہ چھچھ، قندہار، سوات، کابل، قلات اور ہرات کے نامور علماء شامل ہیں آپ کے تلامذہ کا حلقہ کافی وسیع ہے ان میں چند نامور و ممتاز تلامذہ یہ ہیں۔ علاقہ چھچھ کے موضع غور غشت میں ایک انتہائی قابل احترام صاحب کرامت بزرگ ہستی حضرت مولانا سعد الدین اخوند صاحبؒ گذرے ہیں آپ کے والد اور جد امجد خود بہت بڑے عالم بزرگ تھے جن کے اسماء مبارکہ حضرت شیخ محمد موسیٰ بن محمد بشارتؒ ہے یہ افغان کا کڑ قبیلہ کے چشم و چراغ تھے جہاد ہند کے سلسلہ میں برصغیر چلے آئے اور مجاہدانہ سرگرمیوں کے بعد وطن واپس جانے کی بجائے غور غشت میں قیام فرمایا۔ سند الواصین زبدۃ العافین حضرت خواجہ عبد الغفور اخوند صاحب سید و شریف سوات رحمۃ اللہ علیہ حضرت سعد الدینؒ کی بہت عزت کیا کرتے تھے اور علاقہ چھچھ کے اپنے ارادت مندوں مریدوں سے کہا کرتے تھے کہ جب چھچھ میں اخوند سعد الدینؒ موجود ہیں تو میرے پاس آنے کی کیا ضرورت ہے اس خاندان غور غشتوی کے جلیل القدر بزرگوں نے علامہ ہزارویؒ کے آباؤ اجداد سے تعلیم حاصل

کی ہے حضرت سعد الدین کے بیٹے حضرت بہاؤ الدین نے حضرت فقیر محمد غلام سے جبکہ ان کے بیٹے اور پوتے حضرت علامہ شہاب الدین اور حضرت مولانا قطب الدین غور غشتوی نے حضرت مولانا محمد عالم ہزاروی سے درس نظامی کی کتب خاص طور پر علم فقہ و منطق اور میراث کی تعلیم حاصل کی۔ علامہ شہاب الدین نے علم و فضل میں بڑا نام پیدا کیا آپ سے استفادہ کرنے والوں کی تعداد کم و بیش پانچ ہزار ہے۔ اس علمی خاندان کے بزرگوں کے مزارات مقدسہ غور غشت حضرو ضلع اٹک میں ہیں۔

حضرت مولانا محمد عالم کے دیگر شاگردوں میں حضرت مولانا سید میر احمد بن مولانا فضل احمد صابری سہالوی ہیں جو موضع سہال ضلع راولپنڈی کے رہنے والے تھے مگر وہاں سے غور غشت چلے گئے اور آپ کی اولاد نے وہیں پر سلسلہ درس تدریس کو جاری رکھا ہے۔ اس کے علاوہ مولانا حسین علی واں پھراں، مولانا محمد زمان جہان آباد اٹک، حضرت میاں مولانا بخش حضرو متوفی ۱۳ دسمبر ۱۹۳۴ء حضرت مولانا سید اکبر وغیرہم شامل ہیں۔

ہجوم کیوں ہے زیادہ شراب خانے میں

فقط یہ بات کہ پیرمغاں ہے مرد خلیق (اقبال)

حضرت استاذ العلماء مولانا عبد الرزاق ” (گوہدو) بیان فرماتے ہیں کہ میں سلطان العارفین محبوب الہی مظہر حق و صداقت محبت دین و ہدی حضرت قبلہ سید غلام محی الدین گیلانی گولڑوی المعروف قبلہ بابو جی کے ہمراہ قونیہ شریف ترکی میں حضرت مولانا روم کے مزار مبارک کی حاضری کے لیے گئے راستہ میں ہرات میں قیام کیا وہاں کے ایک انتہائی معمر وجیہ درویش متقی عالم دین سے ملاقات ہوئی حضرت قبلہ بابو جی نے ان پر سوال کیا کہاں سے تعلیم حاصل کی ہے تو انہوں نے جواب دیا چمبہ پنڈ ہزارہ کے مولانا محمد عالم رحمۃ اللہ علیہ کا شاگرد ہوں۔

۱۲۸۹ھ بمطابق ۱۸۷۲ء میں موضع پنیاں کے پٹھان آپ کو بصد احترام اپنے گاؤں لے گئے تاکہ اُنکے ہاں درس و تدریس کا سلسلہ جاری ہو آپ نے کچھ عرصہ وہاں قیام فرمایا لیکن جلد ہی کوٹ نجیب اللہ کے مقدم مشرف کے بیٹے مقدم میر احمد جن کا ذکر پہلے گذر چکا ہے اپنے دیگر ساتھیوں کے ساتھ پنیاں گئے اور وہاں سے آپ کو واپس چمبہ پنڈلے آئے علماء و فضلا میں آپ کے بلند مقام کو دیکھتے ہوئے مقدم میر احمد نے ایک سو کنال زمین آپ کو ہبہ اللہ فی اللہ آپ کے نام کی اس معاہدے کی تحریر رقم کے پاس محفوظ ہے جس پر مقدم میر احمد، مقدم محمد، مقدم میر اور مقدم نجیم وغیرہم کے دستخط بھی موجود ہیں (مقدم مشرف ۱۸۷۱ء میں فوت ہوا ۱۸۷۲ء میں موضع چمبہ پنڈ مقدم میر احمد کے سپرد ہوا اور اس تحریر پر ۱۲۸۹ھ / ۱۸۷۲ء سال درج ہے)۔

اخوندادہ حضرت مولانا محمد عالم ہزارویؒ نے قیوم زماں امام المجاہدین شیخ الاسلام و المسلمین حضرت خواجہ محمد عبدالغفور اخوند صاحب قادریؒ المعروف بابا سید و شریف سوات کے دست اقدس پر بیعت کی۔ آپ ۷ محرم الحرام ۱۲۱۱ھ / ۱۷۹۶ء کو پیدا ہوئے بچپن ہی سے حصول علم کی طرف مائل تھے آٹھ سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کیا اعلیٰ تعلیم مردان کے حضرت مولانا سید عبدالحکیم بخاریؒ کے علاوہ حافظ محمد سعید اور حضرت میاں محمد نعیم کا کاجیل سے حاصل کی اور ۱۲۳۱ھ میں حضرت مولانا شاہ محمد شعیب قادری نقشبندیؒ کے پاس صوابی میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے آٹھ سال تک شیخ کی خدمت اور سکھوں کے خلاف جہاد میں مصروف رہے آپ کا شمار مشائخ اولیاء اللہ میں ہوتا ہے کشف و کرامات بے حد مشہور ہیں تقریباً ساڑھے چار سو خلفاء تھے جن میں خاص طور پر قابل ذکر حضرت الحاج عبدالرحیم قادری افغانیؒ حضرت عبدالوہابؒ مانکی شریف حضرت قاضی سلطان محمود آوان شریف گجرات، حضرت میاں فضل الہی حضروؒ اور گل بابا پشاو رو وغیرہم ہے۔



حضرت ابوالمعانی محمد غلام ربانی نے حضرت میاں فضل الہیؒ حضور کا ایک واقعہ اپنی قلمی تحریر میں لکھا ہے (حضرت میاں فضل الہیؒ، ابوالمعانی محمد غلام ربانیؒ کے سر کے والد ماجد ہیں) ”میاں فضل الہیؒ حضور علاقہ چھچھ (متونی ۶ ذیقعدہ ۱۳۴۲ منگل بعد از عصر) فرماتے ہیں کہ میں خود ذکر میں بہت مشغول رکھتا تھا دل میں شیخ طریقت کی طلب پیدا ہوئی۔ ایک رات خواب دیکھا ایک شخص دوڑتا ہوا شہر حضور کی طرف سے میری جانب آیا اور مجھے کہا کہ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی پیران پیر غوث اعظمؒ ہمراہ اولیاء عظام تشریف لارہے ہیں فرماتے ہیں خواب میں یہ بات سن کر پا پیادہ ننگے سرو پاؤں اس جانب دوڑ پڑا دیکھا تو ایک مقام پر غوث اعظم تشریف فرما ہیں دائیں اور بائیں اولیاء عظام بھی تشریف فرمائیں میں نے آگے بڑھ کر غوث پاک کی دست بوسی کی آپ نے میرا ہاتھ پکڑ دایں طرف بیٹھے ہوئے ایک بزرگ کے ہاتھ میں دے دیا اس مسرت پر میں بیدار ہو گیا۔ اب دل میں تڑپ اور بڑھ گئی کہ اس بزرگ کو تلاش کیا جائے جن کے ہاتھ میں میرا ہاتھ غوث پاک نے دیا ہے مگر بہت تلاش کے باوجود جہاں جہاں مشہور بزرگ تھے گیا لیکن وہ صورت نظر نہ آئی حتیٰ کہ میں سید و شریف پہنچا جب حضرت اخون صاحب اپنی خلوت گاہ سے باہر نکلے میری نظر آپ پر پڑی تو فوراً آپ کی صورت میں خواب والی صورت تازہ ہو گئی پھر میں نے وہیں قیام کیا بیعت کی آپ نے فرمایا ذکر کس قدر کرتے ہو عرض کیا پانچ ہزار مرتبہ فرمایا اب گیارہ ہزار مرتبہ کرو اور مجھے خلافت عطا فرمائی تو میں نے عرض کیا حضرت ابھی نہیں پہلے سبق پختہ کروں گا پھر حاضر ہوں گا چنانچہ جب دوبارہ حاضر ہوا تو آپ نے خلافت و اجازت سے نوازا “

اس واقعہ سے جہاں دیگر بہت سے رموز عیاں ہو رہے ہیں وہاں اخون صاحب سید و شریف کے مقام و اردت کا بھی علم ہو رہا ہے کہ آپ کا شمار حضور غوث اعظمؒ کے دائیں طرف کے اولیاء عظام و مقررین میں ہے۔

حضرت ابوالمعانی محمد غلام ربانیؒ نے اپنے والد ماجد حضرت مولانا عبدالحمیدؒ سے ایک واقعہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت اخون صاحبؒ شریعت پر بڑی سختی سے عمل پیرا تھے۔ ایک بار اپنے خلفاء کی موجودگی میں علماء کرام سے فرمایا ” میں تمہارے سامنے نماز پڑھتا ہوں مجھے پیرو مرشد سمجھ کر رعایت نہ کرنا جواز روئے شریعت آپ لوگوں کو میرا قصور معلوم ہو مجھے ضرور آگاہ کریں چنانچہ آپ نے دو رکعت نماز نفل پڑھی اس پر علماء نے کچھ عرض نہ کیا ایک مولانا نے عرض یا قبلہ آپ کا قدم حالت قیام میں چار انگلی سے زیادہ کشادہ تھے اس پر آپ بے حد خوش ہوئے اور مولانا کو بہت دعاؤں سے نوازا۔ آپ کی ایک کرامت زندہ و جاوید علماء عوام و خواص میں بڑی مشہور ہے کہ انگریزوں سے مقابلہ کرتے ہوئے جب مجاہدین کے پاس اسلحہ ختم ہو گیا تو آپ نے ایک پہاڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا اس کے پتھروں کو بارود کی جگہ استعمال کرو پتھر بارود میں تبدیل ہو جائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

حضرت اخوان زادہ مولانا محمد عالم ہزارویؒ کو اپنے شیخ طریقت سے بے حد محبت تھی اکثر اوقات اپنے شیخ کے انوار و تجلیات باطنیہ سے منور ہونے کے لیے چمبہ پنڈ سے پیدل سوات تشریف لے جاتے اور آپ کے فیض رشد و ہدایت سے مستفیض ہوتے اپنے شیخ طریقت سے اس قدر محبت تھی کہ جلوت و خلوت میں آپ کا تذکرہ کرتے رہتے۔

ہے ان کے عطر بچے گریبان سے مست گل

گل سے چمن چمن سے صبا اور صبا سے ہم

شیخ سے محبت ہی قرب حق کا پہلا زینہ اور مسافران بحر عشق کا عظیم سفینہ ہے حضرت مجدد

الف ثانی شیخ احمد سرہندی اپنے مکتوبات میں اسی چیز کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں ” اگر

دو کاموں میں فرق نہ آئے تو کچھ غم نہیں ایک حضور اکرم ﷺ کی متابعت دوسرے شیخ طریقت سے

اعتقاد و محبت اس کے سوا جو کچھ ہو ہوا کرے اس کی تلافی سہل ہے۔“

حضرت اخون صاحب بابا سید و شریفؒ بھی اپنے اس مرید خاص پر خصوصی نظر کرم فرماتے ایک بار جب آپ شیخ طریقت کے پاس تشریف لے گئے تو واپسی پر چمبہ پنڈ آنے کے لیے شیخ نے آپ کو سواری کے لیے ہاتھی عطا فرمایا جس پر سوار ہو کر آپ سوات سے چمبہ پنڈ آئے۔ شیخ کامل نے آپ کو بہت سے وظائف خاص طریقہ سے پڑھنے کی اجازت عطا فرمائی۔ ان میں سے سورہ فاتحہ کا صبح نماز فجر کی سنت اور فرض کے درمیان اکتالیس بار پڑھنا جس پر آپ پوری زندگی عمل کرتے رہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم کو میم کو سورہ فاتحہ کے ساتھ ملا کر پڑھنا، تین بار الرحمن الرحیم پھر ایسا کعبہ و ایسا نستعین مکررتین دفعہ اور امین تین بار پڑھنے سے سورہ فاتحہ جو اپنے اسماء کے مطابق خیرات و برکات کی جامعیت رکھتی ہے پڑنے والے کے لیے انتہائی نفع مند ہے۔

شیخ کامل سے حضرت مولانا محمد عالمؒ نے اپنے علاقہ چمبہ پنڈ میں پانی کی قلت کی شکایت کی کہ اہل علاقہ دور دراز کے مقامات سے پانی لے کر آتے ہیں اس پر شیخ نے فرمایا کہ گاؤں کے قبرستان کے پاس نوافل ادا کرو اس مقام سے پانی کا چشمہ جاری ہو گا چنانچہ آپ نے چمبہ پنڈ کے قبرستان سے ملحقہ جگہ پر نوافل پڑھے اور لاٹھی ماری اسی مقام سے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا پھر لوگوں سے فرمایا کہ اس چمبہ کے پانی پر بند بنا کر پانی کی چکیاں نہ بنائی جائیں یہ کامیاب نہ ہوں گی کچھ لوگوں نے چکی بنائی لیکن وہ نہ چلی جس جگہ چکی بنائی گئی تھی وہاں پر بڑے بڑے پتھروں کے آثار آج بھی دیکھے جاسکتے ہیں یہ چشمہ آج بھی پوری آب و تاب سے جاری ہے اس کا پانی نہ صرف گھریلو کاموں میں استعمال ہوتا ہے بلکہ اس سے کھیتوں کو بھی سیراب کیا جاتا ہے۔

شیخ کامل کے ساتھ آپ کی عقیدت و محبت اور شیخ کی نظر کرم اس شوکت عشق کا ایمان افروز نظارہ یوں بھی کیا جاسکتا ہے کہ جب حضرت اخون صاحب عبدالغفور بابا سید و شریف بیمار ہوئے تو آپ کے بہت سے خلفاء و ارادت مند عیادت کے لیے سید و شریف پہنچے حضرت مولانا محمد عالم ہزارویؒ بھی بواسطہ خواب اشارہ پا کر سید و شریف آئے شیخ کامل نے اپنے خلفاء کی

موجودگی میں حضرت مولانا محمد عالم ہزارویؒ کو وصیت فرمائی کہ آپ نے میرا جنازہ پڑھانا ہے اس پر آپ کے بعض خلفاء شکایت کے شکار بھی ہوئے شیخ کامل نے سب کو واپس جانے کی اجازت دے دی لیکن جب حضرت مولانا محمد عالم ہزارویؒ نے واپسی کے لیے اجازت مانگی تو آپ نے فرمایا ” ہزارے مولانا صاحب تا سومازے نن پاتے شے “ (ہزارے والے مولوی صاحب آج آپ یہاں ٹھہر جائیں) حضرت مولانا محمد عالمؒ فرماتے اس پر میں اور میرے ساتھ آنے والے علاقہ چھچھ اور ہزارہ کالوپنڈ کے لوگ وہاں رات ٹھہر گئے کہ اس میں کوئی حکمت و فائدہ ہوگا چنانچہ اگلے روز محرم الحرام ۱۲۹۵ھ - ۱۲ جنوری ۱۸۷۷ء کو یہ عمر ۸۴ سال علم و عرفان کا یہ عظیم سورج غروب ہو گیا اس طرح حضرت اخوندادہ مولانا محمد عالم ہزارویؒ نے آپ کے سینکڑوں خلفاء کی موجودگی میں آپ کی نماز جنازہ کی امامت کے فرائض ادا فرمائے (ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء) اس سے آپ کے زہد و تقویٰ و علمی مقام کا اندازہ ہوتا ہے۔ شیخ کامل کے اٹھ جانے پر حضرت مولانا محمد عالم ہزارویؒ کو بہت غم ہوا۔ اکثر شیخ طریقت کی صحبتوں کو یاد فرماتے رہتے۔

دردا کہ پاکباز جہان، از جہان برفت	پاک آنچناں کہ آمدہ بود آنچناں برفت
غم شد محیط مرکز عالم زمرگ آن	کان مرکز محیط کرم از میان برفت
جانش کہ شاہباز معارف شکار بود	آواز طبل شاہ شنید و دووان برفت
دل ہا بہ بر غمیں کہ امین زمین نماند	جہا نہا زتن رمان کہ امان زمان برفت

حضرت اخوندادہ مولانا محمد عالم ہزارویؒ کا سرچشمہ رشد و ہدایت منبع علم بصیرت قطب الواصلین محبوب العالمین قبلہ عالم حضور اعلیٰ حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ گیلانی گولڑویؒ کے ساتھ خصوصی تعلق اور عقیدت و محبت تھی جب اعلیٰ حضرت گولڑویؒ بھوبہی گاڑ ضلع انک میں تعلیم حاصل کر رہے تھے ایک بار چمبہ پنڈ تشریف لائے چند روز قیام بھی فرمایا تھا۔ اُس وقت سے ہی اس علمی گھرانہ سے خصوصی پیار تھا اخوندادہ مولانا محمد عالم ہزارویؒ منطق کی

کتاب ” قاضی مبارک “ کے نامی گرامی مدرس و معلم تھے اس حوالہ سے اعلیٰ حضرت قبلہ عالم گولڑوی کی سوانح حیات مہر منیر میں ایک واقعہ ” اظہار حیرت “ کے عنوان سے درج ہے۔

حضرت مولانا محمد عالم صاحب کا یہ دعویٰ تھا کہ معقول و منطوق کی نامور کتاب ” قاضی مبارک “ کو صرف وہی صحیح طریقے سے طالب علموں کے ذہن نشین کرانے کا فن جانتے ہیں ” قطبال “ کو ہاٹ روڈ پر ایک مشہور قصبہ ہے اس میں علماء کرام کا ایک اجتماع مناظرہ کی صورت میں ہوا قطب زماں حضور اعلیٰ حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب مسند آرائے گولڑہ شریف بنفس نفیس اس اجتماع میں شریک ہوئے حضرت مولانا محمد عالم صاحب بھی اس اجتماع علمائے کرام میں موجود تھے۔ صبح کی نماز کے بعد حسب عادت قبلہ عالم اعلیٰ حضرت گولڑوی نے معقول و منطوق کی کتاب ” قاضی مبارک “ کے ایک سبق کا درس دیا اسے سن کر حضرت مولانا محمد عالم صاحب نے برجستہ فرمایا ” یا شیخ کامل میں سمجھتا تھا کہ ” قاضی مبارک “ پڑھانا مجھ پر ختم ہے لیکن آج حقیقت کھلی کہ کتاب پڑھانا صرف آپ کا حق ہے آئیندہ جو بھی طالب علم مجھ سے یہ کتاب پڑھنے آئے گا اسے میں آپ کی خدمت میں بھیجوں گا۔“

حضرت مولانا محمد عالم ہزاروی نے اپنے بیٹوں مولانا عبدالحمید اور مولانا عبداللہی کو فرمایا قبلہ عالم اعلیٰ حضرت گولڑوی کے دست اقدس پر بیعت کریں چنانچہ دونوں حضرات نے آپ سے شرف بیعت کی سعادت حاصل کی۔

حضرت داتا گنج بخشؒ نے کشف المحجوب میں لکھا ہے ” فقیر کا کام خرقہ پہننا نہیں بلکہ اس کا تعلق درویشی سے ہے جب کوئی طریقت سے آشنا ہو جاتا ہے تو اس کے لیے قباہی عبا بن جاتی ہے اور جب کوئی طریقت سے بیگانہ ہوتا ہے تو اس کی گودڑی قیامت کی بدبختی کا موجب ہو جاتی ہے اگر کوئی شخص گودڑی اس لیے پہنتا ہے کہ خداوند تعالیٰ اس پہچان لے کہ وہ خاص اس کا بندہ ہے تو

گودڑی پہنتا ہے کہ لوگوں پر ظاہر کرے کہ وہ خدا کا خاص بندہ ہے تو یہ منافقت اور ریا کاری ہے۔

حضرت مولانا محمد عالمؒ کو حضرت اخون صاحب بابا سید و شریفؒ نے متعدد بار خلافت و اجازت عطا کرنی چاہی مگر آپ عرض کرتے کہ خلیفہ ہونے سے میرے لیے یہ زیادہ بہتر ہے کہ آپ کا مرید رہ کر درویشی کی زندگی گزاروں۔ جاہ و مرتبہ کا آپ کی زندگی میں کوئی اثر نہ تھا ساری زندگی عاجزی و انکساری اور فقر و درویشی میں گذاری سرکارِ دو عالم ﷺ کا یہ فرمان ہمیشہ پیش نظر رکھا۔ ”سب سے آخری چیز جو صدیقوں کے سروں سے نکلتی ہے وہ حُبِ جاہ ہے“ خشیتِ الہی، فکرِ آخرت اور عاجزی و انکساری کا یہ عالم تھا کہ جب بھی سفر پر پیدل یا گھوڑے پر سوار ہوتے راستہ میں جتنے بھی قبرستان آتے ان میں داخل ہو کر زار و قطار روتے رہتے یہاں تک کہ آپ کے جسم پر کپکپی طاری ہو جاتی اور کیفیتِ دیر تک رہتی اہل قبور کو فاتحہ ایصالِ ثواب کر کے ہی قبرستان سے باہر تشریف لاتے۔ قبروں کو دیکھ کر بے قرار ہونے پر فرماتے کہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے ”قبرِ آخرت کی سب سے پہلی منزل ہے اگر یہ معاملہ آسانی سے طے ہو گیا تو پھر تمام منزلیں آسان ہیں اور اگر اس میں دشوار ہوں گے تو تکلیفیں ہوں گی (مسند ابن حنبل)۔ رقتِ قلب اور عبرت پذیری کا یہ عالم تھا کہ نماز کی ایک ایک رکعت اس قدر طویل ہوتی کہ نماز کا وقت ختم ہونے کے قریب ہو جاتا اور نماز کی رکعتوں میں عموماً ایسی آیات کی تلاوت فرماتے جن میں قیامتِ خدا کی عظمت و جلال کا بیان ہوتا اور روتے روتے ہچکی بندھ جاتی تھی۔ اللہ رب العزت کی جبروتِ عظمت کا غیر متزلزل یقین اور خشیتِ الہی ہی درویشی کی زندگی کا سرچشمہ ہے جو دل خشوع و خضوع، خوفِ خدا اور عاجزی و انکساری سے خالی ہے وہ محض گوشت کا ایک ٹکڑا ہے۔

” حضرت عمر فاروقؓ نے ایک موقع پر راستہ میں پڑا ہوا ایک تنکا اٹھالیا اور فرمایا کاش میں بھی خس و خاشاک ہوتا۔ کاش میں پیدا نہ کیا جاتا، کاش میری ماں مجھے نہ جنتی۔“ (کنز العمال)

حضرت عمر فاروقؓ کے ہاں خشیتِ الہی کے منظر کی ایک جھلک آپ کے غلام حضرت مولانا محمد عالمؒ

کے ہاں یوں نظر آتی ہے ایک روز زمین پر بیٹھے زار و قطار رو رہے تھے گریہ و زاری کے اس عالم میں سامنے سے کیڑا گذرتا ہے ہاتھ جوڑ کر بار بار فرماتے ہیں اے اللہ کی بے گناہ مخلوق میرے لیے اپنے رب سے دعائے مغفرت کر۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے ” فمن یرد اللہ یردہ یشرح صدرہ الاسلام “ (القرآن الکریم) (اور جسے اللہ راہ دکھانا چاہے اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے) سورہ الزمر میں ارشاد فرمایا ” افمن شرح اللہ صدرہ السلام فهو علی نور من ربہ “ (القرآن الکریم) (تو کیا وہ جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لیے کھول دیا تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے) اس آیت کریمہ کے تحت تفسیر میں روایت ہے کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جب نور دل میں داخل ہوتا ہے اور سینہ کھلتا ہے اس کی علامت کیا ہے فرمایا انسان کا دل دار الخلود (آخرت) کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور دار الغرور (دنیا) سے دور ہوتا ہے اور موت کے آنے سے پہلے موت کی تیاری کرتا ہے۔

اللہ کے نیک اور راست باز بندوں کی ایک خصلت یہ ہے کہ عاجزی و انکساری کا ایسا منبع ہوتے ہیں اللہ کی انتہائی معمولی مخلوق کو بھی گزند نہیں پہنچاتے۔

عجز کار انبیاء و اولیاء است      عاجزی مقبول در گاہ خداست

حضرت مولانا محمد عالم ہزارویؒ ایک رات چراگاہ سے لکڑیاں گھرالائے گھر پہنچنے پر دیکھا کہ ان لکڑیوں پر ایک چیونٹی ادھر ادھر پھر رہی ہے اس پر آپ نے گھر والوں سے فرمایا یہ بیچاری چیونٹی اپنے ساتھیوں سے جدائی کی وجہ سے پریشان ہے بہتر ہے میں اس کو واپس اسی مقام پر چھوڑ آؤں جہاں سے لکڑیاں لائی گئیں تھیں

ساہا باید کہ تا یک سنگ اصلی ز آفتاب

لعل گردد در بدخشاں یا عقیق اندر یمن

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ”الموت جسر یوصل الحبيب الى الحبيب“  
(موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست سے جا ملاتا ہے)۔

موت التقى حياة لا انقطاع بها      قدمات قوم وهم في الناس احياء  
(موتیوں کی موت انکی زندگی ہے کیونکہ دنیاوی تعلقات منقطع ہو جاتے ہیں اگرچہ بعض مر جاتے  
ہیں لیکن وہ لوگوں میں پھر بھی زندہ رہتے ہیں)

حضرت اخوندادہ مولانا محمد عالم ہزارویؒ کا جب آخری وقت آیا حضرت ابوالمعانی  
محمد غلام ربانیؒ نے لکھا ہے کہ والد ماجد مولانا عبد الحمیدؒ سے میں نے سنا کہ وصال سے قبل آپ  
بیمار ہو گئے اور وصال کے روز اپنے کمرہ میں چار پائی سے دروازہ کی جانب بار بار اٹھنے کی کوشش  
کرتے اور زبان فیض ترجمان سے فرماتے ”قربان تا سوولے تکلیف کڑے دے“ (میں آپ  
پر قربان آپ نے یہ تکلیف کیوں گوارا فرمائی) پوچھنے پر ارشاد فرمایا مجھے اپنے پیر و مرشد بحر المحققین  
مجاہد المسلمین حضور قبلہ اخون صاحب پیر عبد الغفور قادری المعروف بہ بابا سید و شریفؒ نظر آتے ہیں  
وصال کے وقت حضرت استاذ العلماء علامہ قاضی عبد سبحانؒ (کھلابٹ) کے

والد ماجد حضرت علامہ مظہر جمیلؒ (متوفی ۲ فروری ۱۹۲۰ء) آپ حضرت مولانا محمد عالم کے داماد  
بھی تھے عیادت کے واسطے حاضر ہوئے۔ ضروری وصیت و نصیحت کے بعد حضرت مولانا محمد عالم  
ہزارویؒ خاموش ہو گئے اور دل میں ذکر الہی میں مشغول تھے۔ علماء ربانیین اور اولیاء کرام کا طریقہ  
ہے کہ وصال کے وقت ”پاس انفاس“ میں مشغول رہتے ہیں اور اس وقت ”پاس انفاس“  
کا رآمد بھی ہوتا ہے کیونکہ تمام اعظائے جسمانی بیکار ہو جاتے ہیں اور سانس لینے کی بھی دقت نہیں  
ہوتی لہذا خاموش ہو کر دل میں اللہ کا ذکر کرنے کا یہ اثر ہوتا ہے کہ دل سے کلمہ طیبہ کی آواز آتی ہے۔  
حضرت مولانا محمد عالمؒ کی اس خاموشی کو دیکھ علامہ مظہر جمیلؒ نے اشارۃً کہا ”سبحان اللہ اس  
قدر علوم و فنون میں حصہ وافر رکھنے والے عبادت میں یعنی نماز کی ایک ایک رکعت میں ایک ایک



گھنٹہ گزارنے والے دنیا سے خاموش جا رہے ہیں۔ چونکہ آپ کا شمار علماء ربانیین میں ہوتا ہے اور منطق و فقہ کے بحر العلوم کے ساتھ ساتھ زہد و تقویٰ، عبادت و ریاضت میں حصہ وافر رکھتے تھے لہذا اس موقع پر ایسا جواب لا جواب فرمایا کہ مشغلہ اخروی بھی جاری رہا جو باقیات صالحات میں سے اور جس پر فاتحہ بالخیر فلاح و نجات ہے اور کہنے والوں کو شافی کافی جواب بھی مل گیا۔ قرآن کریم کی یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی ” ان اللہ غفور شکور “ (القرآن الکریم) (بے شک اللہ بخشنے والا قدر فرمانے والا ہے) اے اللہ میرے خاموشی کو دیکھ کر کہنے والے تو میری خاموشی کی طرف نہ دیکھ اللہ کی رحمت کی طرف دیکھ وہ رب فرماتا ہے ” ورحمتی وسعت کل شئی “ (القرآن الکریم) (اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے) سبحان اللہ ماشاء اللہ جواب بھی لا جواب فرمایا اور اپنا مقصد بھی فوت نہیں ہونے دیا آج ایسے علماء اور فضلا کی مثال الا ماشاء اللہ مفقود ہے۔ موت ایک اٹل حقیقت ہے لیکن موت موت میں فرق ہونا ہے۔ ایک وہ موت جس پر لوگ ہنسنے ہیں ایک وہ موت جس کی علماء اولیاء تمنا کرتے ہیں مہینوں میں سے بابرکت اور سب سے افضل ماہ مقدس رمضان المبارک ہے اور رمضان المبارک کے عشروں میں سے افضل ترین عشرہ آخری عشرہ اور اس عشرہ کا سب سے ارفع و اعلیٰ دن ستائیس رمضان المبارک نزول قرآن اور لیلۃ القدر کی مبارک گھڑیوں کو اپنے دامن میں لیے ہوئے ہے ۲۷ ستائیس رمضان المبارک ۱۳۱۷ھ بروز منگل مطابق ۳۰ جنوری ۱۹۰۰ء ”لقائے محبوب“ کی وہ دلنوازی گھڑی آپہنچی ہے قدوة المفکرین، عمدة العارفين بحر الحقیقین ماہر علم میراث و منطق عالم اجل اخوندادہ حضرت مولانا محمد عالم ہزاروی قادریؒ کی ذات مبارکہ جو زندگی بھر اللہ اللہ کرتے رہے اور کچھ دیر قبل بھی اس نزع کے عالم میں قلب و زبان سے اللہ اللہ پکار رہے تھے اب انکی ”روح“ اُس محبوب حقیقی ”اللہ“ کی طرف پرواز کر جاتی ہے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اللہ کے قرب و معیت کی لذتوں سے ہمکنار ہو گئی انا لله وانا اليه راجعون یہاں یہ کہنا برحق ہے کہ اللہ کے سوا

کسی کو بقا نہیں دنیا و ما فیہا سب فانی ہے۔

ہر آن کہ زاد بنا چار بایش نوشید

ز جام دہرے کل من علیہا فان

ہزاروں علماء و مشائخ کا استاد اپنے شیخ کامل کا منظور نظر مرید آج اپنے عزیزوں اقارب

علماء فضلا اور شاگردوں کو تنہا چھوڑ کر ابدی نیند سو گیا۔

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد

روئے گل سیرندیدیم و بہار آخر شد

وصال کی خبر سنتے ہی ہزاروں لوگ علماء صلحاء چمبہ پنڈ پہنچ جاتے ہیں اس مرد خدا کو غسل

اور تجہیز و تکفین کا کام بھی علماء صلحاء اور اتقیا کے ہاتھوں میں ہوتا ہے۔ عاشق رسول ﷺ کا جنازہ بڑی

دھوم دھام سے اپنی اصلی منزل کی طرف روانہ ہوتا ہے اہل علاقہ نے زندگی میں پہلے کبھی بھی اتنے

بڑے بڑے علماء و مشائخ اور حفاظ کرام کا جم غفیر نہ دیکھا تھا نماز جنازہ کے بعد علم و فضل اور زہد و تقویٰ

کے آفتاب فقر و تصوف کے حسین و جمیل پیکر اور گنج اسرار الہی کو اپنے والد ماجد کے قریب سپرد خاک

کر دیا گیا۔

درد فرقت کی خلش وابستہ انفاس تھی

مدعا زندگی مر کے حاصل ہو گیا

اخوندادہ حضرت مولانا محمد عالم کے چار بیٹے اور سات صاحبزادیاں تھیں بیٹوں میں

مولانا عبدالحق، مولانا عبد الطیف، مولانا عبد الحمید اور مولانا عبدالحی ان میں سے مولانا عبدالحق

کا وصال جوانی میں ہی ہو گیا تھا جبکہ مولانا عبد الطیف حج کرنے حجاز مقدس تشریف لے گئے تو

وہاں ہی آپ وصال فرما گئے جبکہ مولانا عبد الحمید اور مولانا عبدالحی چمبہ پنڈ میں ہی قیام پذیر

رہے اور اپنے والد ماجد کے مشن کو جاری رکھا۔ صاحبزادیوں میں سے چار کی شادیاں بمقام

جہان آباد، بڈیانہ، کالوپنڈ اور سبز پیر ہوئیں ایک صاحبزادی کی شادی حضرت علامہ مظہر جمیلؒ کھلاٹ سے ہوئی (جن سے استاذ العلماء حضرت قاضی عبدالسبحانؒ پیدا ہوئے آپ نے علامہ قطب الدین غور غشتویؒ علامہ حکیم برکات احمد صاحب ٹونکی سے تعلیم حاصل کی۔ اور گجرات شرق پور، راولپنڈی، ہری پور میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ ۱۲ شوال ۱۳۷۱ھ مطابق ۲۰ مئی ۱۹۵۸ء کو وصال فرمائے) جبکہ مولانا محمد عالمؒ کی دو صاحبزادیوں کی شادی حضور میں حضرت شیخ المشائخ، فنا فی الرسول مولانا میاں فضل الہیؒ (متوفی ۱۰ جون ۱۹۲۴ء) خلیفہ مجاز حضرت خواجہ عبدالغفور المعروف بابا سید و شریفؒ (میاں فضل الہی صاحب نے تین شادیاں کیں علاوہ بیٹیوں کے آپ کے سات بیٹے تھے، مولانا خدا بخش، مولانا دیدار بخش، مولانا بخش، محمد اکبر، محمد یوسف، عبدالحق، عبدالرحمن) کے صاحبزادوں مولانا مولانا بخشؒ (متوفی ۱۳ ستمبر ۱۹۳۴ء) اور مولانا خدا بخشؒ (متوفی ۶ جنوری ۱۹۷۷ء) سے ہوئیں۔

حضرت ابوالمعانی مولانا محمد غلام ربانیؒ نے اپنے جد امجد حضرت مولانا محمد عالمؒ اور دیگر اکابرین کو ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا۔

ان پہ ان کی قبر پر اے کردگار	رحمتیں برکات خود کر بار بار
علم دین کا جب شرف ان کو دیا	آخرت کے بھی مراتب کر عطا
دین خدمت ان کی ان سے کر قبول	صدقہ شان مصطفیٰ زلف رسول
فیض بابرکات ان کے شاندار	ان کی آل اولاد میں رکھ پائیدار

## حضرت میر عالم رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا محمد عالم کے دیگر بھائیوں میں سے حضرت مولانا شیخ عالم حضرت مولانا سید عالم اور مولانا فضل احمد کے سوانح حیات سے متعلق تو معلوم نہ ہو سکا سوائے اس کے کہ انہوں نے دین اسلام کی تعلیم حاصل کی اپنے برادر اکبر حضرت مولانا محمد عالم کی صحبت سے فیض یاب ہوتے رہے اور اپنے اپنے مقام پر خطابت و امامت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

حضرت میر عالم المعروف پیر چنڈ و والے بڑے صاحب کرامت و تقویٰ تھے چہ پند میں ہی قیام پذیر رہے تصنع، تکلف، ریا اور نمود و نمائش کو اچھا نہ سمجھتے تھے خود سراپا خلاص تھے اور اخلاص کی قدر فرماتے تھے بے وضو رہنا پسند نہ تھا لہذا با وضو رہا کرتے تھے۔ زندگی کا اکثر حصہ گوشہ نشینی میں گزار دیا۔ جلوت و خلوت میں ہمیشہ ذکر الہی سے استغراق اور محویت ہوتی۔ تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ ہر وقت اپنے چہرہ کو کپڑے سے چھپا کر رکھتے تاکہ کسی غیر محرم عورت پر نظر نہ پڑ جائے جب کسی دوسرے گاؤں جانے کی حاجت پیش آتی تو پالکی میں بیٹھتے جسے لوگ اٹھا کر لے جاتے۔

کرامت نمبر ۱: ایک مرتبہ سفر میں تھے راستہ میں قیام کی ضرورت پیش آئی تو آپ ایک خشک درخت کے نیچے بیٹھ گئے کسی نے اشارۃً عرض کیا حضرت جس درخت کے نیچے تشریف فرما ہیں وہ تو بے سایہ ہے فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور درخت کے تنے کے ساتھ لپٹ گئے بے سایہ درخت کا تنا آپ کے جسم کے ساتھ لگتے ہی ہر اہو گیا فوراً شاخوں پر پتے نکل آئے اور درخت سایہ دار ہو گیا۔

کرامت نمبر ۲: آپ کی یہ کرامت اہل علاقہ اور خاندان کے بزرگوں میں بہت مشہور ہے کہ ایک رات آپ گھر پر نہیں تھے چور چوری کی غرض سے آپ کے گھر داخل ہوا تو اُس کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی اُس نے گھر سے باہر نکلنے کا راستہ تلاش کیا مگر واپسی کا راستہ بھی نہ ملتا رات گئے جب آپ گھر آئے تو چور کو دیکھا تو فرمایا یہ فقیر کا گھر ہے تمہیں میرے گھر داخل ہونے کی جرأت کیسے ہوئی چور کی منت سماجت کرنے پر آپ نے

اس شرط پر معاف کر دیا کہ آئیندہ چوری نہیں کرے گا مٹھی بھر مٹی اٹھا کر اسے دم کر کے چور کی آنکھوں پر لگائی تو بینائی واپس آگئی کمال شفقت فرماتے ہوئے اسے کچھ پیسے بھی عطا فرمائے۔ آپکی قبر انور برادر اکبر حضرت مولانا محمد عالم ہزاروی کے پہلو میں دائیں طرف ہے۔

### حضرت مولانا عبدالحمید ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

”الولد سرلابیہ“ (بیٹا اپنے باپ کا راز ہوتا ہے) یوں تو ہر اہل و نابل بیٹا اپنے باپ کا جانشین ہوتا ہے لیکن حضرت مولانا عبدالحمید ایک عمدہ انداز اور عظمت و رفعت سے اپنے والد ماجد حضرت مولانا محمد عالم کی مسند پر متمکن ہوئے۔ آپ علوم عقلیہ و نقلیہ کے ساتھ ساتھ علم باطن سے بہرہ ور تھے اگر یوں کہا جائے کہ آپ علم و عمل میں اپنی مثال بے مثال آپ ہی تھے تو غلط نہ ہوگا وہ استاذ العلماء اخوندادہ محمد عالم ہزاروی جنکی شاگردی پر ہزاروں علماء کونا ز تھا جنکی تربیت و فیض سے شاگرد شیخ الحدیث، شیخ الفقہ، شیخ الجامعہ بن گئے انہوں نے اپنے بیٹوں کی تربیت میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی آپ سے فیض حاصل کرنے والے بلند مقام پا گئے تو جو بیٹا اپنے باپ کی جلوت و خلوت کا محرم راز تھا جس نے سب سے زیادہ اپنے والد کی مجلسوں اور محفلوں کے مزے لوٹے اُس عالم و فاضل متقی و پرہیزگار بیٹے کی عظمت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔

آپ نے زہد و تقویٰ کی کوکھ میں جنم لیا اور علم و عرفان کی گود میں پرورش پائی زیادہ تر تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی اور پھر حسب دستور سابق درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا یہ سلسلہ پشتو اور ہندکو دونوں زبانوں میں زندگی بھر اللہ فی اللہ جاری رہا۔ آپ کے نمایاں شاگردوں میں حضرت شیخ الجامع مولانا محبت النبی، حضرت شیخ القرآن محمد عبدالغفور ہزاروی، حضرت  
حضرت مولانا عبدالرزاق گوہر، حضرت مولانا عبدالقدیر والد ماجد مولانا  
حضرت مولانا عبدالباقی، حضرت مولانا غلام رسول والد مولانا عطاء اللہ  
حضرت مولانا خدا بخش بن میاں فضل الہی حضور۔

حسب حکم والد ماجد آپ نے قبلہ عالم اعلیٰ حضرت گوڑوی سیدنا پیر مہر علی شاہ کے دست اقدس پر بیعت کی۔ راہ سلوک میں مرشد کامل کی محبت سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے اور یہی محبت مسافران، بحر عشق کو منزل سے ہمکنار کر دیتی ہے شیخ کامل کی محبت آپ کے رگ و پے میں ایسی رچ بس گئی تھی ہمیشہ آپ کا ذکر خیر فرماتے رہتے اور صحبت مرشد کے لیے ہر وقت بے قرار رہتے حضرت مولانا ابوالمعانی محمد غلام ربانی نے لکھا ہے کہ والد ماجد شروع میں ایک ہفتہ میں دو دو بار پیدل چمبہ پنڈ سے گوڑہ شریف حاضری کے لیے جاتے تھے۔

اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گا ثبوت زندگی  
میرے سارے جسم و جاں میں کار فرما آپ ہیں  
فنائی الشیخ یہ ہے کہ اپنے شیخ کی جملہ عادات کو اپنانے کی کوشش کی جائے اور فنائی الشیخ ہی دراصل  
فنائی اللہ کا وسیلہ ہے کیونکہ اس کے بغیر زندگی بے کار ہے۔

مولوی ہرگز نشد مولائے روم

تا غلام شمس تبریزی نشد

حضرت مولانا ابوالمعانی محمد غلام ربانی لکھتے ہیں کہ میں نے یہ واقعہ اپنے والد ماجد سے کئی بار سنا ایک مرتبہ کسی نے میری شکایت اعلیٰ حضرت قبلہ عالم سید خواجہ پیر مہر علی شاہ سے کی آپ کا پیغام مجھے ملا میں بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ مجھ سے ناراض ہیں میں راضی کرنے کے واسطے اپنے سر سے عمامہ اتار کر آپ کے قدموں میں رکھ دیا اور عرض کیا اگر آپ فرمائیں تو یہ فقیر تمام عمر برہنہ سر رہے گا۔

مزید عرض کیا حضرت میں تو آپ کا غلام اور مرید صادق ہوں میں آپ کی رضا پر راضی ہوں سرے عرض کرنے پر شیخ کامل نے ہاتھ بڑھا کر میرا عمامہ زمین سے اٹھایا اور اپنے دست مبارک سے فرمایا یہ کھ کر میرے دلجوئی فرمائی اور بے حد خوشی و رضا کا اظہار فرمایا۔

نکاح: پارسا، شب بیدار، معاملہ فہم بی بی روشن جان مرحومہ و مغفورہ بنت حضرت علامہ عبدالرحمنؒ جنکا تعلق کوٹ نجیب اللہ کے انتہائی علمی روحانی اور معزز خاندان سے تھا ان سے آپکی شادی ہوئی مائی صاحبہ روشن جان مرحومہ و مغفورہ اپنے دور کی عارفہ اور ولیہ تھیں جبکہ ایک ولی کامل قبلہ حافظ الحاج حمید الدین صدیقیؒ (متوفی ۱۱ جمادی الآخر ۱۳۷۳ھ / ۲۸ جنوری ۱۹۵۳ بروز بدھ) کوٹ نجیب اللہ میں آپا کا عالی مرتبت عظیم الشان مزار گہر بار مرجع خلائق ہے کی ہمیشہ تھیں۔ فرض نمازوں کے علاوہ نقلی نمازیں اور دیگر اوراد و وظائف بڑی پابندی سے ادا فرماتی تھیں۔ ایک علمی و روحانی خاندان کی چشم و چراغ اور پھر علم و عرفان کے مرکز سے وابستہ ہوئیں تو اسی سعادت نشان خاتون کی کوکھ سے جنم لینے والے دو بیٹے ایک ” شیخ القرآن ابو الحقائق “ کے درجہ پر اور دوسرے ” قائم الیل صائم النہار ابو المعانی “ کے مرتبہ پر فائز ہوئے آپ نے چھ پنڈ میں ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۶ نومبر ۱۹۳۸ بدھ صبح ساڑھے پانچ بجے وصال فرمایا اور حضرت مولانا عبدالحمید ہزارویؒ کے قدموں کی طرف محو استراحت ہیں۔

الہی والدینم رادم دارخوشنود و شگفتہ بر غلام  
ان پہ انکی قبر پر کر بار بار رحمتیں برکات خود رب بے شمار  
لطف فرما کر کم ان پر صدا سن غلام بے نوا کی یہ دعا

والدین اگر علم و عمل اور ذوق عبادت سے سرشار ہوں تو یقینی طور پر اولاد کو اس ورثہ میں یہ دولت لازوال ضرور ملتی ہے حضرت مولانا عبدالحمیدؒ اپنے والد ماجد کی مسند درس تدریس پر ہی فائز نہ تھے بلکہ مجاہدانہ زندگی خوش خلقی، سادگی اور زہد و تقویٰ میں بھی صحیح جانشین ثابت ہوئے اپنے والد ماجد کی طرح آپ بھی نماز فجر کی سنت و فرض کے درمیاں ہر روز اکتالیس مرتبہ خاص طریقہ سے سورہ فاتحہ کی تلاوت کرتے بوقت سحر پابندی سے ایک ہزار مرتبہ درود نجات، صلوة تحینا پڑھتے اور درود نجات کی خاص اہمیت بزرگی و کرامت اکثر بیان فرماتے۔

ملک جہانداد مرحوم موضع بھیدیاں (متصل چمبہ پنڈ غربی جانب ضلع انک کا گاؤں ہے) مرض موت میں مبتلا ہوئے تو ان کے شیخ انکے پاس آئے اور متعدد وظائف پڑھے مگر مشکل حل نہ ہوئی حضرت مولانا عبدالحمید فرماتے چونکہ مخلصی میرا بھی دوست تھا میں اُسکی عیادت کے لیے گیا جب میں نے اُس کی یہ حالت زار دیکھی تو اُس کے پاس درود نجات پڑھنا شروع کر دیا جو میرا خاص وظیفہ تھا یہ پڑھنے کی دیر تھی کہ اُس کی مشکل حل ہو گئی اس پر اُسکے شیخ نے فرمایا مولانا صاحب میں کئی روز سے بہت سے وظائف پڑھا تھا مگر یہ مجھے آپ کے پڑھنے سے یاد آیا۔

ابوالمعانی حضرت مولانا محمد غلام ربانی رقمطراز ہیں کہ والدہ ماجدہ درود نجات اس قدر پابندی سے پڑھتے تھے کہ وقت وصال بھی اسی کے پڑھنے کا حکم دیا۔ حضرت مولانا عبدالحمید اپنے والد ماجد اخوندادہ مولانا محمد عالم ہزاروی کے شیخ کامل کے مزار اقدس پر حاضری کے لیے سید و شریف سوات تشریف لے گئے وہیں آپ بیمار ہوئے تو وہاں سے واپسی پر حضور آگئے چند دن وہاں قیام فرمایا تاکہ بیماری سے افاقہ ہو تو چمبہ پنڈ جاؤں لیکن بیماری دن بدن شدت اختیار کرنے لگی آپ اسی حالت میں چمبہ پنڈ واپس چلے گئے آپ کی بیماری کا سن کر گردونواح سے لوگ گروہ درگروہ عیادت کے لیے چمبہ آنے لگے ایک روز فقیر بوستان موضع بھیدیاں جو حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کا شیدائی و فدائی تھا عیادت کے لیے حاضر ہوا اُس کے آنے پر آپ چارپائی سے شدید نقاہت و کمزوری کے باوجود اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور اُسے گلے سے لگالیا پھر بعد میں فرمایا میرے اس قیام کرنے پر آپ لوگ حیران ہیں اسکی وجہ یہ بنی کہ جو نہی فقیر بوستان کمرے میں داخل ہوا مجھے اس کے ہمراہ حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری کی زیارت نصیب ہوئی اس لیے میں کھڑا ہو گیا تھا۔

اک دیدار مرشد اباہو لکھ کروڑاں حجاں ہو

وصال: ایک رات قبل منگل کی رات کو دووائی کی ضرورت پڑی حضرت شیخ القرآن دور افتادہ گاؤں سے جا کر دووائی لے کے آئے تقریباً سحری کا وقت تھا آپ نے سب گھروالوں کو اپنے پاس بلایا۔



درجہ بدرجہ سب کو فرداً فرداً نصیحت و وصیت کی جب دوائی کے بارے میں تم ہو تو پوچھا اس وقت دوائی کون لے کر آیا ہے حضرت شیخ القرآن نے عرض کیا میں لایا ہوں بے حد خوش ہوئے حضرت شیخ القرآن نے عرض کیا میرے لیے دعا کریں میں نے آپ کی خدمت کما حقہ نہیں کی فرمایا ” میں تم سے بہت راضی ہوں اللہ تعالیٰ تم کو دین و دنیا کا بادشاہ کرے پھر مولانا محمد غلام ربانی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا اسکو نہ چھوڑنا اور والدہ کے متعلق فرمایا اس کے حقوق کی نگاہ داشت کرنا “ حضرت شیخ القرآن کے حق میں دعا و اثر اکسیر کثیر میں وہ تاثیر دیکھی گئی کہ تھوڑے ہی عرصہ میں شہرہ آفاق اطراف و اکناف عالم میں مقبولیت جامعیت قابلیت کی شمع روشن ہوئی۔

وصال کی رات حضرت شیخ الجامعہ مولانا محبت النبی اور ابوالمعانی محمد غلام ربانی آپ کے پاس سر کی جانب بیٹھ کر اور ادو وظائف پڑھ رہے تھے نصف رات کے وقت فرمایا میرے پاس درود نجات اور صلوٰۃ تنجینا پڑھو یہ میرا وظیفہ روزانہ کا سحری کے وقت ایک ہزار مرتبہ ہے۔ ۳ شوال المکرم ۱۳۵۳ھ بدھ ۹ جنوری ۱۹۳۵ء رات ایک بجے جب فرشتہ اجل حکم خداوندی پا کر دوڑتا ہوا آیا تو یہاں ہر ایک کے قلب و زبان پر درود نجات درود تنجینا، اللہ اللہ اور کلمہ طیبہ کا ورد جاری ہوتا ہے اور آپ کی پاک روح جسد خاکی کو چھوڑ کر پرواز کر جاتی ہے انا لله وانا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا ابوالمعانی محمد غلام ربانی لکھتے ہیں کہ وصال کے فوراً بعد ہم غسل دینے کا ابھی ارادہ ہی کر رہے تھے کہ اچانک دروازے پر دستک ہوتی ہے میں جا کر دروازہ کھولا کیا دیکھا کہ شامخان پٹھان (ہمارے خاندان کا غاسل جو انتہائی متقی اور عالم باعمل تھا) کھڑا ہے میرے بتائے بغیر خود مجھ سے کہا کہ ابھی ابھی مجھے خواب میں استاذ المکرم کی زیارت نصیب ہوئی، فرمایا شامخان اٹھ آ کر مجھے غسل دے۔ ایسے ہی علماء فضلاء اتقیا کی موت بلا شک و شبہ موت عالم ہے اور انہی کے ہجر و فراق میں کائنات کی ہر چیز نالہ و گریاں کرتی ہے۔

اس خبر سے خستہ عالم سر بہ سر	موت عالم موت عالم سن خبر
مچھلیاں روتی ہیں سب اندر بحور	ہے یہ ارشاد شفیع یوم النشور
آسمان روتا ہے ہر خطہ زمین	جس میں تھے اذکار انکے خوشترین
موت کو کر یاد اکثر اے غلام	اس میں ہے اصلاح تیری با تمام

وصال کی خبر سنتے ہیں شاگرد، علماء عوام و خواص چمبہ پنڈ پہنچنا شروع ہوئے کچھ ایسے بھی تھے جن کو حضرت نے خود اپنے وصال کی خبر خواب میں دی۔ حضرت شیخ القرآنؒ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ سیرت و صورت، کردار و گفتار، علم و عمل، زہد و تقویٰ، کمال اخلاق جمال صفات میں اپنے والد ماجد کے مظہر اتم کو اپنے والد بزرگوار کے قدموں کی طرف سپرد خاک کر دیا گیا۔

حسب دستور علاقہ تدفین کے بعد دور و نزدیک سے آئے ہوئے ہزاروں احباب کے لیے کھانا تیار تھا لوگ کھانے کے لیے صفیں بنائے بیٹھے تھے زبانوں پر حضرت استاذی المکرم مولانا عبد الحمیدؒ کا ذکر ہر طرف جاری تھا کوئی ماضی کی یادوں میں کھو کر یوں خیال کو بیان کر رہا تھا کہ وہ لمحات کیسے سہانے تھے وہ محفلیں وہ مجلسیں کیسی پر نور تھیں جب استاذ المکرم علم و عرفان اور عشق و معرفت کے جام لٹاتے تھے اور ہر ایک اس سے سیراب ہوتا کوئی آپ کی شفقتوں عنایتوں مہربانیوں کو یاد کروا رہا تھا کوئی آپ کی صورت و سیرت کے ذکر میں محو تھا کہ ایک شخص اشکبار آنکھوں، سوگوار دل اور بے ہجر و فراق سے بے قرار چیختا ہوا کھڑا ہو کر کہنے لگا آج ہمارے مربی ہمارے استاذ ہمارے باپ دنیا سے چلے گئے ہیں اور ہم یہاں بیٹھے کھانا کھا رہے ہیں اُس نے اس سوز و گداز سے یہ بات کہی کہ لوگ کھانا کھائے بغیر ہی چلے گئے بعد میں ہزاروں افراد کے لیے تیار کردہ کھانا پورے گاؤں میں تقسیم کر دیا گیا۔

حضرت شیخ القرآنؒ نے بیان فرمایا کہ مولانا حکیم منظور الہی کی شادی کے موقع پر آپ کے اہل خانہ شادی سے کچھ روز قبل چمبہ پنڈ چلے گئے حضرت شیخ القرآنؒ شادی والے دن صبح چمبہ پنڈ جانے کے لیے جی ٹی روڈ پر ٹیوب ویل اسٹاپ پر اترے تو استقبال کے لیے آنے والوں میں سے کسی نے عرض کی آپ کی بیٹی سخت بیمار ہے آپ فرماتے میں بے حد پریشان ہو گیا، پریشانی کے عالم میں پیدل چمبہ پنڈ کی طرف دیگر احباب کے ہمراہ چل پڑا دوڑھائی میل کے سفر کے بعد جب میں چمبہ پنڈ کے آبائی قبرستان کے پاس سے گزرنے لگا تو آباؤ اجداد کو ایصال ثواب کیا تو میاں دیکھتا ہوں

کہ والد ماجد مولانا عبد الحمید ہزارویؒ میرے سامنے کھڑے ہیں اور مجھے تسلی دیتے ہوئے کہنے لگے محمد عبدالغفور فکر نہ کرو بیٹی ٹھیک ہوگئی ہے فرماتے جب میں گھر پہنچا تو بیٹی کا بخارا ترچکا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو پانچ بیٹیوں اور دو بیٹوں حضرت شیخ القرآن محمد عبدالغفور ہزارویؒ حضرت ابوالمعانی محمد غلام ربانی ہزارویؒ کی صورت میں اولاد کی نعمت سے مالا مال فرمایا۔ آپ کی ایک بیٹی جوانی میں وصال پا کر چمبہ پنڈ میں دفن ہیں جبکہ دوسری صاحبزادی (متوفی ۱۹۹۸) کا نکاح استاذ العلماء شیخ الجامعہ مولانا محبت النبیؒ سے ہوا تیسری صاحبزادی مرحومہ مغفورہ (متوفی ۲۱ رمضان المبارک ۱۳۹۲ھ) زوجہ مولانا حافظ غلام معین الدین ہری پور، چوتھی صاحبزادی مرحومہ زوجہ مولانا غلام جیلانی بھوہی اور پانچویں صاحبزادی مرحومہ زوجہ مولانا محمد غوث بھوہی گاڑ۔

اخوندادہ حضرت مولانا محمد عالم ہزارویؒ کے سب سے چھوٹے بیٹے حضرت مولانا عبدالحیؒ نے بھی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی عبادت و ریاضت اور مجاہدہ کے ساتھ ساتھ کھیتی باڑی کرتے تھے تفصیلی حالات نہیں مل سکے چمبہ پنڈ میں ہی قیام فرمایا اور یہیں رجب ۱۳۳۹ھ دسمبر ۱۹۲۹ میں والد ماجد کے پہلو میں بائیں طرف دفن ہوئے جبکہ آپ کی اہلیہ مرحومہ و مغفورہ جنکی سلیقہ شعاری اور سعادت مندی آج بھی خاندان میں مشہور ہے بڑی نفاست پسند اور زاہدہ و عابدہ بی بی تھیں ۱۳۷۸ھ ۹ جنوری ۱۹۵۸ بروز جمعرات کو خالق حقیقی سے جا ملیں۔

قدرت کاملہ نے دو بیٹیوں کے علاوہ تین بیٹے عطا فرمائے۔ حضرت عبد العزیزؒ (متوفی ۳ جولائی ۱۹۸۵ء بروز بدھ) زندگی بھر چمبہ پنڈ مسجد غوثیہ کی خدمت پر مامور رہے علاقہ کے سینکڑوں لوگوں نے آپ سے قرآن پاک کی تعلیم حاصل کی۔ عمر بھر شادی نہ کی نہایت خوش خلق، منکسر المزاج اطاعت و عبادت گزار تھے، دوسرے بیٹے استاد مولانا عبد الغنیؒ (متوفی ۹ ستمبر ۱۹۸۷ء بدھ) مولانا عبدالقیوم ہزاروی وزیر آبادی کے والد ماجد ہیں جبکہ تیسرے صاحبزادے مولانا حکیم منظور الہی موضع گوہدو میں بقید حیات ہیں۔

حضرت مولانا عبدالحیؒ کی بڑی صاحبزادی متوفی ۴ ربیع الثانی ۱۳۶۳ھ  
 ۱۹ مارچ ۱۹۴۵ سوموار (والدہ ماجدہ حضرت قبلہ مفتی محمد عبدالشکور ہزاروی) مدظلہ تعالیٰ کا نکاح  
 حضرت شیخ القرآنؒ سے ہوا جبکہ دوسری بیٹی متوفی ۱۶ جون ۱۹۹۷ء کا نکاح حضرت  
 مولانا عبدالرزاق گوہدو (متوفی ۲۷ جنوری ۱۹۹۷ء) سے ہوا۔

حضرت شیخ القرآن ابو الحقائق محمد عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۱۱

۹ ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ یکم دسمبر ۱۹۱۱ء ۱۶ ماگھ ۱۹۶۸ بکرم بروز جمعۃ المبارک حج اکبر  
 کے روز حضرت مولانا عبدالحمیدؒ کے ہاں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی والد ماجد نے اپنے والد  
 حضرت مولانا محمد عالمؒ کے شیخ کامل کے نام پر ”محمد عبدالغفور / ۱۳۸۵“ نام تجویز کیا جس  
 کے عدد قرآن کریم کی اس آیت کریمہ سے نکلتے ہیں ”وادخلنہ فی رحمتنا“ اور ہم نے  
 اُسے اپنی رحمت میں داخل کر لیا۔ والد ماجد کی طرف سے سلسلہ نسب حضرت محمد بن حنفیہ سے  
 حضرت علی حیدر کرارؒ اور والدہ ماجدہ کی جانب سے حضرت سیدنا صدیق اکبرؒ سے ملتا ہے۔

آغاز طفولیت سے ہی اعلیٰ صلاحیتوں کا اظہار ہونے لگا ہوش کی آنکھیں کھلیں تو کھیل کود  
 سے دور لغو اور فضول باتوں کی طرف توجہ نہ دی یہ فطرتی امر ہے عظیم لوگوں کا بچہ بھی عظیم ہوتا ہے  
 آپکے والد ماجد استاذ العلماء اور والدہ ماجدہ تہجد گزار انکی اعلیٰ تربیت کا نتیجہ کہ آپ گلی میں نکلتے تو ہر  
 ادنیٰ و اعلیٰ کو سلام کرنے میں پہلے بات چیت میں منہ سے پھول جھڑتے کم آمیزی کم خوری کی ابتدا  
 بچپن سے ہو چکی اپنے والد ماجد کے ہمراہ کئی بار شیخ کامل کے آستانہ پر بچپن میں حاضری دی اپنے  
 بچپن کے اس واقعہ کو کئی بار بیان فرمایا کہ ایک بار بچپن میں حضرت قبلہ عالم اعلیٰ حضرت سیدنا پیر مہر علی  
 شاہؒ کے مکان کے باہر کھڑے تھے کہ قبلہ عالم نے ایک شخص کو فرمایا باہر ایک مولوی صاحب آئے ہیں  
 انہیں اندر لے آؤ خادم نے باہر نکل کر دیکھا مگر کسی مولانا کو نہ پایا دوبارہ حضرت نے حکم دیا خادم

نے دوبارہ چکر لگایا تیسری بار خادم نے عرض کیا باہر تو ایک بچہ کھڑا ہے آپ نے فرمایا وہی مولوی صاحب ہیں انہیں اندر لے آؤ چنانچہ آپ اندر حاضر خدمت ہوئے شیخ کامل نے شفقت فرمائی حضرت شیخ القرآن بچپن میں اگر تہیال جاتے تو وہاں پر خانقاہ کا ماحول میسر تھا آپ کے ماموں حضرت استاذ العلماء حافظ حمید الدین صدیقی صاحب کشف و کرامت بزرگ اور نانا حضرت علامہ مولانا عبدالرحمن صدیقی تقویٰ و طہارت کے پیکر تھے۔

مختصر مدت میں اپنے والد ماجد سے قرآن کریم ناظرہ کے علاوہ ابتدائی درسی کتب کا درس لیا اور علم الصرف و علم النحو کی کتب از بر ہو گئیں کافیہ تک کی کتب والد ماجد سے پڑھنے کے بعد ”بھوئی گاڑ“ تشریف لائے اور حضرت مولانا احمد دین ہاشمی اور شیخ الجامعہ مولانا محبت النبیؒ سے دو سال تک درس نظامی کی کتب پڑھتے رہے اسی عرصہ کے دوران گولڑہ شریف حاضر ہو کر حضرت قبلہ عالم گولڑویؒ سے حمد اللہ اور ملاحسن کے چند اسباق خیر و برکت کی خاطر پڑھے اور ایک روز عرض کیا حضرت میرے لیے دعا کریں آپ نے فرمایا محنت کرو عرض کی آپ کے ارشاد گرامی کی پوری تعمیل کروں گا میرے لیے آپ دعا کریں تو شیخ کامل نے فرمایا ”جاؤ میاں اللہ تعالیٰ تمہیں بڑا مولوی بنائے گا“ حضرت شیخ القرآنؒ بھوئی سے بندیاں چلے آئے اور سات ماہ تک حضرت استاذ العلماء مولانا یار محمد بندیا لویؒ سے علم حاصل کرتے رہے۔ پھر غور غشت ضلع انک جا کر حضرت مولانا قطب الدین غور غشتوی جو آپ کے جد امجد کے نامور شاگردوں میں سے تھے زانوائے تلمذ تہہ کیے یہاں پر دیگر علوم کے علاوہ فن مناظرہ میں مہارت نامہ حاصل کی چند ماہ یہاں علم حاصل کرنے کے بعد جب رخصت ہوئے تو استاد گرامی نے فرمایا ”آج میں نے اپنے استاد کا کچھ حق ادا کر دیا ہے کہ میرا استاد زادہ میرے پاس زیر تعلیم رہا ہے“

بارہ سال کی عمر میں آپ نے ہندوستان کے علمی مراکز کا رخ کیا پہلے لاہور آئے یہاں سے دیوبند پہنچے امتحانات شروع ہونے کی وجہ سے انتظار نہ کیا تو دہلی سے ہوتے ہوئے کانپور

حضرت مولانا مشتاق احمد کانپوری کے پاس حاضر ہوئے جو عظیم محدث مولانا احمد حسن کانپوری کے خلف الرشید تھے مولانا مشتاق احمد کانپوری جلد ہی کانپور سے مراد آباد پھر میرٹھ چلے گئے حضرت شیخ القرآنؒ آپ کے ہمراہ رہے اور مختلف مراکز میں رہ کر حضرت مولانا مشتاق احمد کانپوری سے دینی تعلیم مکمل کر لی۔ آپ نے انتہائی کم عمری میں دینی تعلیم مکمل کی اور بے شمار مشکلات و مصائب کو برداشت کیا کئی کئی روز تک کچھ نہ کھایا پیامالی مجبوریوں اور عسرت کی عارضی رکاوٹوں کی پرواہ کیے بغیر حصول علم کے لیے بے سروسامانی کے عالم میں مختلف شہروں کے سفر اختیار کیے دورہ حدیث کے لیے آپ دارالعلوم فتحپوری دہلی تشریف لے گئے مگر دل مطمئن نہ ہوا تو وہاں تدریس کے فرائض سرانجام دینے لگے کہ ایک روز حضرت محدث اعظم مولانا سردار احمد رضویؒ سے ملاقات ہوئی انکے مشورہ پر بریلی حضرت حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا خان بریلوی کے سامنے زانوئے تلمذتہ کیے۔ وہاں خوب علمی پیاس بجھائی اور فراغت پر استاد مکرم نے خلافت اجازت بیعت اور ابوالحقیق کا لقب عطا کیا ۱۵ برس کی عمر میں دورہ حدیث سے ۱۳۲۲ھ کو فارغ ہوئے ستمی سال فراغت و دستار بندی کا سال قرآن کریم کی اس آیت کریمہ سے نکلتا ہے ”

ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ / ۱۹۲۶“۔

حضرت حجتہ الاسلامؒ نے آپ کو اجازت و خلافت کے ساتھ ساتھ اجازت کتب صحاح ستہ، حدیث مصافحہ اور ضیافت کی اجازت دی جیسے کہ انہیں حضرت امام اہل سنت اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان بریلویؒ نے عطا کی حضرت کا سلسلہ سند چار واسطوں سے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی تک پہنچتا ہے آپ کے سلاسل علوم دہلوی، بریلوی اور خیر آبادی ہیں۔

فراغت تعلیم و دستار بندی کے بعد آپ واپس چمبہ پنڈت شریف لائے یہاں علاقائی رسم کے مطابق حضرت مولانا قطب الدین غور غشتویؒ نے ایک جلسہ عام میں کئی علماء کرام کی موجودگی میں آپ کی دستار بندی فرمائی اسی سال جب کہ آپ کی عمر مبارک سولہ برس تھی حضرت مولانا احمد دین ہاشمیؒ کے ہمراہ گولڑہ شریف حاضر ہوئے اور قبلہ عالم اعلیٰ حضرت گولڑوی کے دست اقدس پر بیعت ہوئے۔

۲۸-۱۹۲۷ میں آپ واپس منظر الاسلام بریلی شریف چلے گئے آپ کے استاد مکرم نے آپ کی تعیناتی بطور مدرس جامعہ منظر الاسلام بریلی کر دی ۱۹۳۰ تک وہاں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا پھر واپس چلے آئے اور چند ماہ بجا روالا تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد میں بطور مدرس فرائض سرانجام دیئے ۱۹۳۱ء میں آپ کی شادی آپ کے چچا حضرت مولانا عبدالحی کی صاحبزادی سے ہوئی جو ۱۹ مارچ ۱۹۳۵ء میں وصال فرما گئیں دوسری شادی وزیر آباد میں ملک محمد حسین مرحوم کی صاحبزادی سے اگست ۱۹۳۶ء میں ہوئی۔

۱۹۳۱ء میں آپ گجرات تشریف لے آئے اور مدرسہ خدام الصوفیہ میں بطور مدرس درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا ساتھ جامع مسجد شیشیانوالہ گیٹ میں خطابت کرنے لگے اسی دوران آپ کی تصنیف مناقب جلیلہ شائع ہوئی دیگر نامور علماء کے علاوہ حضرت پیر طریقت مولانا حافظ محمد فاضل نقشبندی ڈھانگری میر پور اور مجاہد ملت مولانا محمود شاہ گجراتی آپ سے تعلیم حاصل کرتے رہے۔ ۱۹۳۵ میں آپ وزیر آباد تشریف لے آئے اور شہر کی سب سے بڑی جامع مسجد غوثیہ میں خطابت فرمانے لگے ابتداء میں مسجد کا انتظام ایک تنظیم چلاتی تھی بعد میں تنظیم توڑ دی گئی اور آپ تازیت فی سبیل اللہ خدمات سرانجام دینے لگے۔ اسی مسجد کے ساتھ آپ نے جامعہ نظامیہ غوثیہ کی بنیاد رکھی اس دارالعلوم کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ یہاں سب سے پہلے دورہ تفسیر قرآن مجید کا آغاز آپ نے فرمایا اس دارالعلوم میں تقریباً دس ہزار کے قریب طلبہ و علماء نے آپ سے تعلیم حاصل کی جبکہ دیگر مدارس میں آپ سے تعلیم حاصل کرنے والوں کی تعداد اس کے علاوہ ہے۔ اس دارالعلوم میں آپ کے ہمراہ جید اساتذہ کرام نے تدریس کے فرائض سرانجام دیئے جن میں خصوصی طور پر قابل ذکر حضرت شیخ الجامعہ محبت النبی حضرت مولانا عبدالرزاق گوہر و حضرت مولانا غلام جیلانی مانسہرہ حضرت سیدزبیر شاہ چکوال حضرت مولانا مفتی اعجاز ولی لاہور وغیرہم۔

آپ نے اس مسجد میں ۱۹۳۸ سے ایک عرس پاک کا آغاز کیا جو ایک صدی تک چمبہ پنڈ میں انعقاد پذیر ہوتا رہا حج کے موقع پر علماء کرام کے باہمی مشورہ سے اس عرس پاک کا نام عرس پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم رکھا گیا اس عرس مبارک کی ختم کی محفل بڑی بارونق اور روحانی ہوتی تھی عرس کے موقع پر ہزاروں لوگ حاضری دیتے جبکہ علماء کرام اپنے مواعظ حسنہ سے مستفیض فرماتے آپ جب دعا کے لیے کھڑے ہوتے تو رقت انگیز مناظر دیکھنے میں آتے۔

آپ پہلے سفر حجاز کے لیے دسمبر ۱۹۳۸ء وزیر آباد سے روانہ ہوئے اور ۱۹۳۹ء میں فریضہ حج اور زیارت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے جبکہ دوسرا حج اولیٰس وقت حضرت خواجہ گوہر دین جینڈڑویؒ کی معیت میں کیا کئی علماء کرام اور مریدین اس سفر میں حضرت کے ہمراہ تھے۔ ۱۴ دسمبر ۱۹۴۱ء کو یہ قافلہ بحری جہاز کے ذریعہ کراچی سے روانہ ہوا حج بیت اللہ کے بعد روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مدینہ طیبہ گئے اس موقع پر حضرت شیخ القرآنؒ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت حالت بیداری میں ہوئی اور حضرت خواجہ گوہر دین جینڈڑویؒ نے آپ کو روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے خلافت و اجازت بیعت عطا فرمائی۔ مدینہ طیبہ میں ۱۴ روز قیام کے بعد قافلہ جدہ کی طرف روانہ ہوا۔

آپ نے تیسرا سفر حجاز اپنی اہلیہ اور کئی علماء و مریدین کے ہمراہ کیا جن میں قابل ذکر حضرت صاحبزادہ محمد رمضان اویسی جینڈڑ شریف حضرت مولانا غلام قادر اشرفی لالہ موسیٰ شامل تھے ۲۹ جنوری ۱۹۶۹ء کو وزیر آباد سے روانہ ہوئے۔ ۵ فروری کو روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری نصیب ہوئی۔ ۲۲ فروری تک مدینہ طیبہ میں قیام رہا پھر مکہ المکرمہ تشریف لائے اور حج بیت اللہ ادا کیا اور ۱۲ مارچ کو جدہ سے روانہ ہو کر ۱۳ مارچ کو وزیر آباد پہنچے۔

حضرت شیخ القرآنؒ کو اپنے شیخ کامل اعلیٰ حضرت گولڑویؒ سے بے پناہ عقیدت و محبت تھی۔ شیخ سے محبت آپکو ورثہ میں ملی تھی آپ کے والد گرامی حضرت مولانا عبدالحمیدؒ کو بھی شیخ کامل



اعلیٰ حضرت گولڑوی سے خصوصی لگاؤ تھا۔ آپ اکثر اپنی تقاریر میں ارشاد فرماتے ہیں حضور قبلہ عالم کی دعاؤں اور ان کے کرم کا زندہ ثبوت ہوں۔ ۱۹۳۵ء میں گولڑہ شریف میں بڑے عرس مبارک کی آخری مجلس میں قبلہ عالم اعلیٰ حضرت گولڑوی کی موجودگی میں تقاریر کرنے کا شرف حاصل ہوا تو آپ کے لیے اعلیٰ حضرت گولڑوی نے تو صیفی کلمات ادا فرمائے پھر آپ کو ہر عرس کی تمام محافل میں تقاریر کرنے کے لیے مقرر کر دیا گیا چنانچہ تین سال شیخ کامل کی موجودگی اور پھر ۱۹۷۰ء تک تمام محافل اعراس مبارک پر آپ مجلس میں تنہا تقریر ارشاد فرماتے رہے۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اتنے بڑے آستانہ عالیہ پر ہزاروں علماء کرام اور لاکھوں لوگوں کے سامنے خطاب کرنے کے مستحق بھی آپ ہی تھے آپ کی عارفانہ اور عشق و مستی میں ڈوبی ہوئی تقاریر سن کر لوگ عیش و عشرت کراٹھتے اس لیے آپ کے وصال پر حضرت قبلہ بابو جی نے فرمایا تھا کہ ”سوز کیف اور مستی والی تقریریں ختم ہو گئی ہیں۔“

حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان بریلوی کے علاوہ حضرت خواجہ گوہر دین جیندڑوی حضرت خواجہ محمد معصوم بادشاہ چورہ شریف حضرت خواجہ احمد نور چکوال حضرت خواجہ علاؤ الدین قادری کی طرف سے آپ کو خلافت و اجازت بیعت ملی۔

علماء حق کا یہ شیوہ رہا ہے کہ ہر مشکل موڑ پر انہوں نے قوم کی رہنمائی فرمائی ایک طرف انہوں نے لوگوں کے اندر جذبہ آزادی ابھارا تو دوسری طرف علماء سو کے حربوں کو ناکام بنایا انہی علماء حق کی کوششوں سے قائد اعظم محمد علی جناح ملک پاکستان حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے حضرت شیخ القرآن اس ”مقام آزادی“ کو خوب اچھی طرح سمجھتے تھے۔

دنیا میں ٹھکانے دو ہی تو ہیں آزاد منش انسانوں کے

یا تختہ جگہ آزادی کی یا تخت مقام آزادی کا

تحریک نیلی پوش جو مسجد شہید گنج لنڈا بازار لاہور کی بازیابی کے لیے مولانا ظفر علی خان نے چلائی حضرت شیخ القرآنؒ نے اس تحریک میں بھرپور کردار ادا کیا اور لاہور میں ہونے والی کانفرنس میں شریک ہوتے رہے۔ مسجد کی بازیابی کے لیے پہلے ”انجمن تحفظ شہید گنج“ پھر اس کا نام بدل کر ”مجلس مرکزیہ عالیہ تحفظ اوقاف“ اور بعد میں مجلس اتحاد ملت رکھا گیا حضرتؒ نے ان تنظیموں میں سرگرمی سے حصہ لیا اسی بنا پر آپ کو مجلس اتحاد ملت کا نائب صدر منتخب کیا گیا۔ ۱۹ اپریل ۱۹۳۸ء کو کلکتہ میں ایک جلسہ عام زیر صدارت مولانا شوکت علی منعقد ہوا اور مسلم لیگ کونسل کا اجلاس قائد اعظم کی صدارت میں ہوا ہر دو اجلاس سے حضرت شیخ القرآنؒ نے خطاب کیا اور قائد اعظم کی صدارت میں ہونے والے اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے مجلس اتحاد ملت کو توڑ کر مسلم لیگ میں شمولیت کا اعلان کیا قائد اعظم آپ کی تقریر سن کر بے حد خوش ہوئے۔ ۲۱ اپریل کو علامہ اقبال کے وصال کی خبر سن کر آپ کلکتہ سے مولانا ظفر علی خان کے ہمراہ لاہور چلے آئے مولانا ظفر علی خان نے حضرتؒ کو دو اپنی مختلف نظموں میں خراج عقیدت پیش کیا ہے ایک نظم ۱۹۳۸ء میں حج کے موقع پر کہی جس کے چند شعر یہ ہیں:

حج کو جانے والے ہیں عبدالغفور  
آسماں برسار ہا ہے ان پہ نور

کس زباں سے ہو بیاں وصف آپ کا  
آپ موسیٰ ہیں وزیر آباد طور

جب حواجہ کی سعادت ہو نصیب  
یاد رکھیں ہم غریبوں کو ضرور

۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں قرارداد پاکستان کے موقع پر آپ اسٹیج پر جلوہ افروز

ہوئے اور اہل سنت کی نمائندگی فرمائی۔ اس موقع پر پاکستان کا لفظ استعمال نہ ہوا مسلم لیگ کے

سالانہ اجلاس میں پاکستان کا لفظ کئی مرتبہ دہلی میں ۱۹۴۶ء میں لیا گیا تھا۔ لیکن ہندوؤں نے

۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کی قرارداد سے بوکھلا کر اسے قرارداد پاکستان کہنے لگے حضرت مولانا شیخ القرآنؒ

نے ۱۹۴۱ء میں حج بیت اللہ کی سعادت کے بعد وزیر آباد میں پاکستان کانفرنس کا اہتمام غلہ منڈی

میں کیا یہ پنجاب کے اندر پہلی کانفرنس تھی جس میں نظریہ پاکستان کی خوب وضاحت کی گئی اور پاکستان کا ذکر نام لے کر کیا گیا جس سے مولانا عبدالحامد بدایونی، مولانا ظفر علی خان، سید غلام مصطفیٰ خالد گیلانی، انور غازی آبادی کے علاوہ آپ نے خطاب فرمایا اس کانفرنس کا ماحول پر بڑا گہرا اثر ہوا اُس وقت کا مستند اخبار ”سول اینڈ ملٹی گزٹ“ نے اس پر اداریہ تحریر کیا۔

ضلع سیالکوٹ کے ایک گاؤں میں ایک ہی پنڈال میں ایک جلسہ احراریوں کا اور دوسرا مسلم لیگ کا منعقد ہوا احراریوں کے جلسہ سے سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے خطاب کیا اس جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے اُنکے مقررین نے کچھ اس انداز سے تقاریر کیں کہ لوگوں کا کچھ زیادہ ہی رش وہاں دیکھنے میں آیا تاریخ سیالکوٹ بھی گواہ ہے کہ پنڈال احرار کا گڑھ سمجھا جاتا تھا مسلم لیگ کے جلسہ میں حضرت شیخ القرآنؒ کو دعوت خطاب دی گئی جو نہی آپ نے خطاب شروع کیا تو مخالفین کے جلسہ سے لوگ اٹھ کر مسلم لیگ کے پنڈال میں آنے لگے دیکھتے ہی دیکھتے مخالفوں کے پنڈال میں ”اَلُو“ بولنے لگے اس منظر کو دیکھتے ہوئے بابا صحافت نے ایک فی البدیہہ نظم کہی جس میں حضرت شیخ القرآنؒ کو خراج عقیدت پیش کیا گیا۔

میں آج سے مرید ہوں عبدالغفور کا چشمہ اہل رہا ہے محمدؐ کے نور کا

بند اسکے سامنے ہے بخاری کا ناطقہ کیا ان سے ہو مقابلہ اُس بے شعور کا

اپریل ۱۹۴۴ء میں مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس سیالکوٹ میں منعقد ہوا صدارت سردار عبدالرب نشتر نے کی حضرت قائد اعظمؒ بھی تشریف لائے اس موقع پر تمام قومی رہنما حاضر ہوئے حضرت شیخ القرآنؒ مسلم لیگیوں اور نیشنل گارڈ کے جلوس کی قیادت کرتے ہوئے جلسہ گاہ میں پہنچے تھے۔ ۲۶-۱۹۴۵ء کے عام انتخابات میں آپ نے بھرپور کردار ادا کیا اور مسلم لیگی رہنما کی حمایت کی چنانچہ وزیر آباد سے مسلم لیگی امیدوار کو فتح حاصل ہوئی۔ انہی انتخابات کے سلسلہ میں ۹ تا ۱۱ جنوری کو اسلامیہ کالج ریلوے روڈ کی گراؤنڈ میں امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری کی صدارت میں کانفرنس ہوئی حضرت شیخ القرآنؒ نے اس کانفرنس میں شرکت فرما کر ولولہ خیز و فکر انگیز خطاب فرمایا۔

۱۹۲۵ء سے ۱۹۲۶ء تک برصغیر کے مختلف مقامات پر آل انڈیا سنی کانفرنس منعقد ہوئی سب سے بڑا اجتماع ۲۷ تا ۳۰ اپریل ۱۹۲۶ء کو فاطماں باغ بنارس میں ہوا جس میں بھر پور طریقہ سے نظریہ پاکستان اور مطالبہ پاکستان کی تشہیر کی گئی اس کانفرنس میں پانچ سو مشائخ اور سات ہزار علماء کرام کے علاوہ ایک کروڑ سنی عوام نے شرکت کی حضرت شیخ القرآنؒ نے بھی اس تاریخی اجتماع سے خطاب فرمایا۔

کیبنٹ مشن کی آمد (مارچ اپریل ۱۹۲۶ء) قائد اعظم کے نقطہ نظر کی وضاحت و اشاعت کے لیے آپ کے حکم پر ملک کو طول و عرض میں جلسے ہوئے چنانچہ حضرت شیخ القرآنؒ نے اس موقع پر وزیر آباد میں جلسہ کا اہتمام کیا جسکی صدارت نوابزادہ رشید علی خاں صدر سٹی مسلم لیگ لاہور نے کی کئی علماء نے اس جلسہ سے خطاب کیا حضرت شیخ القرآنؒ کی دعوت پر ۱۱ جولائی ۱۹۲۶ء کو قائد اعظمؒ وزیر آباد تشریف لائے اور آپکی جامع مسجد غوثیہ کے ماحقہ میدان میں لوگوں سے خطاب کیا حضرت شیخ القرآنؒ نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا اس موقع پر محترمہ فاطمہ جناح نے ثمن برج میں عورتوں کے ایک اجتماع سے خطاب کیا۔ تحریک پاکستان کے دوران آپ پر قاتلانہ حملہ ہوا مگر آپ بفضل خدا بال بال بچ گئے۔ تحریک سول نافرمانی کے دوران پنجاب کے گورنر ڈگلس نے آپکو باغی قرار دیا اور ضلع گوجرانوالہ میں سب سے پہلے آپ کو گرفتار کر لیا گیا پھر گرفتاریوں کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو گیا آپ نے ایک ماہ ڈسٹرکٹ جیل گوجرانوالہ میں جیل کی صعوبتیں برداشت کیں۔ اعلان قیام پاکستان کے ساتھ ہی مہاجرین کی آمد اور قتل و غارت کا سلسلہ چل پڑا۔ ہندو اور سکھ جو آئے دن وزیر آباد میں فتنہ انگیزی کرتے تھے اور ایک مسلم عورت کو گولی مار کر شہید کر دیا جس سے شہر میں خوف و ہراس پھیل گیا حضرت شیخ القرآنؒ نے لوگوں کی قیادت کرتے ہوئے گوردوارہ جہاں سکھ اور ہندو جمع ہوتے تھے پر حملہ کر دیا اور خود پہلا فائر کھولا اور لوگوں نے آگ لگادی جس سے عمارت مکمل طور پر جل گئی اس سے ہندوؤں اور سکھ وزیر آباد سے فرار ہو گئے۔ مہاجرین کی آمد پر انکی ہر ممکن مدد کی خالی مکان تحصیلدار کے ساتھ مل کر آنے والے مہاجرین کو دیئے کشمیر میں جنگ چھڑنے پر بھر پور طور پر کشمیری بھائیوں کی مالی مدد فرمائی۔

قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۸ء میں کراچی جا کر قائد اعظم سے ملاقات کی اور ملک میں فقہ حنفی کو عملی طور پر نافذ کرنے کے درخواست کی تاکہ ملک میں بننے والا دستور قرآن و سنت کے مطابق ہو۔ مارچ ۱۹۴۸ء کو ملتان میں ہونے والے جمعیت علمائے پاکستان کے تالیسی اجلاس میں تشریف فرمائی آپ کو مرکزی نائب صدر منتخب کیا گیا جس پر ۱۹۶۱ء تک کام کرتے رہے۔ ۱۹۵۳ء میں قادیانیوں کے خلاف تحریک ختم نبوت چلی اس وقت کے وزیر خارجہ مسٹر ظفر اللہ خان جو قادیانیوں کا سرخیل تھا کہ بیانات پر ملک بھر میں احتجاج ہونے لگا۔ ۱۳ جولائی ۱۹۵۲ء کو لاہور میں آل مسلم پارٹیز کا اجلاس ہوا حضرت نے اس اجلاس سے خطاب فرمایا جس کا ذکر حکومت پنجاب کی تحقیقاتی رپورٹ میں ہے پھر ایک ”مجلس عمل“ کا قیام ظہور میں آیا جس نے تحریک کا آغاز کیا فروری ۱۹۵۳ء کے آغاز میں تمام مکاتب فکر کے علماء و عوام کا اجتماع آپ کی صدارت میں لاہور میں ہوا چند روز بعد بیرون باغ دہلی دروازہ عظیم الشان جلسہ ہوا اس میں مرکزی خطاب حضرت شیخ القرآن کا تھا جس میں آپ نے مناظرانہ انداز میں تقریر کی اور مرزا غلام احمد قادیانی کی کتب سے حوالے بیان کر کے اُس کی اس خوبصورت انداز میں مذمت کی کہ مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری کو یہ کہنا پڑا ”آج میرے دل کی حسرت پوری ہو گئی ہے میں نے اپنے کانوں سے اور آنکھوں سے علامہ ہزاروی صاحب کا خطاب سنا اور انہیں دیکھا ہے ایسا مدلل و عظیم کرنا آپ کا ہی حق ہے آپ کی علمیت اور جادو بیانی سے مرزائیت کا ناطقہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند ہو جائے گا۔“ وزیر آباد سمیت مختلف شہروں میں کئی اہم جلسوں سے آپ خطاب فرماتے پولیس گرفتار کرنا چاہتی تھی مگر نا کام رہی تحریک ختم نبوت کا سب سے بڑا جلسہ راولپنڈی لیاقت باغ میں مارچ کے آغاز میں ہوا جس کی صدارت حضور قبلہ بابو جی گولڑوی نے فرمائی آپ نے لاثانی اور تاریخی تقریر کی کہ دیگر علماء کرام نے آپ کے خطاب کے بعد یہ کہہ کر جلسہ ختم کر دیا کہ علامہ ہزاروی کے بعد کون سی میخ رہ گئی ہے جو متبہنی قادیان کے تابوت میں پیوست کی جائے “ جلسہ کے اختتام پر راولپنڈی

میں ہنگامے شروع ہو گئے راو پینڈی کے ڈپٹی کمشنر نے گولڑہ شریف حاضری دی کہ علامہ ہزاروی کو پیش کر دیا جائے ورنہ اُنکے اہل خانہ کو گرفتار کر لیا جائے گا چنانچہ حضور قبلہ بابو جی گولڑوی کے ہمراہ آپ نے ڈپٹی کمشنر کی رہائش گاہ پر جا کے گرفتاری پیش کی اور سات ماہ تک راو پینڈی جیل میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔

۱۹۶۸

ستمبر ۱۹۸۳ء کو جامعہ نعیمیہ لاہور میں ہزاروں علماء کے اجتماع میں آپ کو جمعیت علماء پاکستان (مغربی) کا بلا مقابلہ صدر منتخب کیا گیا انجمن شہریاں لاہور، انجمن شہریاں وزیر آباد اور الہ موسیٰ میں آپ کو عصرانہ استقبالیے پیش کیے گئے۔ ۴ جنوری ۱۹۶۹ء کو جمعیت کی مجلس عاملہ کے اجلاس میں بعض پالیسیوں میں اختلاف کی وجہ سے مولانا عبدالحامد بدایونی کو ہٹا کر آپ کو مرکزی صدر جمعیت علمائے پاکستان بنا دیا گیا آپ کی قیادت میں علماء کرام نے تحریک بحالی جمہوریت محکمہ اوقاف کی نا انصافیوں اور غیر اسلامی عائلی قوانین خاندانی منصوبہ بندی اور سوشلزم کے خلاف تحریک چلائی آپ کا شمار ان ۱۱۳ علماء کرام میں ہے جنہوں نے سوشلزم کفر ہے کہ فتویٰ پر دستخط کیے۔ ۴ اپریل ۱۹۷۰ء کو اہل سنت میں اتحاد کی خاطر سب سے پہلے آپ نے جمعیت کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا صدر ایوب کی غلط پالیسیوں پر آپ خوب تنقید کرتے تھے حکومت کی حمایت کے لیے آپ کو کئی ایک پیشکشیں کی گئیں مگر آپ نے سب کو ٹھکرا دیا۔

آپ امام المناظرین بھی تھے کئی بار میدان مناظرہ میں مولانا غلام اللہ خان، مولانا عنایت اللہ گجراتی، مولوی احمد دین گلکھڑوی، مولوی عبد اللہ الہ موسیٰ اور مولوی عبدالحی کو شکست دی علاوہ ازیں حضرت مولانا محمد عمر اچھروی، حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی، حضرت محدث اعظم مولانا سردار احمد رضوی اپنے مد مقابل سے ہونے والے اکثر مناظروں میں آپ کو صدارت کی کرسی پر بٹھایا گیا۔

آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ ہر روز صبح کو سیر کے لیے شہر سے شمال کی جانب تشریف لے

جاتے تھے۔ ۷ شعبان ۱۳۹۰ھ ۱۹ اکتوبر ۱۹۷۱ء جمعۃ المبارک کی صبح سیر کے لیے جی ٹی روڈ پر پہنچے کہ ایک ٹرک آپ سے آنکرایا لوگوں نے ٹرک ڈرائیور کو مارنا شروع کر دیا آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دیں میں نے اسے معاف کر دیا ہے اور سینکڑوں لوگوں کی موجودگی میں سول ہسپتال وزیر آباد میں کئی بار بلند آواز سے کلمہ طیبہ اور درود پاک خود پڑھا اور بار بار لوگوں کو پڑھنے کی تلقین کرتے ہوئے خالق حقیقی سے جا ملے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ شہر اور مضافات میں دو روز تک مکمل ہڑتال رہی کاروبار، تعلیمی ادارے اور بینک بند رہے ملک کی تمام اخبارات نے صفحہ اول پر بڑی بڑی تصاویر کے ساتھ آپکے وصال کی خبر شائع کی ہزاروں علماء مشائخ کے قافلے وزیر آباد پہنچے پچاس ہزار سے زائد علماء مشائخ نے آپکے جنازہ کو کندھا دیا اور ایک لاکھ سے زائد لوگوں نے آپ کے استاد مکرم حضرت شیخ الجامعہ مولانا محبت النبیؒ کی اقتداء میں نماز جنازہ پڑھی اور آپ کو موضع بھٹی میں آپی زر خرید جگہ میں دفن کیا گیا جہاں آج عظیم الشان روضہ انور مسجد اور مدرسہ تعمیر ہو چکا ہے۔

نماز جنازہ سے قبل حضرت قبلہ بابو جی گوڑویؒ نے آپ کے بڑے صاحبزادے مفتی محمد عبدالشکور ہزاروی کی دستار بندی فرمائی جنکی زیر پرستی آپ کا سالانہ عرس مبارک مہر آباد وزیر آباد میں منعقد ہوتا ہے۔

حکمت و عرفاں کا سورج وہ دور افق پر ڈوب گیا

کتنی صدیوں تک اب لوگ سحر کو ترسیں گے

آپ خطابت اور علم و حکمت میں بے مثال مقام رکھتے تھے ایسے مقرر فصیح السان تھے کہ الفاظ آپکی غلامی میں ہاتھ باندھے موجود رہتے آپکا فرمایا ہوا مستند مانا جاتا تھا ایسے عالم باکمال کہ جب علم کے جواہر رولتے تو دانائی آپ پر فخر کرتی تصوف آشنا صوفی تھے کہ آپ کی باتیں دلوں پر اثر انداز ہوتیں لوگ آپکی خطابت کے سامنے ایک خاموش سمندر نظر آتے۔ آپ کو تصرف علی القلوب کا مقام حاصل تھا اور کشف القلوب ایسا کہ معترفین کے اندرونی اعتراضات پر مطلع ہو کر کشف شبہ

فرماتے تھے۔ جب عقائد و اخلاق پر اظہار خیال فرماتے تو یوں محسوس ہوتا کہ دلائل و براہین کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ حب الہی عشق رسول ﷺ شجاعت، ہیبت جلال الہی تواضع و انکساری مہمان نوازی، جو دو سخی و غربا پروری حاضر جوابی متعلقین سے وفاداری، ظرافت و خوش طبع غرضیکہ درجنوں اوصاف حمیدہ کے مالک ایک بہترین مدرس شاعر، سیاستدان، منطقی، مناظر، مفسر، محدث مقررذیشاں، صوفی اور سب سے بڑھ کر ایسے عاشق رسول ﷺ کہ ایسا عشق و مستی کا درس دینے والا اب ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتا۔

عشق نبی کے باب کا عنوان ہزاروی ناموس مصطفیٰ کا نگہبان ہزاروی  
غواص بحر عظمت قرآن ہزاروی شیخ زماں و رازی دوارں ہزاروی

### حضرت مفتی محمد عبدالشکور ہزاروی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ چشتیہ غوثیہ مہر آباد شریف وزیر آباد

ولادت یکم رجب المرجب ۱۳۵۶ھ ۲۴ بھادوں ۱۹۹۴ء بکرم، ۸ ستمبر ۱۹۳۷ء بروز بدھ بوقت سحر چمبہ پنڈ ہزارہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم چمبہ پنڈ میں حضرت مولانا عبدالعزیز سے حاصل کی پھر جامعہ نظامیہ غوثیہ وزیر آباد میں حضرت مولانا غلام جیلانی مانسہروی اور والد ماجد حضرت شیخ القرآن سے کتب پڑھیں کچھ عرصہ بعد جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف چلے گئے اور وہاں حضرت مولانا فرید الدین ہاشمی سے پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی پھر وزیر آباد چلے آئے مگر جلد ہی جامعہ اسلامیہ رحمانیہ ہری پور ہزارہ میں داخل ہو کر حضرت مولانا قاضی عبدالسبحان کھلاہٹی سے اکتساب فیض کیا پھر مولانا کے ہمراہ کھلاہٹی چلے گئے لیکن وہاں کے حالات سازگار نہ ہونے کی وجہ سے واپس وزیر آباد چلے آئے اور حضرت شیخ الجامعہ مولانا محبت النبی اور والد ماجد سے درس نظامی کی تکمیل پر دورہ حدیث پڑھا۔ یکم اپریل ۱۹۶۱ء کو جامعہ انوار العلوم ملتان میں حضرت مولانا سعید احمد سعید شاہ کاظمی سے سند حدیث اور خلافت ملی ۱۹۶۶ء میں حضرت معصوم بادشاہ چورہ شریف نے سالانہ عرس کے موقع پر سلسلہ نقشبندیہ میں خلافت و اجازت عطا فرمائی ۱۹۶۶ء میں ہی



قبلہ والد صاحب کی طرف سے خلافت کے ساتھ ساتھ تمام اسناد احادیث اور جملہ اذکار و اعمال کی اجازت ملی ۱۹۷۱ء میں مجاہد ملت حضرت محمود شاہ گجراتی پھر بعد میں حضرت پیر میاں جمیل احمد شرقپوری اور ۱۹۸۴ء میں حضرت پیر سید علی حسین شاہ علی پور سیداں شریف نے خلافت عطا کی آپ نے ۱۹۶۲ء میں نظام آباد سے خطابت کا آغاز کیا کچھ عرصہ گلکھڑ میں جمعہ کا خطبہ دیتے رہے ۱۹۶۳ء تا ۱۹۶۷ء حافظ آباد جبکہ ۱۹۶۷ء سے ۱۹۷۰ء تک جہلم میں یہ فرائض سرانجام دیئے۔ ۱۹۶۰ء سے اپنے دارالعلوم میں پڑھانا شروع کیا معروف شاگردوں میں مولانا ظریف قادری، مولانا خالد حسن مجددی گوجرانوالہ، پیر محمد افضل قادری گجرات، مولانا فیض محی الدین فیصل آباد، پیر طاہر مبین لاہور، مولانا علی احمد سندیلوی شیخ الحدیث منہاج القرآن لاہور، شیخ الحدیث غلام محبوب سجانی حسن ابدال شامل ہیں۔

مارچ ۱۹۶۱ء میں حضرت ابوالمعانی مولانا غلام ربانی (عم محترم) کی صاحبزادی سے شادی ہوئی حضور قبلہ پیر سید غلام معین الدین شاہ گیلانی گولڑوی نے نکاح پڑھایا۔ تین مرتبہ ۱۹۷۲ء، ۱۹۷۵ء اور ۱۹۹۰ء میں حج بیت اللہ جبکہ نومبر ۱۹۹۹ء اور ۲۰۰۳ء میں عمرہ کی سعادت حاصل ہوئی، اکتوبر نومبر ۱۹۸۸ء، اگست، ستمبر ۲۰۰۴ء میں برطانیہ کا تبلیغی دورہ فرمایا جبکہ اپریل ۱۹۹۶ء میں دوہئی کے تبلیغی دورے کے علاوہ حضرت خواجہ غریب نواز کے عرس پاک میں شمولیت کے لیے انڈیا تشریف لے گئے۔

۷۴، ۱۹۷۳ء کی تحریک ختم نبوت میں مرکزی کردار ادا فرمایا تحریک نظام مصطفیٰ کے ۱۹۷۷ء میں قید بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ جماعت اہل سنت ضلع گوجرانوالہ کے صدر بعد میں صوبائی نائب صدر کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیں۔ ۱۹۷۰ء سے لے کر اب تک آستانہ عالیہ گولڑہ شریف کے تمام اعراس مبارکہ میں اکیلے خطاب کرنے کا اعزاز حاصل ہے علاوہ ازیں ملک کے تمام بڑے بڑے آستانوں اور مدارس کے جملہ پروگراموں میں خطاب فرماتے رہتے ہیں۔

ممبر اتحاد بین المسلمین پنجاب، ممبر علماء اکیڈمی اوقاف لاہور، ممبر امور مذہبیہ کمیٹی داتا دربار لاہور، ممبر رویت ہلال کمیٹی پنجاب، صدر شی مسلم لیگ وزیر آباد کی حیثیت سے مذہبی و ملی خدمات سرانجام دیں۔

آستانہ عالیہ پر مزار حضرت شیخ القرآن کی بڑے عمدہ انداز میں تعمیر فرمائی مزار مبارک کے ساتھ بڑی عالی شان مسجد و مدرسہ تعمیر فرمایا جامع مسجد غوثیہ وزیر آباد کو از سر نو تعمیر کروایا۔ دورہ تفسیر قرآن مجید اور عرس پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ عرس حضرت شیخ القرآن آپ کی زیر سرپرستی پوری شان و شوکت سے انعقاد پذیر ہوتے ہیں۔

### حضرت شیخ الجامعہ مولانا محبت النبی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

استاذ الاساتذہ شیخ الجامعہ حضرت مولانا محبت النبی ہاشمی معقول و منقول کے امام اور کشور علوم و فنون کے سلطان تھے مگر مزاج کے لحاظ سے زمین کی عاجزی تھی۔ تقویٰ و طہارت، خلوص و للہیت اور استقامت فی الدین میں سلف صالحین کا سچا اور عمدہ نمونہ تھے آپ کے فیوض و برکات قیامت تک جاری رہیں گے کیونکہ دوران تدریس آپ نے وہ باکمال و باکردار علماء کرام تیار کیئے جو آپ کے نام کو روشن کرنے کے لیے کافی اور مستقل صدقہ جاریہ ہیں اگر انہیں شہنشاہ کشور علم اور مند تدریس کا تاج دار کہا جائے تو یہ خطاب آپ کے شایان شان معلوم ہوتے ہیں۔

حضرت مولانا محبت النبی رحمۃ اللہ علیہ ۱۸۹۷ء میں موضع بھوئی (حسن ابدال) میں پیدا ہوئے آپ کے والد گرامی قدر بذات خود استاذ العلماء تھے جن سے بڑے بڑے علماء کرام نے استفادہ کیا آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے ہی والد گرامی حضرت مولانا احمد دین سے حاصل کی ابتدائی تمام فارسی کتب کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم کی غرض سے حضرت مولانا نواب علی پانوں ڈھیری (ہزارہ) کے پاس پہنچے اور وہاں صرف و نحو کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد واپس گاؤں چلے آئے اور مزید کتب اپنے والد ماجد سے پڑھیں بعد ازاں آپ مدرسہ معینیہ اجمیر شریف چلے گئے وہاں جامع معقول و منقول حضرت مولانا مشتاق احمد کانپوری کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیے۔ پھر کچھ عرصہ

حضرت مشتاق احمد کانپوری کے والد ماجد حضرت علامہ احمد حسن کانپوری سے بھی تعلیم حاصل کی دورہ حدیث دارالعلوم مسجد فتح پوری دہلی میں حضرت مولانا عبدالطیف محدث سے پڑھا۔ تحصیل علم کے بعد وصال تک ساری زندگی مختلف مدارس میں پڑھاتے رہے۔ آپ کے اور حضرت شیخ القرآن کے خاندان کے پرانے مراسم چلے آ رہے تھے۔ حضرت مولانا محبت النبی حضرت شیخ القرآن کے والد ماجد حضرت مولانا عبدالحمید کے پاس چمبہ پنڈ حاضر ہوئے تو آپ کی شادی کی بات چل نکلی تو حضرت مولانا عبدالحمید نے آپ پر سوال کیا کس قدر کتب پڑھیں ہیں اور ان پر کتنا عبور حاصل ہے کل صبح مدرسہ میں طلبہ کو پڑھاؤ چنانچہ چند روز تک جامعہ غوثیہ چمبہ پنڈ میں پڑھایا تو حضرت مولانا عبدالحمید نے آپ کی ذہانت اور علمی بصیرت کے پیش نظر اپنی صاحبزادی کا نکاح آپ سے کر دیا یوں آپ حضرت شیخ القرآن کے اور مولانا غلام ربانی کے استاد کے علاوہ بہنوئی بھی تھے۔

حضرت مولانا محبت النبی کو اپنے شیخ کامل قبلہ عالم اعلیٰ حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ سے بے حد عقیدت تھی آپ نے حصول برکت کی خاطر چند اسباق اپنے پیر کامل سے بھی پڑھے تھے۔ چھ سال تک آپ نے اپنے گاؤں موضع بھوئی (حسن ابدال) میں تدریس کے فرائض سرانجام دیئے پھر آپ ۱۹۳۵ء میں مکھڑ شریف ضلع اٹک چلے گئے حضرت مولانا میاں احمد دین کے زیر انتظام چلنے والا یہ مدرسہ برصغیر کے معروف علمی مراکز میں شمار ہوتا تھا بڑے بڑے مدرسین یہاں پڑھانے کو اپنے لیے فخر سمجھتے تھے خصوصاً اس دارالعلوم کا نادر و نایاب کتب کا ”کتب خانہ“ (لابری) مدرسہ کی شہرت میں اضافہ کا باعث بن گیا تھا بعد میں آپ جامعہ نعمانیہ لاہور چلے آئے قرارداد پاکستان کے موقع یعنی مارچ ۱۹۴۰ء میں آپ یہاں ہی تدریس کے فرائض ادا کر رہے تھے اس عظیم الشان جلسہ میں بھی آپ شریک ہوئے ۱۹۴۳ء میں آپ یہاں سے دارالعلوم محمدیہ جھنگ تشریف لے گئے کچھ عرصہ یہاں اور پھر کچھ عرصہ دربار حضرت پیر صلاح الدین فیصل آباد کے مدرسہ میں پڑھاتے رہے ۱۹۴۶ء میں آپ دارالعلوم اویسیہ گوہریہ جینڈر شریف

ضلع گجرات چلے آئے اُس وقت حضرت خواجہ گوہر دین بقید حیات تھے حضرت مولانا محبت النبی بیان کرتے کہ پیر صاحب جینڈروی اُمی ہونے کے باوجود قرآنی آیات و احادیث مبارکہ کے کئی ایسے مشکل مقامات کا حل اس طرح بیان فرماتے تھے کہ بڑا فاضل اور عالم ہی ان باتوں کو سمجھ سکتا تھا اور یہ سب کچھ نسبت اویسی کی وجہ سے تھا اور آپ کو علم لدنی حاصل تھا۔ یہاں شیخ الجامعہ نے نو سال تک تدریس فرمائی سینکڑوں طلبہ نے یہاں آپ سے دورہ حدیث پڑھا دو سال تک جامعہ نظامیہ غوثیہ وزیر آباد میں اور ۱۲ سال تک جامعہ غوثیہ مہریہ گوڑہ شریف میں بطور صدر مدرس خدمات سرانجام دیں ۱۹۷۲ء میں آپ دارالعلوم غوثیہ رضویہ راولپنڈی تشریف لے گئے اور تین سال تک تدریس فرماتے رہے۔ حضرت شیخ القرآن کے علاوہ آپ کے معروف شاگردوں میں:

مولانا فرید الدین ہاشمی، مولانا غلام جیلانی مانسہرہ، مولانا غلام اللہ خاں، مولانا غلام ربانی ہزاروی، علامہ حسن الدین ہاشمی امریکہ، حافظ مولانا عبدالغفور جامعہ غوثیہ بھاڑہ بازار راولپنڈی، حضرت علامہ سید غلام محی الدین شاہ سلطانپوری، حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی جامعہ نظامیہ لاہور، علامہ غلام محبوب سبحانی حسن ابدال، علامہ سید عبدالرحمن شاہ، مولانا محبوب الرحمن مولانا داؤد ٹیکسلا، مولانا مقبول الرحمن مانسہرہ، مولانا عبدالجلیل کشمیر، مولانا عبدالکریم مانسہرہ شامل ہیں۔

آپ ۲۰ ربیع الاول ۱۳۹۶ ۲۲ مارچ ۱۹۷۶ء کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے اور اپنے گاؤں بھوئی میں سپرد خاک ہوئے جہاں آپ کا مزار مبارک مرجع خلاق ہے آپ کے صاحبزادوں میں مولانا مشتاق النبی، مولانا فدا النبی، مولانا مختار النبی اور مفتی ظہور اللہ ہاشمی نے اپنے اپنے مقام پر والد ماجد کے مشن کو جاری کیے ہوئے ہیں۔ حضرت مولانا ظہور اللہ ہاشمی نے نئے سرے سے دارالعلوم بھوئی کی بنیاد رکھی ہے اور متعدد بار مغربی ممالک کے دورے کر چکے ہیں۔

حضرت استاذ العلماء مولانا عبدالرزاق چشتی قادری رحمۃ اللہ علیہ (گوہدو)

حضرت مولانا عبدالرزاق ۱۹۱۲ء میں برزئی نزد حضور ضلع انک میں ایک علمی خاندان ملاخیل پٹھان کے چشم و چراغ حضرت مولانا عنایت اللہ کے ہاں پیدا ہوئے آپ کے برادر اصغر حضرت پیر صفی اللہ حضرت پیر صاحب مانگی شریف کے خلفاء میں سے تھے مولانا عبدالرزاق چار بھائی تھے مولانا عبدالخالق مولانا عبدالعزیز اور مولانا عبدالملک سب نے علم دین کی ابتداء اپنے والد ماجد سے کی مولانا عبدالرزاق ابتدائی کتب پڑھنے کے بعد بھوئی ضلع انک چلے گئے اور وہاں حضرت مولانا احمد دین اور حضرت شیخ الجامعہ مولانا محبت النبیؒ سے کتب پڑھیں پھر حضرت شیخ القرآنؒ کے ہمراہ انہی منڈی بہاؤ الدین آئے مگر جلد ہی غور غشت حضرت استاذ العلماء مولانا قطب الدین کے سامنے زانوئے تلمذتہ کیئے پھر بجاوالا ضلع فیصل آباد میں حضرت مولانا محبت النبیؒ کے پاس پڑھنے چلے گئے درس نظامی کی فراغت پر کچھ عرصہ میرٹھ میں حضرت مولانا مشتاق احمد کانپوری کے پاس بھی رہے اور دورہ حدیث کے لیے حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان بریلوی کے پاس پڑھنے منظر الاسلام بریلی چلے گئے وہاں حضرت حجۃ الاسلام کے علاوہ صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی قادری سے دورہ حدیث پڑھا اور ۲۳ رجب المرجب ۱۳۵۳ھ کو دستار فضیلت و سند ملی استاد مکرم نے خلافت سے بھی نوازا پھر آپ گوہد و ٹیکسلا چلے آئے اور خطابت و امامت کے فرائض سرانجام دینے لگے تحریک پاکستان کے دوران حضرت خواجہ محمد اعظم گڑھی افغاناں کے ہمراہ تحریک میں حصہ لیا تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں بھی بھرپور کردار ادا کیا اس تحریک کے دوران حضرت شیخ القرآنؒ نے دس روز تک آپ کے ہاں قیام کیا تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء اور تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ ۱۹۷۶ء میں آستانہ عالیہ گوڑہ شریف اور واہ کینٹ کی مرکزی جامع مسجد میں علماء کرام کے ہمراہ کردار ادا کیا۔

آپ کو آپ کے عم محترم حضرت پیر صغنی اللہ نے بھی خلافت و اجازت عطا کی ۱۹۵۷ء میں جامعہ اسلامیہ رحمانیہ ہری پور میں بطور صدر مدرس تدریس فرمانے لگے جبکہ ۱۹۶۱ء سے ۱۹۷۲ء تک آستانہ عالیہ غوثیہ مہریہ گوڑہ شریف میں بطور مدرس کام کرتے رہے اس عرصہ کے دوران رمضان المبارک میں دورہ تفسیر قرآن مجید پڑھانے کے لیے جامعہ نظامیہ غوثیہ وزیر آباد تشریف لاتے رہے ۱۹۷۲ء میں واہ کینٹ کی مرکزی جامع مسجد میں خطیب مقرر ہوئے اور ساتھ ساتھ جامعہ رضویہ انوار العلوم واہ کینٹ میں بطور شیخ الحدیث فرائض سرانجام دیتے رہے پھر واپس اپنے گاؤں ۱۹۹۳ء میں چلے گئے اور وہاں دارالعلوم کی بنیاد رکھی ۸۵ سال کی عمر میں ۲۷ فروری ۱۹۹۷ء کو خالق حقیقی سے جا ملے سینکڑوں علماء مشائخ اور علاقہ بھر سے کثیر تعداد میں عوام انے اپنے علمی و روحانی قائد کو خراج عقیدت پیش کیا اور نماز جنازہ میں شامل ہوئے آپ کو آپ کے دارالعلوم میں سپرد خاک کیا گیا آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا غلام محبوب سبحانی درس و تدریس کے ساتھ ساتھ گوہدو میں خطابت امامت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں جبکہ حضرت مولانا مسعود الرحمن آرمی میں بطور خطیب کوئٹہ منگلہ چھاؤنی اور راولپنڈی کینٹ میں خطابت کرنے کے بعد برطانیہ میں مقیم ہیں۔

## باب دوم حالاتِ زندگی

### حضرت ابوالمعانی محمد غلام ربانی ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

بقیۃ السلف نمونہ فقر و درویشی صوفی با صفا عالم نبیل فاضل جلیل پیکر اخلاص زبدۃ العارفین قائم اللیل صائم النہار ابوالمعانی حضرت مولانا محمد غلام ربانی ہزاروی چشتی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات طیبہ تقویٰ و طہارت مجاہدہ و ریاضت کان وفا، منبع جود و سخا اور اگلے زمانے کی مسلمہ شرافت کا اعلیٰ نمونہ تھی زندگی بھر نمود و نمائش، آسائش، ہوس، تصنع و بناوٹ اور دنیا داری سے بہت دور رہے۔

من چہ گویم وصف آل عالی جناب سیرتش تفسیر حرف من اناب  
در بیان آل زماش لالہ برمائے حق پرستی آفتاب

ولادت باسعادت: ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ مطابق ۱۹ اکتوبر ۱۹۱۶ء بروز سوموار چمبہ پنڈ ہری پور ہزارہ میں آپکی ولادت باسعادت ہوئی والد ماجد حضرت مولانا عبدالحمید نے اپنے نومولود کا اسم گرامی قد محمد غلام ربانی رکھا جسکے عدد اس قرآنی آیت کریمہ سے نکلتے ہیں ”ان لهم من اللہ فضلاً کبیراً (القرآن) (بے شک ان پر اللہ کا بڑا فضل ہے)

حضرت مولانا محمد غلام ربانی ایک قلمی مسودہ میں لکھتے ہیں کہ کاش فقیر کی ولادت سوموار کی نسبت شرف سے نوازی جائے زہے سعادت زہے نصیب بجز اللہ فقیر سوموار کا روزہ وغیرہ کا اہتمام کرتا ہے ممکن ہے صاحب دو شنبہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت ترقی پر وابستہ رہے جو مدار ایمان فلاح نجات ہے خود حضور سر اپا نور دل کے سرور صلی اللہ علیہ وسلم نے سائل کے جواب میں کوزے میں سمندر جمع فرمایا ”وعنہ سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن صوم اثنین فقال فیہ ولدت وفیہ انزل علی (رواہ مسلم) اس پر فقیر نے ایک نظم تحریر کی:

صوم دوشنبہ کی سن شان عجیب  
 عرض کی پیارے نبی سے ایک سعید  
 سن جواب ارشاد فرمایا نبی  
 میں ہوا مولود اس میں سن جواب  
 رات دوشنبہ ستائیس تھی رجب  
 پیر کی شب ہجرت عالی جناب  
 پیر کے دن فتح مکہ سن سعید  
 پیر کے دن ہے وصال ذی جمال  
 اس لیے ان سے نسبت پائیدار  
 پڑھ درود اکثر نبی پر سن غلام

جسکی نسبت ہے نبی رب سے قریب  
 پیر کے روزہ سے کردو مستفید  
 جس پہ نور رب سے لب روشن جلی  
 پیر کے دن مجھ پر اتری یہ کتاب  
 مرتبہ پایا نبی معراج جب  
 پیر کے دن طیبہ پہنچے بدرتاب  
 پیر کے دن ماندہ کی سن نوید  
 انکی سرپا ہر ادا ہے بے مثال  
 جس پہ ہے دارومدار انجام کار  
 اس میں قرب اور وصل آقا باہتمام

کسب علم: حضرت ابوالمعانی محمد غلام ربانیؒ نے اپنا بچپن چمبہ پنڈ میں گزارا، گھرانہ کئی پشتوں سے علم و فضل کا مرکز چلا آ رہا تھا جب شعور کی آنکھ کھلی یعنی پڑھنے لکھنے کے قابل ہوئے تو اس مسجد سے تعلیم کا آغاز کیا جو آپ کے آباؤ اجداد نے تعمیر فرمائی اور سینکڑوں علماء جہاں سے زیور تعلیم سے آراستہ ہو کر نکلے تھے۔ آپ کا عہد طفولیت عام بچوں کی طرح نہ تھا کبھی بھی کھیل کود اور بے فائدہ کاموں کی طرف توجہ نہ دی بچپن ہی سے متوجہ الی اللہ اور عبادت و ریاضت کے پابند تھے معصوم بچہ کی صورت و سیرت میں آپ کا عہد طفولیت ہماری نظروں میں آجاتا ہے۔

اپنے والد ماجد سے قرآن کریم ناظرہ پڑھنے کے بعد درس نظامی کی ابتدائی کتب کا آغاز والد ماجد سے کیا انتہائی کم عمری میں ابتدائی کتب پر دسترس حاصل کر لی اس بات کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ بیس سال کی عمر میں آپ بریلی شریف سے دورہ حدیث پڑھ کر سند فراغت حاصل کر لیتے ہیں۔ بچپن ہی سے



خوب محنت کر کے علم حاصل کیا اور عام بچوں کی طرح اپنے وقت کو ضائع نہ ہونے دیا تمام تر توجہ حصول علم پر مرکوز رکھی آپ کے بچپن پر نظر ڈالتے ہیں تو ہماری آنکھوں کے سامنے بزرگوں کا بچپن میں حصول علم کا دلکش منظر سامنے آجاتا ہے۔ حضرت تکی ناقل موطا مدینہ منورہ میں ایک روز امام مالکؒ کے درس میں حاضر تھے کہ شور برپا ہوا کہ ہاتھی آیا ہے غالباً اسلامی فاتحین نے پہلی بار مدینہ کی گلیوں میں ہاتھی کو شرف بازیابی بخشا تھا عربوں کے لیے یہ عجوبہ روزگار تھا۔ سارے طالب علم درس چھوڑ کر بازار میں چلے گئے صرف تکی بیٹھے رہے امام مالکؒ نے فرمایا تمہارے اندس میں ہاتھی نہیں ہوتا تم بھی دیکھ آؤ آپ نے عرض کیا میں ہاتھی دیکھنے نہیں علم سیکھنے آیا ہوں۔ خود شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنے بچپن میں تجسس علمی کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں ” بچپن ہی سے مجھے معلوم نہیں کہ کھیل کود کیا ہوتا ہے اور خواب و راحت کس چیز کا نام ہے۔ شوق علم و عمل میں کبھی وقت پر کھانا نہ کھایا اور کبھی سیر ہو کر نہ سویا موسم سرما کی تیغ بستہ ہوائیں اور گرما کی تیز دھوپ تحصیل علم میں حائل نہ ہوئیں بعض اوقات پڑھتے پڑھتے رات آدھی سے زیادہ ڈھل جاتی تو والد کی آواز آتی بیٹا کیا کر رہے ہو؟ میں لیٹ کر جواب دیتا سونے لگا ہوں پھر اٹھ کر بیٹھ جاتا اور پڑھنا شروع کر دیتا بسا اوقات چراغ کی لو سے میری پگڑی اور پیشانی کے بال جل جاتے مجھے اس وقت پتہ چلتا جب گرمی میرے دماغ کو محسوس ہوتی “

جب آپ کی عمر ۱۳ سال ہوئی تو ۱۳۲۷ھ ۱۹۲۹ء میں اپنے والد ماجد سے ابتدائی تعلیم مکمل کرنے کے بعد بھوئی موضع حسن ابدال میں حضرت شیخ الجامعہ مولانا محبت النبیؒ کے پاس حاضر ہوئے اور یہاں تعلیم حاصل کرنے لگے تقریباً دو سال تک یہاں زیر تعلیم رہے اور یہاں سے مدرسہ اسلامیہ عربیہ حنفیہ صلاحیہ بجا والا ڈاکخانہ کھدروالا تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد چلے گئے۔ آپ کی اپنی تحریروں سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے اس دارالعلوم میں ۵ ذی الحجہ ۱۳۴۹ھ تک مسجد وھینوالان میں خطابت امامت بلا وظیفہ کے سرانجام دیتے رہے اسی سال مسجد موضع گانہڑاں میں رمضان المبارک کے دوران نماز

تراویح پڑھانے کا شرف حاصل کیا اور اختتام پر مروجہ دستور کے برخلاف آپ نے کسی قسم کا کوئی وظیفہ وغیرہ نہ لیا۔ ابتدائی عمر میں بغیر کسی طمع ولا چلچ کے اس انداز سے خدمت دین پر ان آبادیوں کے لوگ آپکے گرویدہ ہو گئے اور آپ کے زہد، تقویٰ و طہارت سے نہ صرف عوام متاثر تھے دارالعلوم میں اساتذہ کرام کے نزدیک بھی انتہائی ارفع و اعلیٰ مقام پایا۔ اساتذہ کرام آپ کی سادگی، خاموش طبع تقویٰ و طہارت صلوٰۃ و صوم کی انتہائی پابندی اور شب بیداری کے ساتھ ساتھ حصول علم میں غیر معمولی دلچسپی کی وجہ سے آپ پر بے حد مہربان تھے۔ اس دارالعلوم کے بانی حضرت پیر طریقت مولانا صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ تھے جنہوں نے علاقہ بھر میں دین اسلام کی خوب اشاعت فرمائی۔ تقریباً ڈیڑھ سال قیام کے بعد آپ یہاں سے دارالعلوم مکہ ضلع انک میں تشریف لے گئے حضرت مولانا میاں احمد دین رحمۃ اللہ علیہ کی زیر نگرانی چلنے والا یہ مدرسہ برصغیر کے ممتاز مدارس میں شمار ہوتا ہے جہاں بڑے بڑے مدرسین پڑھانے کو اپنے لیے باعث اعزاز سمجھتے تھے اس دارالعلوم کا نادر کتب پر مشتمل ”کتب خانہ“ اس دارالعلوم کی شہرت کا بھی باعث بنا۔ آپ نے چند ماہ یہاں قیام کیا پھر لاہور دارالعلوم حزب الاحناف گئے وہاں حضرت شیخ الحدیث مولانا سید دیدار علی شاہ سے کچھ عرصہ تعلیم حاصل کی لیکن جلد ہی مدرسہ اسلامیہ میرٹھ میں حضرت استاذ العلماء مولانا مشتاق احمد کانپوری کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیے اور درس نظامی کی تکمیل پر یہاں سے ۱۳۵۲ھ میں دارالعلوم منظر الاسلام بریلی شریف میں دورہ حدیث کے لیے داخلہ لیا حضرت حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی قادری سے دورہ حدیث پڑھا۔ اسی سال حضرت مولانا عبدالرزاق (گوہدو) نے بھی دورہ حدیث پڑھا اور ۲۳ رجب المرجب ۱۳۵۳ھ بمطابق یکم نومبر ۱۹۳۴ء بروز جمعرات کو سالانہ جلسہ درستار فضیلت میں دستار بندی ہوئی اور سند حدیث ملی۔ دورہ حدیث سے فراغت کے وقت آپ کی عمر تقریباً بیس برس تھی۔

بیعت: آیت من آیات اللہ قیوم زماں، فانی فی اللہ باقی باللہ مظہر رشد و ہدایت قبلہ عالم اعلیٰ حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی جیلانی رزاقی قادری چشتی قدس سرہ کے دست اقدس پر بیعت کرنے کا شرف ملا علم ظاہر میں کمال حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ علم باطن کے حصول کا آغاز ہوا آپ کو اپنے شیخ کامل سے بے حد محبت تھی انتہائی ادب و احترام سے آپ کا نام مبارک لیتے آپ نے اپنے شیخ مکرم کی مدح میں مناقب لکھیں ایک قصیدہ کے چند اشعار یہ ہیں:

شیخ ما شیخ معظم محترم      راہ نمائے مقتدا عرب و عجم  
 خواجہ ماشاہ مہر علی غوث جلی      قطب عالم مظہر مولا علی  
 علم و حکمت فقر و عرفاں سر بسر      داد او را حق تعالیٰ ذوالقدر  
 فہم رازی چوں غزالی سینہ اش      سوز جامی درد رومی در دلش  
 از غلامان غلام اش این غلام      کن برائے مہر خود مہرش تمام

آپ نے اپنے شیخ کامل کی شان اقدس میں کئی ایک رباعیات بھی لکھیں:

(۱) خواجہ مہر علی بدرتاباں ولی      عارف سرحق ہر خفی و جلی  
 غوث یکتا حبیب خدا پر فدا      دادرس مظہر شاہ مولا علی  
 (۲) شیخ اکبر مشائخ کا ہے پیشوا      خواجہ مہر علی پیشوا خوش لقا  
 پیشوا شیخ عالم ہے مہر خدا      خواجہ مہر علی مرجع اولیا  
 (۳) شیخ پر جو فدا ہے نبی پر فدا      شیخ کا ہاتھ ہے ہاتھ خیر الوری  
 ہوں غلام نبی مصطفیٰ کا گدا      خواجہ مہر علی شیخ ہے پیشوا

آپ نے قبلہ عالم اعلیٰ حضرت گولڑوی کی معروف نعت ” کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا “ کا ترجمہ بھی کیا ہے خود رقمطراز ہیں۔

مدائح سید الانام بکلام امام العلام مہر سپہر ولایت ماہ تاب ہدایت خواجہ خواجگان سیدی و قلبی روحی فدائے  
حضرت علامہ خواجہ پیر مہر علی شاہ قدس سرہ العزیز کا مجموعہ جو مشتمل ہے سرور کائنات فخر موجودات  
صلی اللہ علیہ کی مدائح کثیرہ پر جو اپنی جامعیت کی بنا پر بے مثل کلام ہے اس کا ترجمہ بلکہ حاصل معنی فقیر نے  
اپنی کم فہمی اور کم مائیگی کے باوجود کیا ہے چھوٹا منہ بڑی بات کے مثل گر قبول افتدز ہے عز و شرف چند  
اشعار درج ذیل ہیں:

اج سک متراں دی ودھیری اے	کیوں جنڈڑی اداس گھنیری اے
لوں لوں وچ شوق چنگیری اے	اج نیناں لایاں کیوں جھڑیاں
آج ان کی ہے تڑپ حد سے سوا	دل ہے کیوں بے چین بے حد بتلا
بال ہیں محو طرب پر شوق سے	آج کیوں آنکھیں ہیں جاری ذوق سے
اس صورت نوں میں جان آکھاں	جانان کہ جان جہاں آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں	جس شان تو شانناں سب بنیاں
کیا کہوں اس پاک صورت کا بیان	ہے یہ صورت جان یا جان جہان
حق کہوں یہ شان ہے رب کی عیان	جس سے ہیں سب شان یہ کون و مکان
سبحان اللہ ما اجملک	ما احسک ما اکملک
کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا	گستاخ اکھیں کتھے جاڑیاں
تجھ کو اجمل کس قدر سبحان کیا	اور احسن اور اکمل جندا
میرے مرشد نے کہا اے جان جان	میں کہاں مدح و ثنا تیری کہاں

آپ اپنے شیخ کامل کے خلف الرشید میر بزم کاروان سالار عاشقاں کان و فانیع جو دو سخا سلطان  
العارفین محبوب الہی حضرت خواجہ پیر غلام محی الدین گیلانی المعروف بہ بابو جی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی بے  
حد ادب و احترام کرتے ہمیشہ عرس مبارک پر گولڑہ شریف حاضری دیتے رہے اور زندگی بھر اس

تسلل کو ٹوٹنے نہ دیا حضور قبلہ بابو جیؒ جب کبھی بھی ہری پور اور اس کے مضافات میں تشریف لائے آپ زیارت کے لیے ضرور گئے۔ آپ نے حضرت قبلہ بابو جیؒ کی بھی کئی منقبتیں لکھیں آپ کے وصال پر لکھی ہوئی ایک منقبت کے چند اشعار یہ ہیں:

رات یکشنبہ گیارہ پانچ پر	کر گئے عالی قدر عقبی سفر
سینزدہ صد چار نوے وہ حسین	پردہ فرما ہو گئے زیر میں
کیم تھی اخری جمادی سن خبر	واصل باللہ ہوئے وہ ذوالقدر
خواجہ شاہ مہر علی کے دل جگر	باب لاثانی پر عالی قدر
علم و عرفاں میں پدر تھا آفتاب	عشق و عرفاں میں پسر تھا بدر تاب
دن وصال اُن کا تھا خوشتر نو بہار	بوندا باندی رب دی بیشک اشکبار
تھے ولی غوث جلی شیر خدا	غلام محی الدین خواجہ باصفا
باپ کے پہلو میں مرقد دلربا	رشک جنت روضہ بیضہ پر ضیاء

کنیت ابوالمعانی: حضرتؒ نے دارالعلوم منظر الاسلام بریلی شریف سے دورہ حدیث مکمل کیا تو استاذ مکرم حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلویؒ نے آپ کی علمی قابلیت کے پیش نظر ابوالمعانی کی کنیت عطاء کی۔ ابتدائی دور میں آپ اپنے نام کے ساتھ ابوالمعانی نہیں لکھتے تھے لیکن بعد میں لکھنے لگے حضرت پیر طریقت صاحبزادہ عتیق الرحمن نقشبندی زبیب آستانہ عالیہ ڈھانگری میر پور نے حضرت شیخ القرآنؒ کے وصال پر آپ کے متعلق ایک مضمون لکھا جس میں بعض چیزوں کی نشاندہی حضرت مولانا غلام ربانیؒ نے ایک خط کے ذریعے کی جس پر صاحبزادہ عتیق الرحمن نقشبندی مدظلہ العالی کے نام لکھا وہ راقم الحروف کے پاس محفوظ ہے اس خط میں دیگر باتوں کے علاوہ حضرت مولانا غلام ربانیؒ نے اپنی کنیت کے متعلق لکھا ہے کہ ”فقیر من آنم کہ من دانم مجھے شہرت سے کوئی واسطہ نہیں اب تو پردہ خاک پاک ہی کا انتظار ہے ابوالمعانی بھی اس لیے لکھا کہ پہلی مرتبہ جب قبلہ

حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ نے چند اپنے متعلقین علماء کے اسماء اشہار میں درج کیے تھے عرس پاک صاحب لولاک ﷺ میں تو اس میں فقیر کے نام کے ساتھ یہ کنیت لکھی تھی ایک مرتبہ جب حج پر گئے تھے وہاں سے ایک خط (فقیر کا نام لکھا) یہ کنیت ثبت فرمائی فجر اہ اللہ احسن الجزاء “

حضرت ابوالمعانی محمد غلام ربانی ” کی اب تک جو تحریریں راقم نے دیکھی ہیں اکثر میں آپ نے اپنے نام کے ساتھ فقیر لکھا ہے بعض مقامات پر اپنے نام کے ساتھ ابوالمعانی لکھتے ہوئے دستخط ثبت فرمائے ہیں۔

شادی: حضرت جامع و منقول مولانا محمد عالم رحمۃ اللہ علیہ کی دو صاحبزادیوں کی شادی حضرت میاں فضل الہی حضور کے صاحبزادوں حضرت مولانا مولانا بخش مرحوم ۱۳ ستمبر ۱۹۳۲ اور حضرت مولانا خدا بخش مرحوم ۶ جنوری ۱۹۷۷ سے ہوئیں حضرت مولانا خدا بخش مرحوم و مغفور کی صاحبزادی سے آپ کی شادی شوال المعظم ۱۳۵۵ھ ۱۹۳۶ء میں ہوئی چونکہ کچھ عرصہ قبل آپ کے والد ماجد حضرت مولانا عبد الحمید ” وصال فرما چکے تھے لہذا شادی کے تمام تر انتظامات حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ نے کیے آپ کی اہلیہ صوم و صلوة کی پابند انتہائی باپردہ اور سادی طبیعت کی مالک تھیں۔

چمبہ پنڈ کے بچوں کی ایک کثیر تعداد نے آپ سے قرآن کریم کی تعلیم حاصل کی ۱۹۹۵ء میں شیخ الحدیث مولانا غلام محبوب سبحانی کے ہمراہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل ہوئی۔ ۲۶ رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۳ دسمبر ۲۰۰۰ بروز ہفتہ کو واہ کینٹ ہسپتال میں خالق حقیقی سے جا ملیں (انا للہ وانا الیہ راجعون) آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا غلام محبوب سبحانی نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور حضرت مولانا غلام ربانی ” کے قدموں کی طرف چمبہ پنڈ کے قبرستان میں محو استراحت ہیں۔

والدین کا وصال: حضرت مولانا محمد غلام ربانیؒ کے والد ماجد آپکی شادی سے قبل ۳ شوال المعظم ۱۳۵۳ھ ۹ جنوری ۱۹۳۵ء بروز بدھ وصال فرما گئے جبکہ والدہ ماجدہ ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۵۷ھ ۱۶ نومبر ۱۹۳۸ء بروز بدھ علی الصبح ساڑھے پانچ بجے اس دار فانی سے رخصت ہوئیں۔ (انا لله وانا الیہ راجعون)۔

سفر حجاز: حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں زیارت حرمین طیبین کی بے حد تڑپ تھی ہمیشہ آپکی زبان پر زیارت روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہوتا تھا علاقہ بھر میں سے اگر کوئی شخص حج بیت اللہ کے لیے جاتا تو آپ اُسے ضرور الوداع کہنے کے لیے جایا کرتے تھے اور حاجیوں کی واپسی پر بھی اُنکی ملاقات کرنے کا اہتمام زندگی بھر کرتے رہے حج بیت اللہ سے لوٹنے والوں سے ملاقات کے دوران باہمی گفتگو میں آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں جاری رہتی تھیں آپکے منظوم کلام سے بھی آپکی اس خصوصی تڑپ کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔

گلستان جہان سے مجھ کو پیاری خاک طیبہ ہے یہی ہے آرزو دن رات پھر دیار یاد دیکھوں  
 غلام کترین مجھ کو مبارک یہ تمنا ہو دیار یاد دیکھوں مصطفیٰ دلدار دیکھوں  
 ایک اور نعت شریف میں زائر طیب و طاہر مزار پر انوار روضہ مقدسہ آنحضرت ﷺ کے لیے اپنے  
 سوز و گداز کا اظہار ان الفاظ میں کیا:

مبارک ہوائے بے قرار مدینہ	کہ پہنچا ہے تو خوش دیار مدینہ
نہ ہو تیرے دل کو سرور سکوں کیوں	تجھے مل گئی خوش بہار مدینہ
تیرا خلد پہنچا یہ خستہ سفینہ	ہو جب سے تو ہمکنار مدینہ
وہ دیدار اسرار حق پا گیا ہے	جسے مل گیا گلزار مدینہ

ایک دوسری نعت کے آغاز میں لکھا مشتمل ہر سوز و گداز از فقیر برائے زیارت مدینہ آنحضرت ﷺ  
 جب کہ قافلہ حجاج روانہ ہوا۔

قافلہ حجاج کا جانب عرب جب چل گیا      میری امیدوں کا خرمن آہ سارا جل گیا  
 اے غلام مکرین گر تو بھی ہوتا خوش نصیب      اس مبارک قافلہ سے تو بھی ہوتا مل گیا  
 قافلہ رخصت ہوا میں ہاتھ ملتا رہ گیا      رہ گیا فرقت میں کالب یاں مدینہ دل گیا  
 کر تصور روضہ اطہر کا دل میں اے غلام      اس تصور پاک سے تجھ کو بھی آقا مل گیا

اللہ رب العزت نے آپ کو یہ سعادت عطا فرمائی کہ ۱۹۴۹ء میں آپ نے حج بیت اللہ شریف اور روضہ رسول ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے حضرت مولانا عبدالرزاق نے آپ کے چہلم پر خطاب کے دوران بتایا کہ جب حضرت ابوالمعانی محمد غلام ربانی فریضہ حج سے واپس تشریف لائے تو میں ملاقات اور مبارکباد دینے کے لیے چند طلبہ کے ہمراہ چمبہ پنڈ حاضر ہوا تو دوران گفتگو یوں عرض کی آپ ہمارے لیے بطور تبرک مدینہ طیبہ سے چند کنکر ہی لے آتے میرے کہنے پر آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے کچھ دیر یہ سلسلہ جاری رہا پھر فرمایا اگر میں وہاں سے چند پتھروں کو لے آتا تو ان کو میں در اقدس مصطفیٰ ﷺ سے جدا کرنے کا موجب بنتا تو پھر حشر کے روز یہ پتھر رسول اللہ ﷺ سے میری شکایت کرتے کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کے امتی محمد غلام ربانی نے ہمیں آپ کے در اقدس سے جدا کر دیا تھا۔ آپ نے اپنی مختلف قلمی تحریروں میں حج مبارک کے فیوض و برکات کا ذکر کیا۔

ایک مقام پر غار حرا کے حوالے سے لکھا ہے مندر      ایک مقام غار حرا ہے جبل نور ہے  
 جہاں سرکارِ دو عالم ﷺ نے کئی ماہ اعتکاف گوشہ نشینی فرمائی۔

واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی (القرآن الکریم) سے واضح ہوتا ہے کہ مقام حبیب طیب ﷺ کہیں زیادہ اعلیٰ و اولیٰ ہے الحمد للہ وہاں فقیر کو سفر مبارک میں حاضری نصیب ہوئی یہی سعادت نجات کے واسطے کافی ہے۔



جہاں رکھا قدم شاہ دوسرا نے  
 مقدس ہے وہ سب ارض و سما میں  
 غلام اٹھ سرمہ کر خاک حرا کو  
 شرف جس کا ہے برتر دوسرا میں

تحریک پاکستان: علماء حق کا شیوہ رہا ہے کہ انہوں نے ہمیشہ حق و باطل کے درمیان معرکہ آرائی میں حق کا ساتھ دیا علماء و مشائخ اہل سنت نے تحریک پاکستان کے دوران قائد اعظم کی قیادت میں لازوال قربانیاں دیں اور ملک پاکستان معرض وجود میں آیا جہاں حضرت شیخ القرآنؒ نے قائد اعظم محمد علی جناح کے رفیق سفر کی حیثیت سے اہل سنت کی نمائندگی کرتے ہوئے اس تحریک کو پروان چڑھایا وہاں حضرت مولانا محمد غلام ربانیؒ نے اپنے مقام پر بڑی گرمجوشی سے تحریک پاکستان میں نمایاں کردار ادا کرتے ہوئے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔

تحریک پاکستان کے دوران آپ کوٹ نجیب اللہ میں خطابت و امامت کے فرائض سرانجام دے رہے تھے اپنے خطاب سے لوگوں کے دلوں میں جذبہ آزادی کو ابھارتے علاقہ کی معروف سیاسی و روحانی شخصیت پیر صاحب مانگی شریف جنہوں نے تحریک کے دوران صوبہ سرحد میں مرکزی کردار ادا کیا اور قائد اعظم کے انتہائی قریبی ساتھیوں میں شمار ہوتے ہیں آپ کے ہمراہ حضرت مولانا غلام ربانیؒ نے جلسوں اور جلوسوں میں شریک ہوتے رہے بالآخر آپ کو گرفتار کر لیا گیا اور تین ماہ قید و بند کی صعوبتیں ہری پور جیل میں پیر صاحب مانگی شریف حضرت امین الحسنات رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ برداشت کیں۔

## تحریک ختم نبوت و نظام مصطفیٰ ﷺ

۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت جو مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لیے چلیں آپ نے بھی ان تحریک کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لیے اپنے مقام پر بھرپور کوششیں کیں ۱۹۵۳ء میں تحریک کے لیے نکلنے والے جلوسوں اور جلسوں میں شمولیت اختیار کرتے رہے علاقہ بھر میں مختلف اجتماعات سے خطاب فرماتے رہے حضرت شیخ القرآنؒ کی اس تحریک میں طویل گرفتاری کے موقع پر گھریلو اور دارالعلوم کے معاملات کی نگرانی کرتے رہے متعدد بار وزیر آباد تشریف لائے اور حضرت مولانا غلام جیلانی جو اُس وقت جامعہ نظامیہ غوثیہ میں دارالعلوم کے معاملات کو چلانے پر مامور تھے معاونت فرماتے رہے حضرت شیخ القرآنؒ نے راولپنڈی جیل سے آپ کو کئی ایک خطوط لکھے ان میں سے ایک خط ابھی تک محفوظ ہے جسے آئیندہ اپنے مقام پر درج کیا جائے گا۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے وقت آپ پیرانہ سالی کی وجہ سے گاؤں میں ہی مقیم رہے لیکن تحریک کے تمام معاملات سے باخبر رہتے اپنے جمعۃ المبارک کے خطبہ میں مسئلہ کی افادیت کو بیان فرماتے اور لوگوں کو تحریک میں شمولیت کی ترغیب دلاتے رہے۔ ۱۹۷۷ء میں آپ کے وصال سے ایک سال قبل چلنے والی تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ کے موقع پر بھی لوگوں کو تحریک میں بھرپور کردار ادا کے لیے ابھارتے رہے آپ کی تحریک پر چمبہ پنڈ کے کئی لوگوں نے ہری پور اور دیگر شہروں میں گرفتاریاں پیش کیں ان میں آپ کے بیٹے حضرت مولانا غلام فاروق ہزاروی بھی شامل تھے جنہوں نے ہری پور جیل میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ تحریک کے دوران جب حضرت جانشین شیخ القرآن مفتی محمد عبدالشکور ہزاروی مدظلہ العالی کو گرفتار کر لیا گیا تو آپ وزیر آباد تشریف لے آئے اور حضرت قبلہ مفتی صاحب کی عدم موجودگی میں اکثر ایام جامع مسجد غوثیہ وزیر آباد میں گزارے راقم الحروف نے دیکھا آپ ہمیشہ تحریک کے بارے میں محو گفتگو رہتے اور دوران گفتگو ہاتھ اٹھا کر بارگاہ الہی میں دعائیں مانگتے کہ تحریک کی کامیابی کی صورت میں ملک میں صحیح معنوں میں دین اسلام نافذ ہو۔

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت اور ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ کے ابتدائی دور میں آپ نے کئی ایک خطوط راقم الحروف کے نام لکھے شومئی قسمت کہ وہ محفوظ نہ رہ سکے ان خطوط کو پڑھنے سے ان تحریک میں آپ کی دلچسپی کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے جب مرزائیوں کو اقلیت قرار دے دیا گیا تو آپ نے ایک خط میں انتہائی خوشی کا اظہار فرمایا کہ وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے وہ کام کر دکھایا ہے جو بڑے بڑے مذہبی رہنما بھی نہ کر سکے۔ آپ ہمیشہ ذوالفقار علی بھٹو کو نعرہ سوشلزم سے خوف زدہ رہتے اور اسکی مذمت کرتے مگر آئینی طور پر مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دینے پر اسکی تعریف کرتے۔ حضرت قبلہ مفتی محمد عبدالشکور ہزاروی مدظلہ العالی جب رہا ہوئے تو آپ نے ایک خط آپکے نام تحریر کیا۔

حضرت قبلہ مفتی صاحب شکر اللہ سعہم واستحکم عزائمکم الراسختہ للہ تعالیٰ ولرسولہ الکریم السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اتفاق اتحاد للاعلاء کلمۃ اللہ لاحباء الدین المتین لנفاذ نظام مصطفیٰ ﷺ قائم دائم پابندہ تابندہ شاندار سلامت باکرامت رکھے بوسیلہ جلیلہ سرکار دو عالم ﷺ کا معجزہ ہے فقیر آپ کو حضرت کی سعی جمیلہ جہاد فی سبیل لہدایۃ خلق اللہ فی اللہ ایمان کی مثل پیاری ہے دلربا ہے مگر بجز زاری گریہ و دعا چارہ نہیں قالب اس قابل نہیں کہ میں مجاہدین کی مثل حصہ لوں مسلم لیگ کی تحریک میں قیدی بنا چنانچہ ان آرزوں کی تکمیل برخوردار مولانا غلام فاروق نے گرفتاری پیش کر کے عملی جامہ پہنایا ہے۔

رب صدا کر زندہ تابندہ نظام مصطفیٰ ہے دعایہ التجا یا رب غلام مصطفیٰ

درس و تدریس: دارالعلوم منظر الاسلام بریلی شریف سے فراغت پر آپ ۱۹۳۵ء سے ۱۰ نومبر ۱۹۴۷ء تک مسلسل تیرہ سال تک پہلے جامع مسجد مقداں والی اور پھر جامع مسجد بازار والی کوٹ نجیب اللہ میں خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے پھر آپ نے تادم واپسی جامع مسجد غوثیہ چمبہ پنڈ میں خطابت اور امامت کے ساتھ ساتھ درس و تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

دارالعلوم منظر الاسلام میں دوران تعلیم آپ کی قابلیت اور درسی کتب پر عبور کو دیکھتے ہوئے حضرت حجۃ الاسلام نے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ آپ دارالعلوم منظر الاسلام بریلی شریف میں بطور مدرس طلبہ کی تعلیم و تربیت فرمائیں۔ چنانچہ حضرت شیخ القرآنؒ نے اپنے ایک خط میں آپ تک حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی کا پیغام پہنچایا۔

عزیزم مولوی غلام ربانی سلمہ تعالیٰ السلام علیکم بعد سلام مسنون کہ واضح ہو قبل ازیں ایک خط لکھا تھا لیکن جواب نہیں آیا حضور کوئی گیا ہے یا کہ نہیں اگر نہیں گیا تو کسی کو بھیجنا چاہیے فی الحال اتنا دریافت کرنا ضروری ہے کہ کیا وہ کام ختم کریں گے یا کہ نہیں بندہ بروز ہفتہ انشاء اللہ العزیز فیروز پور چھاؤنی ستائیسوں شب کے واسطے جایگا نیز مولانا حامد رضا خاں صاحب نے حزب الاحناف کے جلسہ پر مجھ کو کہا ہے کہ مولوی غلام ربانی کو بعد رمضان بریلی بھیج دیں مدرسے کے واسطے مولوی سردار احمد صاحب نے امرتسر میں کہا تھا کہ مولوی غلام ربانی کو ضرور بریلی بھیجیں بڑے مولانا نے نہایت سخت تاکید کی ہے لہذا بریلی بھی خط لکھیں۔

فقط والسلام علیکم محمد عبدالغفور ہزاروی

چنانچہ آپ نے حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلویؒ کو بریلی شریف خط لکھا

”حضور والا کا ارشاد عالی حضرت انخی المکرم مولانا ابوالحق محمد عبدالغفور ہزاروی سے

از روئے تحریر معلوم ہوا جناب والا نے بندہ ناچیز کو حزب الاحناف کے جلسہ پر یاد فرمایا برائے مژدہ گرجاں سپارم رواست ..... لہٰذا بندہ کی نہایت خوش قسمتی ہے کہ آپ جیسی ممتاز شخصیت نے کمترین کو شرف یاد سے نواز ہے زہے قسمت لیکن بوجہ شومی قسمت عرصہ سے آپ کی قدم بوسی نصیب نہیں ہوئی اور نہ عریضہ تحریر کر سکا بندہ کا پہلے ہی سے قلبی خیال جازم تھا کہ آپ جیسی گرامی ہستی کی خدمت پاک میں کچھ عرصہ عمر ناپائیدار کا صرف کروں تاکہ تو شہ اُخروی و خالص محبت حضور پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم سیر افلاک نصیب ہو لیکن بوجہ رحلت ہونے والد مرحوم کے صدہا حوادث

نوناازل ہونے کے مجبور و مجوس رہا چنانچہ اب نہایت مشکل لامل مجبور ہوں کہ تمام گھربار کے خانگی معاملات کا ظاہر عالم ناظم نہیں ہے ضروری مرحلہ اس سوال المعظم کو شادی کا ہے اسکے بعد آپکی رضا اور اخئی المکرم کی رضا پر لبیک کہوں گا ہمیشہ تعالیٰ لیکن اتنا ضرور عرض ہے کہ جناب والا نائب صاحب سے ارشاد فرمادیں کہ وہ تحریر کر دیں کہ کون کون سے کتابیں بندہ کے سپرد کی جائیں گی یہ بھی تحریر فرمادیں کہ استاذی مولانا امجد علی مدظلہ تعالیٰ اور قبلہ مولانا سردار احمد صاحب وہاں ہی ہیں۔“

آپ کے اس مکتوب سے جہاں آپ کی علمی قابلیت کا پتہ چلنا ہے وہاں آپ کے قلب میں محبت رسول اللہ ﷺ اور احترام اساتذہ کا بھی اظہار ہو رہا ہے جیسا کہ خط سے ظاہر ہو رہا ہے کہ گھریلو مصروفیات کی بنا پر آپ تدریس کے لیے منظر الاسلام بریلی شریف نہ جاسکے لیکن آپ نے درس و تدریس کا سلسلہ کوٹ نجیب اللہ کی مساجد میں جاری رکھا اور قیام پاکستان پر چمبہ پنڈ میں تدریس فرمانے لگے اس دوران حضرت مولانا عبدالعزیز مرحوم و مغفور جو آپ کے چچا زاد بھائی تھے طلبہ کو ناظرہ قرآن کریم پڑھانے پر مامور تھے اور آپ سے طلبہ درس نظامی کی کتب پڑھتے رہے آپ کے شاگردوں میں سے چند معروف علماء کرام کے نام یہ ہیں، حضرت شیخ الحدیث مولانا غلام محبوب سجانی حسن ابدال، حضرت مولانا حکیم منظور الہی گوہر، حضرت مولانا عبد السلام خطیب مسجد اوقاف تربیلا ڈیم، مولانا غلام رسول کوٹ نجیب اللہ، مولانا محمد اشرف جامعہ اسلامیہ رحمانیہ ہری پور، مولانا حفیظ الرحمن موضع ڈنگی، مولانا محمد اسمعیل کوٹ نجیب اللہ، مولانا غلام رسول بھٹیڈیاں، مولانا عبدالباقی، مولانا عبدالسلام خطیب ڈھڈیال وغیرہم۔

حضرت شیخ القرآنؒ سے محبت و عقیدت:

نہ چر انیس درین خانہ ویرانہ ما

روشن از آتش عشق تو شد خانہ ما

حضرت شیخ القرآن ابوالحقیق محمد عبدالغفور ہزارویؒ کا اپنے برادر اصغر سے حسن سلوک و شفقت اور حضرت ابوالمعانی محمد غلام ربانیؒ کا اپنے برادر اکبر سے احترام و عقیدت اپنی مثال آپ ہے۔ حضرت شیخ القرآنؒ نے اپنے والد ماجد کے ساتھ اُنکی وصال کی رات کیا ہوا وعدہ اور اُنکی وصیت پر بحسن و خوبی عمل کر کے دکھایا والد ماجد کے وصال کے بعد حضرت مولانا محمد غلام ربانیؒ کی تمام تر ضروریات کو پورا کیا دینی و دنیوی ہر لحاظ سے اُنکی تربیت کی اور اُن کے تقویٰ و طہارت زہد و ریاضت عاجزی و انکساری کو دیکھتے ہوئے حضرت شیخ القرآنؒ نے کئی بار فرمایا ”میرا یہ بھائی ولی اللہ ہے۔“

حضرت ابوالمعانیؒ نے ساری عمر انتہائی ادب و احترام سے حضرت شیخ القرآنؒ کا نام لیا ہمیشہ آپکی آواز پر لبیک کہا آپ کی زندگی ”بادب بامراد“ کی عملی تفسیر ہے۔ حضرت ابو المعانیؒ کی یہ عادت مبارک تھی کہ آپ کے زیر مطالعہ رہنے والی کتب کے اکثر مقامات پر آپ حواشی لکھتے تھے آپ کے کتب خانہ میں شاید ہی کوئی ایسی کتاب ہو جس پر حضرت شیخ القرآنؒ کے حوالہ سے آپ نے کچھ نہ تحریر کیا ہو۔ راقم الحروف کے پاس ”اخبار الاخیار“ جو آپ کے زیر مطالعہ رہی ہے جسے ایام اعتکاف ۱۳۹۵ھ رمضان المبارک میں مطالعہ فرمایا ایک مقام پر ہجر و فراق کے اشعار پر لکھا ہے ”اخی المکرم حضرت قبلہ و کعبہ مخدومی و مخدوم اہل سنت علامہ ابوالحقیق حضرت خواجہ مولانا محمد عبدالغفور صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جدائی پر خوب صادق آتے ہیں:

دریغا مونس تنہائی ما      دریغا سرمہ بینائی ما

دریغا دوولتے رفت از سرما      ہمائے بر پرید از کشور ما

حضرت شیخ القرآنؒ کے وصال پر آپ کی ظاہری و قلبی صورت اس قدر غمگین تھی کہ دیکھی نہ جاتی تھی۔ آپ نے حضرت شیخ القرآنؒ کے کفن مبارک پر سرخ مٹی سے کلمات طیبات لکھے اور تبرکات کے علاوہ نقشہ نعلین مبارک بھی رکھا چنانچہ ایک خط بنام پیر صاحبزادہ عتیق الرحمن ڈھانگری بالا میرپور

کے نام لکھا جس میں آپ نے تحریر فرمایا۔ نقشہ نعلین مبارک حضرت قبلہ شیخ القرآنؒ کے کفن مبارک میں ہمراہ دیگر تبرکات ہم نے رکھا تھا اور کفنی خود فقیر نے لکھی لال مٹی سے فقیر نے اسی سال ۱۳۹۰ھ رمضان المبارک میں اعتکاف میں ایک طویل خواب مشتمل برکئی مسائل دیکھی ایک یہ بھی دیکھا کہ حضرت عظیم البرکت شیخ القرآنؒ کے گلے میں ایک خوشنما تھیلا ہے جس پر فصیح صاف الفاظ میں لکھا ہوا تھا ” تبرکات “ اسکی تعبیر فقیر نے فی الفور یہ ہی کہ یہ وہی تبرکات کا سرچشمہ نقشہ نعلین پاک مبارک وغیرہ ہے۔

آپ حضرت شیخ القرآنؒ کو غسل دینے اور آپکے تابوت مبارک کو لحد میں اتارنے والوں میں شامل تھے جبکہ حضرت شیخ القرآنؒ کے مزار مبارک پر آپکے چہلم تک مسلسل قرآن خوانی بھی کرتے رہے۔ آپ کی شدید خواہش تھی کہ حضرت شیخ القرآنؒ کی سوانح حیات شائع ہو چنانچہ اس سلسلہ میں آپ نے خاندانی اور حضرت شیخ القرآنؒ کے متعلق معلومات لکھ کر صاحبزادہ عتیق الرحمن میرپور کو دیں جو اُس وقت اس کے شائع کرنے میں دلچسپی لے رہے تھے آپ نے اس کتاب کا نام ” فیضان شیخ القرآن “ تجویز فرمایا کئی وجوہات کی بنا پر اُس وقت کتاب مکمل نہ ہو سکی راقم الحروف نے اسے مکمل کیا اور نام ” فیضان شیخ القرآن “ ہی رکھا ہے۔

آپ کی حضرت شیخ القرآنؒ سے محبت و عقیدت کا اظہار اُن مناقب سے بھی ہوتا ہے جو آپ نے مختلف اوقات میں آپکے متعلق لکھیں حضرت شیخ القرآنؒ نے پابندی سے وزیر آباد میں عرس پاک صاحب لولاک ﷺ کا انعقاد فرمایا جو اپنی مثال آپ تھا اُس کے متعلق اپنے جذبات کا یوں اظہار کیا:

وہ دیکھو شان حق جلوہ نما ہے	حبیب پاک کی نوری ردا ہے
جہاں ذکر نبی خیر البشر ہے	وہاں انوار کو زیبا ضیاء ہے
یہ محفل صاحب لولاک کی ہے	کہ جس میں فوج قدسی خوش نوا ہے

یہ بے شک ہے مقدس پاک محفل  
 جو اس محفل کا شیدا منتظم ہے  
 تھے اس محفل کے بانی شیخ القرآن  
 شریعت کے تھے واقف بوالحقائق  
 الہی کر نظر اس پر کرم کی  
 کہ جس پر ابر رحمت چھا رہا ہے  
 وہ محبوب حبیب کبریا ہے  
 وہ بحر علم و عرفاں مقتدا ہے  
 طریقت میں صحیح شیخ الوزی ہے  
 کہ جس کا فیض عالم پارہا ہے

وزیر آباد میں دورہ تفسیر قرآن پاک کے آغاز پر آپ نے خوشی کا اظہار فرمایا:

کیا وزیر آباد کی زیبا فضا ہے دل ربا  
 بیسویں شعبان سے رمضان سارارات دن  
 تا ابد جاری رہے یارب یہ چشمہ فیض کا  
 کر غلام خستہ کی یہ التجایا رب قبول  
 شیخ قرآن شیخ عرفاں جس میں تھے جلوہ نما  
 دورہ قرآن کے انوار تھے ایمان فزا  
 فیض یاب ہوتا رہے عالم کا ہر شاہ گدا  
 دونوں عالم میں الہی ان کو دے خیر الجزاء

منبع انوار دورہ قرآن کریم کے فیوضات و برکات کے بارے میں ایک موقع پر یوں اظہار کیا:

کیا وزیر آباد کی ہے یہ عجب زیبا بہار  
 شیخ قرآن شیخ عرفاں کا یہ بے شک فیض ہے  
 میرے آقا مصطفیٰ نے یہ حق فرمایا سنو  
 یہ بھی ارشاد نبی خیر البشر کا ہے بجا  
 بوالحقائق شیخ قرآن کا یہ میخانہ صدا  
 غیب سے آئی صدا تو بیخطر ہو اے غلام  
 دورہ قرآن کا جس میں ہے دورہ نامدار  
 خود کچھے آتے ہیں عالم دیکھو پروانہ وار  
 طالب و مطلوب دونوں ہیں یقیناً خیر دار  
 تالی قرآن پر اترتا ہے سیکنہ نور دار  
 تا ابد باقی رہے پیتے رہیں مستانہ وار  
 ان کے حامی ہیں وہ ماہ طیبہ تاجدار

حضرت شیخ القرآن ۱۹۶۹ء میں حج بیت اللہ کی سعادت سے واپس تشریف لائے تو آپ نے اشعار  
 میں مبارک باد دی:

میرے اے شیخ قرآن یہ ثناتری کرامت کی  
 میرے افکار نے آقا تیری ادنیٰ ضیافت کی



خدا کے گھر کے مہمان مصطفیٰ کے طالب و شیدا  
 مدینہ طیبہ طابہ کی فضا کے لوٹنے والے  
 لباس اعمال نے تقویٰ طہارت سے غسل پایا  
 نبی سے دو عدد قرآن سنہری تحفہ پانے سے  
 کیا خوش و عطا و احسان سے مدینہ بسنے والوں کو  
 مبارک ہو سفر ملک عرب حج و زیارت کی  
 یہی ہے بس منقبت تیری شہا تیری سعادت کی  
 یہ دیکھا خواب میں میں نے تیری شان عصمت کی  
 بڑھی ہے شان تیری حج و زیارت کی اجابت کی  
 یہی ہے حج اکبر بس شان اعلیٰ عبادت کی  
 حضرت شیخ القرآنؒ ۱۹۸۶ء میں جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی صدر منتخب ہوئے تو آپ کو اشعار  
 کی صورت میں مبارک باد دی چند اشعار درج ذیل ہیں:

صدارت دین صدر الانبیاء تجھ کو مبارک ہو  
 زبوں ہو سرنگوں پر چم لعین قرن شیطان کا  
 میرے آقا نبی پر دل سے ہوشیدا ندا ہر دم  
 تیرا رب حافظ و ناصر نبی ہو حاضر و ناظر  
 علی ہجویر کا صدقہ صدا تجھ کو مبارک ہو  
 ولی گوہر کا یہ جو دو سخا تجھ کو مبارک ہو  
 رضائے مصطفیٰ احمد رضا تجھ کو مبارک ہو  
 غلام کترین کی یہ دعا تجھ کو مبارک ہو  
 حضرت شیخ القرآنؒ کے وصال پر آپ نے فارسی، اردو اور پنجابی میں کئی ایک منقبتیں لکھیں چند  
 اشعار پیش خدمت ہیں:

بوالحقائق مولانا عبدالغفور  
 واقف الاسرار ذوالفضل الکبیر  
 ترجمان و شیخ قرآن پیرما  
 شیخ تفسیر و حدیث مصطفیٰ  
 علمہ مشہور کا بحر الجور  
 کاشف الاستار کالبدر المنیر  
 بوالحقائق کان عرفان مقتدا  
 محرم اسرار حریم کبریا

### دعا

یا الہی مسکنش فردوس کن  
 چشمہ مے خانہ اش پائندہ دار  
 رحمت کن بر مزارش پائیدار  
 کن مزارش مرجع ہر خاص و عام  
 از تو خواہم از برائے بیخ تن  
 فیض بابرکات اوتا بندہ دار  
 شاد باد اہل و عیالش باوقار  
 ایں رجا دارد ز تو ادنیٰ غلام

## سلام بحضور شیخ القرآن بطرز شاہ نامہ اسلام

السلام اے شیخ قرآن واقف اسرار ربانی السلام اے شاہ باز کاشف الاستار قرآنی  
تیرا سینہ خزینہ معدن انوار قرآن ہے زبان ہے ترجمان اس کی بیان ہے شمع نورانی  
پیارے مصطفیٰ کی شان کی جب مدح کرتے ہیں سماع پر کیف سے پاتی ہے محفل لطف یزدانی  
غلام کترین تجھ کو مبارک صد مبارک ہو تجھے نسبت ہے ان سے اُن کو نسبت شاہ گیلانی

### منقبت بروصال بزبان پنجابی

شیخ القرآن دامتم جس نے دیکھا نور ستارا سچ ہے کہندا عکس نہ اس داویکھا سینا یارا  
اللہ اللہ کر دیاں ہویاں جام شہادت پیتا ایڈا فضل خدا نے دیکھو کس انسان تے کیجا  
جن پیارے اساتوں لاکے داغ جدایاں نہ اوجام نہ ساقی دلبر درداں مارمکایاں  
ہجر فراق بجدے اندر روواں تے کرلاواں تاہنگ جن دی رھندی مینوں متھن درشن پاواں  
غلام ربانی درد نہانی شیخ القرآن دی کہانی کردعا رب دانا پینا ایہو حکم ربانی

### اردو میں منقبت کے چند اشعار

شیخ القرآن منبع عرفان چل بے معجز بیان رازِیے دوران چل بے  
سوزگداز رومی و جامی کی یادگار سعدی و قدسی غزالیئے ذیشان چل بے  
وہ ابوالکلام مولانا عبد الغفور آہ وہ خوش بیان، منبع فیضان چل بے  
وہ پیر ابوالحقائق ملک سخن کے بادشاہ جادو بیان، سحر اللسان چل بے  
شہر وزیر آباد کا اب کچھ نہ حال پوچھ جب سے وہ بانی دورہ قرآن چل بے  
ماتم کدہ ہے عالم فانی یہ سربہ سر عبرت سے دیکھ ناطق قرآن چل بے  
ادنی غلام دیکھ اور سن دل کے کان سے فانی ہے یہ جہاں سب ذیشان چل بے

مکتوبات: اس عنوان کے تحت پہلے حضرت شیخ القرآن کے آپ کے نام لکھے ہوئے چند خطوط شامل کیے جا رہے ہیں جس سے آپ کا تصوف کے ساتھ ساتھ علم ظاہر و باطن میں مقام سمجھنے میں مدد ملے گی بعد میں حضرت ابوالمعانی کے چند خطوط بطور نمونہ درج کیے جائیں گے کیونکہ کسی شخصیت کی سیرت و کردار کو جاننے میں اُسکے مکتوبات خاصی مدد فراہم کرتے ہیں۔

ہوا لمعین ۹۲/ بر خوردار مولوی غلام ربانی صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ علیہ وبرکاتہ: خط ملا احوال سے مطلع ہوا میرا مطلب تھا احتیاط اچھی چیز ہے لہذا تنہا نہ سویا کریں انشاء اللہ ظالم کسی ایسے فعل پر قادر نہ ہو گا نہ خود کسی سے کرانے پر بفضلہ تعالیٰ صرف احتیاط مطلب ہے خواب کا مطلب بھی موت نہیں جب خود زندہ ہو اور خود قفل کھولے اور اندر جا رہے ہو پھر موت کا اشارہ بھی نہیں البتہ جائے نماز کے اوپر سے چھت کا شق اور چوروں کا سامان لے جانا ترک و ظائف مقصود ہے کیونکہ الیہ یصعد الکلم الطیب کی بجائے چور لے گئے ہیں پھر وہ وقت جاگنے کا تھا اور نیند نہیں کھلی تو ایسا حادثہ دیکھا تا نکہ ڈر کر فوراً جاگے میں نے بھی ایسا کئی دفعہ دس بارہ سال سے کئی دفعہ خواب میں ایسے صبح کے وقت دیکھا ہے میں نے جو خوابیں پریشان دیکھیں تو توجہ الی اللہ کیا تو پھر دیکھا کہ ہماری زمین میں کونٹوں پر فصل مکئی نہایت شاندار ہے باریک باریک قطرے بارش کے ہو رہے ہیں اور کھیت کے گرد گلاب کے پودے ہیں اور سفید پھول گلاب کے ہیں میں نے خود پھول توڑے ہیں خواب میں بہت دل خوش ہوا ہے صبح تعبیر یہی کی کہ خیریت ہے ایک وظیفہ بتاتا ہوں ضرور صبح اکیس مرتبہ پڑھیں اور چالیس دن تک ناغہ قضا نہ کریں تاکید ہے پارہ چوتھالن تنالو البر۔ سورہ آل عمران میں جس جگہ بدر کی جنگ کا ذکر ہے وہاں سے یہ آیت شروع ہوتی ہے ثم انزل علیکم من بعد انعم امنة نعاساً یغشی طالفتہ سے لے کرو اللہ علیم بذات الصدور ؕ تک ضرور پڑھیں اور پڑھتے وقت یہ خیال رکھیں کہ اللہ فلاں فلاں دشمنوں کو مقہور کرے اور ہمیں اُنکے شر سے محفوظ رکھے۔

فقط والسلام

محمد عبدالغفور ہزاروی عفی عنہ وزیر آباد

## بغونہ تعالیٰ

شہہ جیلان مددگار تو باشد

معین الدین غمخوار تو باشد

برخوردار مولوی غلام ربانی صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم: خط کی خواب پڑھ کر بہت ہی خوشی ہوئی تعبیر یہ ہے۔ خدا کی جانب جانے والے چار قسم کے ہوتے ہیں سالک محض، مجذوب محض، سالک مجذوب، مجذوب سالک جو شخص پہلے کشف کرامات دیکھے بعد میں تجلی ذات میں فنا ہو سالک ہے پھر مجذوب ہو اور اس کے برعکس مجذوب سالک ہے۔ اس خواب میں مجذوب سالک قسم رابع کی طرف اشارہ ہے پہلے دریائے توحید سے گذرنا پڑے گا اور سیر فی اللہ حاصل ہوگی بعد میں کشف وغیرہ ہوں گے اور یہ بھی اشارہ ہے کہ گذر ہو جائے گی ناممکن نہیں اگرچہ پل مکمل نہیں اور سالک مجذوب طبعیت اچھی ہوتی ہے کیونکہ اگر کشف ہو جائے تو بہت لوگ اس کشف عیاں سے پردہ میں رہ جاتے ہیں اور ذات کی طرف نہیں جاتے اب اس خواب کے بعد بہت غور سے دیکھنے اور مراقبہ سے معلوم ہوگا کہ اطمینان اور خدا تعالیٰ پر اعتماد پہلے کی نسبت زیادہ ہو گیا ہوگا مگر بہت غور سے معلوم ہوگا طریقہ معلوم کرنے کا یہ ہے کہ پیاری چیزوں کو سامنے رکھ کر سوچے یہ شے ملے تو اچھی ہے یا کہ خدا تعالیٰ ملے تو اچھا ہے تو دل جواب دے گا بلا خوف دوزخ یا بلا خواہش جنت۔ اللہ تعالیٰ کا ملنا بہت اچھا اور پہلے کی نسبت اللہ تعالیٰ کی خواہش ترقی پذیر معلوم ہوگی نیز کشف وجدانی اس خواب کے بعد شروع ہو گیا ہوگا مگر وہ مفصل گفتگو سے سمجھ میں آجائے گا انشاء اللہ العزیز اب وظیفہ صرف نفی اثبات لا الہ الا اللہ مع الحجر مگر جہر اتنا ہو کہ خود سن سکے فقہ میں ہے ادنیٰ الحجر اسماغ نفسہ پس اتنا جہر کافی ہے جب نفی اثبات ستر ہزار (۷۰۰۰۰۰) سے تجاوز کرے گا تو عجیب واردات دل پر وارد ہوں گے بفضلہ تعالیٰ۔ نفی اثبات ہر روز دو ہزار (۲۰۰۰) مرتبہ پڑھ لیا کریں اس کے پڑھنے کے واسطے ایک جگہ بیٹھنا ضروری

نہیں ہے بلکہ کام کرتے چلتے پھرتے پڑھ لینا جائز ہے۔ ”الذین یذکرون اللہ قیاماً وقعوداً  
وعلیٰ جنوبہم اس کی طرف اشارہ ہے اور صلوٰۃ الفاتحہ لما اغلق ایک سو مرتبہ پڑھا  
کریں۔“ والہاد الی صراط المستقیم علی آلہ حق قدرہ و مقدارہ العظیم“  
پڑھا کریں یعنی لفظ و علی آلہ کا صلوٰۃ الفاتحہ میں بڑھاویں باقی سب وظائف ترک کر دیویں  
قرآن کریم یا دلائل الخیرات ہو تو افضل ہے بس فقط اور ہر شام ہر اشراق، ہر عشاء جس وقت فرصت  
ملے دو رکعت نفل پڑھیں اور خدا تعالیٰ سے بعد نوافل کے بیٹھ کر اسم ذات پاس انفاس کرتے ہوئے  
دل میں یہ سوال کریں میرے واسطے کیا حکم ہے ”ما الحکم لی“ ہر مراقبہ میں یہی سوال کریں  
پھر جدھر دل توجہ کرے اگر خلاف شریعت نہ ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ یہی خدا تعالیٰ کا حکم میرے واسطے  
ہے مگر یہ عوام کی سمجھ سے بالا ہے پھر جو حال ہو اطلاع دیویں۔

فقط والسلام

فقیر ابو الحقائق محمد عبدالغفور ہزاروی چشتی عفی عنہ

بعونہ تعالیٰ

عزیز القدر برخوردار مولوی غلام ربانی صاحب

السلام علیکم۔ دوسری بشارت میں جو درود شریف سے وہ وہی ہے ”اللہم صلی علی  
سیدنا وحبیبنا محمد وعلی آلہ صلوٰۃ تعدل جمیع صلوات اہل محبتک وسلم  
سیدنا وحبیبنا محمد وعلی آلہ سلاماً بعدل سلامہم“ فقط اسی طرح پڑھا کریں  
تاکید ہے خواب میں حضور ﷺ اس لباس و شکل میں نظر آئے ہمیں حضور ﷺ اول اول مختلف  
شکلوں اور صورتوں میں نظر آیا کریں گے اور احکام بھی فرمایا کریں گے جیسے اس دفعہ ہوا ہے حال یہی  
بہت اچھا ہے بہر حال بلکہ نیک ہے میں سمجھ رہا ہوں۔  
الراقم

محمد عبدالغفور ہزاروی عفی عنہ وزیر آباد

بعونہ تعالیٰ

عزیز القدر بر خوردار مولوی غلام ربانی صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم۔ خط ملاحالات سے آگاہ ہوا میں نے پہلے خط میں لکھا تھا کہ مجذوب سالک وہ ہوتا ہے کہ پہلے مجذوب ہو یعنی بلا کشف اس حد تک پہنچ جائے کہ مسائل تو حید سمجھ لے اور حال درست ہو جائے اور بعد میں وہ کشف وغیرہ دیکھے اور مجذوب سالک کو جب کوئی عقدہ پیش آتا ہے تو بذریعہ خواب یا الہام حل ہوتا رہتا ہے تاکہ وہ منزل سیر فی اللہ تک پہنچ جائے تمھاری طبیعت مجذوب سالک ہے اس کے مطابق کام چلتا رہے گا انشاء اللہ العزیز بہ عقدہ کہ حروف مقطعات سے کیسے استغاثہ حاصل ہوتا ہے خواب میں سمجھایا گیا ہے کہ یہ دراصل اسماء مسمکنہ ہیں اور ہر اسم ایک تجلی کا مظہر ہے۔ گویا حضور ﷺ کو خدا تعالیٰ کے اسماء اور تجلیات کا واسطہ دیا گیا ہے اعشنا یا رسول اللہ بحق کھیسوق مثلاً کہ ان کے طفیل ہمارے مدد فرمائے یہ درست ہے الحمد للہ۔ باقی جزا دوم خواب کی کہ جبرائیلؑ موقعہ محل کے مطابق ان کو نازل کرتے رہے اسکی تعبیر یہ ہے کہ موقعہ محل دل میں مسائل تو حید کھلتے رہیں گے جلدی کرنے کی ضرورت نہیں جیسا جبرائیلؑ کا قرآن کریم اتارنا موقعہ بہ موقعہ تھا اور کبھی وحی بند بھی ہوتی تھی تو اس میں حکمت الہی تھی اسی طرح یہاں بھی کشف کے بند ہونے میں حکمت ہے اور یہ بھی حال ہے اپنی استعداد کے مطابق جیسا کہ وہ حال تھا نبی کی استعداد کے مطابق اور سلسلہ شروع تھا یہاں بھی سلسلہ سلوک شروع ہے باقی اس خدشہ کا جواب کہ قرآن مخلوق ہوتا ہے کہ جبرائیلؑ کو الفاظ قرآن جو کہ حادث ہیں بطور الہام دل میں سوچنے سے آگئے تھے وہ لیکر وہی الفاظ حضور ﷺ کے پاس پہنچے تھے الفاظ قرآن یعنی کلام لفظی حادث ہے اور کلام نفس قدیم ہے۔ خواب میں لغزش ہو سکتی ہے مگر یہ بشارت عظمیٰ ہے اور اس میں تم کو مقطعات کے مطالب سمجھائے گئے ہیں جو کسی مولوی علم ظاہر رکھنے والے کو معلوم نہیں یہ اسرار الہیہ ہوتے ہیں بشارت عجب ہے سالکین کو ایسی بشارت ہوتی ہیں کیونکہ واردیت خود نبوت کا ایک چشمہ ہے فقط باقی حال تو

اچھا ہو چکا ہے کہ دل اس قابل ہو گیا ہے کہ اسرار الہیہ بذریعہ خواب معلوم ہوں یہی حال ہے انشاء اللہ العزیز دوسرا خط لکھوں گا کہ کب گھر آؤں گا۔  
(نوٹ) جملہ بشارات اور میرے خط ایک جگہ جمع رکھیں کبھی کسی کو کام آئیں گے انہیں ضائع نہ کرنا سبحان اللہ ہے سعادت زہے نصیب۔

خیر اندیش  
محمد عبدالغفور ہزاروی

بعونہ تعالیٰ

برخوردار مولوی غلام ربانی صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم۔ بشارت بہت اچھی ہے (بشارت خواب یہ ہے کہ جہاں فقیر سو رہا ہے شمال جنوب میں اس جانب فقیر کے سر کی جانب چار پائی جو مشرق غرب میں بلجھی ہوئی ہو خواب میں فقیر نے یوں سمجھا ہے کہ اس چار پائی پر حضور سراپا نور ﷺ تشریف فرما ہیں اور ارشاد فرمایا الفاظ کی شستگی چھوڑ معنی کی تلاش کر، اس میں اشارہ مراقبہ کی طرف ہے مراقبہ دل سے ہوتا ہے اور معنی بھی دل میں ہوتا ہے ”تامل در آئینہ دل کی۔ صفائی بتدریج حاصل کنی“ ”التفکر ساعة خیر من الدنيا وما فیہا“ یہ سب اشارات مراقبہ کی طرف ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے ارشاد کا بھی یہی مطلب ہے کہ معنی کی کوشش یعنی مراقبہ کرو اور مراقبہ ہی سے منازل طے ہوتی ہیں خلوت در انجمن مراقبہ سے ہوتی ہے مجلس میں بیٹھے ہوئے اُس کی یاد رہے مراقبہ کا طریقہ یہ ہے کہ وظائف کے بعد اسم ذات اللہ اور ہو حسب طریقہ کرے اس کے بعد دل کی طرف خیال کر کے دل کو زبان تصور کر کے دل سے اللہ پڑھے اس کے بعد تمام کائنات کی طرف غور کرے کہ ہر چیز کی ابتداء یوں ہوئی پھر فنا ہو جاتی ہے مثلاً دن یوں شروع ہوا پھر ختم ہوتا ہے اسی طرح رات اسی طرح درخت یوں پیدا ہوتے ہیں پھر ترقی کرتے ہیں پھر خشک ہو کر ختم ہو جاتے ہیں اسی طرح آدمی بھی حتیٰ کہ ہر چیز کا عدم واضح ہو جائے اور وجود صرف خدا کا رہ جائے وہی متفرق مستقل ہر قسم کے حوادث سے پاک اور ہر تغیر سے محفوظ معلوم ہو جائے پھر مراقبہ پختہ ہو جائے گا اور اسی میں منازل طے ہوتے جائیں گے۔ فجزا اللہ خیر

فقط

الجزاء فی الدنيا والآخرة۔

محمد عبدالغفور ہزاروی عفی عنہ وزیر آباد

بعونہ تعالیٰ

شہہ جیلان مددگار تو باشد  
معین الدین غمخوار تو باشد

برخوردار مولوی محمد غلام ربانی صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم۔ میں بخریت ہوں بفضلہ تعالیٰ مورخہ ۲۰ شعبان المعظم میں نے بفضل ایزد متعال تمام مجالس ترک کر کے چلہ شروع کر دیا ہے واللہ الموفق لتمام اگرچہ یک لخت مجالس چھوڑنا بہت مشکل ہے مگر فوائد کثیر ہیں۔

کل شب کو غوث الاعظم کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ نے نہایت ہی لطف سے فرمایا بیٹا خدا تعالیٰ تیری امداد کرے گا اور مجھ کو کچھ پڑھ کر دم کیا۔ ہر ہفتہ میں ایک خط ضرور لکھا کریں تاکہ حال معلوم ہوتا رہے اور تسلی رہے صلوٰۃ الفاتحہ لما غلق کا اور ضرور کریں اور کوئی بشارت ہو تو لکھیں یہ اکسیر اعظم ہے بسا اوقات یک لخت ہی تمام منازل طے ہوتے ہیں اور بہت دفعہ قرب حاصل ہوتا ہے مگر سمجھ نہیں آتی صلوٰۃ الفاتحہ پڑھ کر یوں کہا کریں ہذہ ہدیۃ منی الیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

برخوردار محبوب الرحمن کو میٹھا تیل استعمال کرائیں اور پھر کیفیت دیکھیں۔

الراقم

چشتی ہزاروی عفی عنہ

بعونہ تعالیٰ

برخوردار مولوی غلام ربانی صاحب سلمہ

السلام علیکم۔ خط ملا احوال سے اطلاع ہوئی الحمد للہ علی کل حال مجھے حسب دستور سابق گولڑہ شریف سے واپسی پر نزلہ کی تکلیف شروع ہو گئی تھی وزیر آباد پہنچ کر خوب زور سے ہوئی مگر اب بالکل خیر ہے۔



الحمد لله۔ ماشاء اللہ بشارت بہت اچھی ہے لہم البشرى فى الحياة الدنيا کا پورا مصداق ہے۔ قرب کی خاص علامت ہے صوفیوں کے نزدیک اس کو صحو کہتے ہیں کہ سالک کو اپنا مقام بھی معلوم ہو اور عقل بھی گم نہ ہو مقام اس حال کو کہتے ہیں جو فوراً زائل نہ ہو بلکہ کچھ دیر رہے یہاں یہی مختصر طریق مجاہدہ بسبب دوام کے مقام ہے سنت مشائخ عظام کا پورا خیال رہے کہ بعد نماز عشاء وہ کھانا کھاتے تھے اور بہت زیادہ معدہ کو خالی نہیں کرتے تھے ثلث یعنی تیسرا حصہ اگر خالی رہے تو افضل، مگر یہ بھی اس واسطے جو کہ بالکل بیکار فارغ بیٹھا رہے ورنہ خود کاروبار ہی مجاہدہ ہوتا ہے اور اس وقت بعد مغرب تا عشاء اور چار بجے شب تا صلوٰۃ صبح اپنا شغل رکھنا یہ کافی وافی ہے یہ اس لیے لکھا ہے کہ بشارت میں والذین جاہدوا فینا موجود ہے لہذا مجاہدہ مسنون مراد ہے کل انشاء اللہ العزیز جینڈر شریف جاؤں گا اگر مزید تشریح ہوئی تو پھر لکھوں گا انشاء اللہ العزیز صبح کے سنتوں کے فرض کے درمیان اکیس (۲۱) مرتبہ الحمد شریف پڑھ کر پانی پر دم کریں نماز فجر سے فارغ ہو کر سب کو پلائیں۔

فقط والسلام

محمد عبدالغفور چشتی عنہ

بعونہ تعالیٰ

برخوردار مولوی غلام ربانی صاحب سلمہ

السلام علیکم۔ ہر دو خط ملے احوال مافیہا سے مطلع ہوا مال فقر کا جواب مردہ بدست زندہ بہت خوب جواب ہے فتوح الغیب میں غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سالک شیخ کے ہاتھ میں

کا المیت فی ید الغاسل گویا انہوں نے بتایا ہے کہ فقر عدم ہونا معدوم ہونا میت ہونا اور اس میت کا پوری طرح زندہ یعنی شیخ کے ہاتھ میں مقبوض ہونا ہے اب میرے خیال میں مزار شریف کی صحبت بہت اکیس ثابت ہوگی۔ اعتکاف کامل بشارت بھی بہت اچھی ہے آنا پسوانے کے لیے جانا سے مطلب نفع حاصل کرنا ہے یعنی اعتکاف نفع کرنے کے واسطے ہے اور اس میں ایک شخص کو جو

ظاہری ساتھی اور باطنی دشمن ہے اس کو مغلوب کرنا اس سے مراد نفس ہے کہ ظاہری اور باطنی طور پر سخت مخالف ہے اس کو مارنے سے مطلب مجاہدہ بالنفس ہے اس پر ڈر کا لاحق نہ ہونا قولی اشارہ ہے کیونکہ مجاہدہ بالنفس میں ڈر لوگوں کا نہیں ہوتا اور وہ لوگ دیکھتے رہتے ہیں کہ اعتکاف کا وظیفہ خوانی وغیرہ سب ان کے سامنے ہوتا ہے۔

فقط والسلام

محمد عبدالغفور ہزاروی عفی عنہ وزیر آباد

تحریک ختم نبوت کے دوران ۲۰ مئی ۱۹۵۳ء کو راولپنڈی جیل سے دوران اسیری آپ نے ایک خط اپنے برادر اصغر حضرت ابوالمعانی محمد غلام ربانیؒ کو لکھا جس کی نقل یہاں درج کی جاتی ہے۔

محمد عبدالغفور ہزاروی نظر بند پبلک سیفٹی ایکٹ دفعہ نمبر ۳

مولوی غلام ربانی صاحب معرفت مستری گلاب صاحب آہنگر محلہ مسجد پھلاہ والی

مقام وڈاک خانہ کوٹ نجیب اللہ ضلع ہزارہ صوبہ سرحد

حقیقی بھائی سنٹرل جیل راولپنڈی

ہوا ہمتین

۹۲

برخوردار مولوی غلام ربانی صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں بفضلہ تعالیٰ بالکل بخیریت ہوں رمضان شریف نہایت آرام سے گذر رہا ہے الحمد للہ ویسے موسم بھی خوب ٹھنڈا ہے آج چھٹا روزہ ہے مجھے مزید گھی یا کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ رمضان شریف کے بعد ململ کے گرتے ضرورت ہوں گے وہ وزیر آباد خط لکھ دیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف نہیں اب کلاس بی ہے۔ باقی ہر طرح سے بفضلہ تعالیٰ خیریت ہے حاجی غلام رسول کو سلام مسنون۔

فقط

محمد عبدالغفور ہزاروی عفی عنہ

حضرت ابوالمعانیؒ نے برادر محمد عارف ہزاروی اور راقم الحروف کے نام ہمارے بچپن میں کئی خط لکھے سب تو محفوظ نہ رہ سکے چند ایک خطوط درج ذیل ہیں جن سے آپ کی سیرت کے کچھ پہلوں کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ آپ بچوں سے کس قدر محبت فرماتے آپ کی اس شدید خواہش کا اظہار تقریباً ہر خط سے ہوتا کہ نماز باجماعت ادا کی جائے اور دینی علوم کی طرف خصوصی توجہ دی جائے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاصْحَابِهٖ  
اَجْمَعِیْنَ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

عزیز محمد عارف سلمہ محمد آصف سلمہ۔ آپ کے والدین کریمین سب کو سلام مسنون السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عزیز محمد محمد آصف سلمہ تمہارا خط پہنچا اللہ تعالیٰ تم ہر دونوں کو پختہ نمازی بنائے اور اس پر استقامت تادم آخر نصیب فرمائے اور روزوں کی عادت سیرت نیک پر استقامت نصیب فرمائے ان دونوں عبادتوں کی تعمیل کی تم ہر دونوں کو مبارک ہو رمضان المبارک میں ہر عبادت سہولت سے کی جاسکتی ہے کہ نفس کے علاوہ دشمن شیطان قیدی بنایا جاتا ہے اور اس حدیث پاک کی تصدیق میں رمضان المبارک میں مشاہدہ بین ثبوت ہے کہ کہیں دورہ قرآن کریم شروع ہے اور پھر بیس رکعت میں عشاء کے فرض کے بعد مختلف اطوار میں قرآن کی تلاوت و ختمات دیگر صدقات عبادات باوجود دن میں روزہ رکھنے کے ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ۔ تمہاری اس خبر نیک پر فقیر کو دلی مسرت ہوئی اللہ تعالیٰ تم کو ایمان کامل نیک صالح اعمال پر استقامت عنایت فرمائے اور والدین کی رضا جوئی میں استقامت دے آمین اللہ تعالیٰ تم کو ہر امتحان میں کامیاب و کامران فرماوے۔

غلام قادر سلمہ اور قاضی عبدالقیوم صاحب سلمہ اپنے معاملہ دنیاوی میں ابھی تک کامیاب نہیں ہوئے آج پھر ان کی تاریخ معاہدہ کی ہے غالب امید ہے کہ اب انشاء اللہ کامیاب ہو جائیں گے حاجی صاحب جب حج پر جائیں گے تو تم کو وزیر آباد میں مل کر جائیں گے انشاء اللہ کوئی مانع نہ

ہوا حکومت کا عوام و خاص کی مرضی کے مطابق یہ فیصلہ مرزائیت کے خلاف بہت اچھا ہوا کہ اب سرکاری دفتروں میں بھی غیر مسلم اقلیت قرار دے دیئے گئے ہیں الحمد للہ علی ذلک۔

فقیر اب بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہے فقیر کو عرس مبارک کے دوران روزوں سے گرمی معدہ بڑھ گئی پنجاب کی گرمی سے اور ترقی ہوئی دوا استعمال کی وہ بھی غیر موافق ملی بعد میں اسمگول اور کنجاہ ان دونوں کورات کو بگودیا صبح ان کو جمع کر کے شربت بنا کر لیا ایک دو مرتبہ سے معدہ ٹھیک ہو گیا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے۔ پھر کمزوری بہت زیادہ ہوگی کہ تمام نوافل چھوٹ گئے صرف فرض جماعت سنت مؤکدہ حسب وسعت ادا کرتا رہا بتوفیق تعالیٰ ایک مرتبہ تراویح بیٹھ کر ختم میں پڑھیں فقط اب بفضلہ تعالیٰ معمولات سابقہ بحال ہو رہے ہیں قرآن کریم کی ایک منزل روزانہ ہمراہ دیگر اور ادنا ظہرہ بتوفیق تعالیٰ کہ اب طاقت حسب ضرورت آگئی ہے الحمد للہ علی ذلک اچھا ہوا اس سے اپنی کمزوری فنا کا مزید احساس ہوا اور زکوٰۃ بدن بھی ہوئی کہ بیماری محض نہ تھی کہ اوقات ناغہ نہیں ہوئے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ اندرون خانہ سب کو سلام آپ اپنی اصلاح کرنے کی ہرگز کوتاہی نہ کرنا صوفی محمد اکرم صاحب سلمہ سب کو سلام مسنون سلام بحضور حضرت شیخ القرآن

عبدالفقیر محمد غلام ربانی غفرلہ چمبہ پنڈ ہزارہ

۱۸ رمضان المبارک

۹۴ ۱۳

سلام اے شیخ قرآن واقف اسرار ربانی سلام اے شہباز کاشف الاستار ربانی  
غلام کترین تجھ کو مبارک صد مبارک ہو تجھے نسبت ہے ان سے انکو نسبت شاہ گیلانی  
بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی و سلم علی رسولہ الکریم و علی آلہ و اصحابہ  
اجمعین

قبلہ کعبہ شیخ قرآن السلام جنت الفردوس ہو تیرا مقام  
پیارے نور چشم سکون دل قرار جان عزیزم محمد عارف محمد آصف سلمکم اللہ الرحمن فی کل  
مکان و زمان۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہ آپ برخورداران کا ایک لفاظہ ایک کارڈ ملا آپ کے  
اباجان سے دوا شہتہار ایک مرتبہ پھر دوا شہتہار ہمراہ خط دعوتی سب ملے بفضلہ تعالیٰ ہم دونوں

۷ شعبان المعظم کو بروز سوموار اگر راستہ میں کوئی عارضہ مانع نہ ہو اظہر باجماعت وزیر آباد پڑھیں گے ممکن ہے حاجی صاحب حسن ابدال سے بھی آئیں مگر ابھی تک انکی ملاقات نہیں ہوئی پھر آٹھ منگوار کے بعد علی الصبح بدھ کو صرف فقیر حضرت داتا صاحبؒ کی زیارت کے واسطے لاہور جائے گا انشاء اللہ تا نیکہ ظہر باجماعت انکی مسجد میں پڑھوں پھر دل کے فتویٰ کی بنیاد پر اگر ممکن ہو اور کوئی مانع نہ ہو وہاں دس دن معتکف رہوں گا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ عمر دن بدن کتر کمی میں ہے ممکن ہے اس چند روزہ زندگی فانی میں باقیات الصالحات کا گوہر باقی ہاتھ آئے زھے سعادت اور یہ بزرگوں کی نگاہ لطف و کرم سے بعید نہیں بوسیلہ جلیلہ سرکار دو عالم ﷺ ہر نیکی میں نیکیوں کا معین مددگار ہے اس واسطے مایوسی کی کوئی سبیل نہیں مایوسی کفار اشرار کا شعار ہے آپ اپنے والدین کی رضا جوئی میں رضارب پاسکتے ہیں اپنا شعار تواضع انکساری عاجزی رکھیں اور کسب کمال علم دین کے حصول کے واسطے بے جا آرام حرام کر دیں ہر بندہ اپنے کسب کار بن ہے ہر نیکی بدی پر جزا سزا یقیناً ہے دنیا کھیتی آخرت ہے جو یہاں عمل کرے گا وہاں یقیناً اسکا ثمرہ پھل نتیجہ پائے گا الدنیا مزرع الآخرة اپنے اوپر مجاہدہ ریاضت لازم کریں بچپن کے لہو و لعب میں دل نہ لگائیں یہ سب فانی غیر فانی ہے آخرت کی بھاری منازل ہولناک یقیناً آنے والی ہیں اس مشکل خطرناک راہ کے واسطے علاوہ دیگر اسباب کے تو شہراہ نہایت ضروری ہے اللہ کا فکر ذکر سرمایہ ہے تم اگرچہ ابھی ان تمام فرائض سے سبکدوش ہو مگر گوش گزار کے اثر کی بنا پر فقیر اپنا فرض ادا کر کے ماجور من اللہ ہونا چاہتا ہے سرکار دو عالم ﷺ نے اپنی جگر گوشہ فاطمہ الزہراءؑ کو نصیحت فرمائی عملی عملی عملی۔ یعنی ایمان کی تکمیل اعمال صالح سے ہوتی ہے عمل کرنا عمل کرنا عمل کرنا

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ تاری ہے

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سنت نبوی ﷺ سنت آباء و اجداد کے مطابق غلام فاروق سلمہ کو بھی پہلی لڑکی عنایت فرمائی فلہ الحمد ولہ الشکر آخری وقت عصر سوموار متولد ہوئی۔ آپ کے والدین کریمین کو سلام مسنون، عزیزم صوفی محمد اکرم سلمہ کو نیز دیگر کو سلام مسنون

مسافر چند روزہ فقیر محمد غلام ربانی غفرلہ چہ پند

۲۶ رجب المرجب ۱۳۹۲ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم و نحمدہ نصلی و سلم علی رسولہ الکریم و علی آلہ و اصحابہ  
اجمعین ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ عید سعید مبارک ہو ۲۷ رمضان المبارک سوموار ۱۳۹۳ھ  
پیارے محمد عارف پیارے محمد آصف سلمکم اللہ تعالیٰ من شر ما خلق

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تمہارا عید کارڈ ملا اللہ تعالیٰ تم کو بنائے اسلام کے بنیادی  
اصولوں پر استقامت ذوق شوق عنایت فرمائے اور والدین کریمین کا فرمانبردار اور علم دین کی سچی  
طلب لگن تانکہ خدا شناس ہو جو مقصود و مطلوب ہے۔

زندگی آمد برائے بندگی زندگی بے بندگی شرمندگی  
بے عبادت بندہ گندہ زینت زیب عبادت مومن صالح رب نون پیارا نیکی نیک علامت  
وقت گوا سین پھر چھتا سین ویلہ تھہ نہ آسی نیت نیک عملدا ثمرہ جو کرسی پھل پاسی  
چھوڑ غفلت کان دل سے سن غلام عجلو اب التوبۃ قبل المنام  
حاجی صاحب کا فارم حج آیا ہے مگر ہوائی جہاز کا جس پر دو ہزار مزید رقم حکومت نے  
طلب کی ہے برائے مزید رقم کوشش کر رہے ہیں شاید کامیاب ہو جائیں پھر ممکن ہے آپ حضرات کو  
وزیر آباد ملنے آئیں اگر راولپنڈی سے سوار ہوں ضروری ہو اور نہ سیدھا کراچی پھر بھی ممکن ہے کہ  
وزیر آباد آئیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اندرون بیرون سب کو سلام مسنون اللہ تعالیٰ رفیق حفیظ وکیل کفیل ہو ہمہ احوال بوسیلہ جلیلہ  
سرکار دو عالم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ رب اغفر لی و لاخوانی و لوالدی و ارحمہما  
کما ربیانی صغیرا و اغفر جمیع المومنین و المومنات و المسلمین و المسلمات  
برحمتک یا ارحم الراحمین آپ کو اللہ تعالیٰ علم عمل سے وافر حصہ عنایت فرمائے جو والدین  
کی ٹھنڈک آنکھ کا باعث ہو۔  
صوفی محمد اکرم صاحب کو سلام مسنون

عبدہ الفقیر محمد غلام ربانی غفرلہ چمبہ پنڈ

۲۷ رمضان المبارک سوموار ۱۳۹۳ھ

قبلہ کعبہ شیخ قرآن پر سلام حسب ارشاد نبی خیر الانام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَنَحْمَدُهُ نِصْلٰی وَسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی آلِهِ وَاصْحَابِهِ  
اَجْمَعِیْنَ

پیارے محمد عارف پیارے محمد آصف سلمکم اللہ تعالیٰ بسلامۃ علمکم اللہ  
علمانافعاً

وَعَلَيْكُمْ السَّلَامُ الْوَابِجُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ وَمَغْفِرَتُهُ

کافی دنوں سے تمہارا خط پہنچا ہے کئی ایک وجوہ سے جواب فوری نہیں لکھا گیا اللہ تعالیٰ ہر دونوں کو  
بالخصوص دینی و دنیاوی علوم میں کمال عنایت فرمائے نماز پانچ وقت ناغہ نہ کریں نماز باجماعت نماز  
سے مراد ہے تنہا پڑھنے کی عادت بلاعذر نہایت ناگفتہ بہ ہے ہر نماز کے بعد یہ کلمات اول آخرا کم از کم  
تین مرتبہ درود شریف پڑھکر اس دعا کو کم از کم تین مرتبہ پڑھیں پارہ اول ربع اول کے قریب  
رکوع ۴ میں شروع کی جانب سبحنک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم  
الحکیم، رب زدنی علما پارہ ۶ رکوع ۴ کے آخر میں۔ محمد عارف سلمہ اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ تم  
کو تمہارے نام کے صدقے اپنے عرفان و شان سے بہرور فرمائے اور یہی مقصود ہے محمد آصف سلم  
اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ تم کو آصف بن برخیا کی شرف و کرامت سے نوازے اور انسان کامل کی کرامات  
عطا فرمائے۔ عیدین سعیدین کی مبارک کو اللہ تعالیٰ ہم سب کا رفیق حفیظ وکیل کفیل ہو ہمہ احوال۔  
اللہ تعالیٰ تم دونوں کو اپنے ضروری امتحانات میں کامیاب کامران فرمائے اندرون خانہ سب کو سلام  
صوفی محمد اکرم صاحب کو سلام مسنون۔

عبدہ الفقیر محمد غلام ربانی غفرلہ چمبہ پنڈ ہزارہ

۲۲ ذی قعدہ جمعرات ۱۳۹۵ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّهِ وَحَبِیْبِهِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی آلِهِ  
وَاصْحَابِهِ اَجْمَعِیْنَ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

عزیزم محمد عارف سلمہ اللہ عزیزم محمد آصف سلمہ اللہ

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ وَمَغْفِرَتُهُ۔ خط ملا مافیہا سے آگاہ ہوئے انشاء اللہ العزیز عرس  
مبارک سے قبل ممکن ہے گھر والے جو آنے والے ہیں ادھر ادھر سے چند دن پہلے آئیں گے فقیر اگر  
ممکن ہو اسات کی ظہر تک انشاء اللہ اگر سفر کے قابل ہو آؤں گا۔

آپ دونوں اپنے مشغلہ ضروری کام تعلیم دین دنیاوی میں متفرق مشغول رہیں اور دینی تعلیم پر عمل مثلاً نماز باجماعت میں کوتاہی سستی کفران نعمت ایزدی شمار کریں اور آیت کریمہ ”فخلف من بعدہم خلف اضاعوا الصلوٰۃ واتبعوا الشهوات فسوف یلقون غیا“ سورہ مریم پارہ ۱۶ رکوع ۴ ترجمہ: تو ان کے بعد انکی جگہ وہ ناخلف آئے جنہوں نے نمازیں گنوائیں اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے تو عنقریب وہ دوزخ کا جنگل پائیں گے۔ اس کو پیش نظر دل میں نقش کریں اس میں دینی دنیاوی کامرانی ہے۔

روز محشر کہ جاں گداز بود اولیں پرش نماز بود

نماز نیاز سے ہی بندہ اور خالق میں بین فرق ہے عبد معبود میں تمیز اس سے ہوتی ہے اور مسلم مومن اور کفر میں بھی فرق نماز سے ہوتا ہے یہ مجموعہ عبارات اقوال افعال احوال ہے سرکارِ دو عالم ﷺ کی ٹھنڈک آنکھ نماز میں ہے زہے سعادت یہ صحیح فریضہ کما حقہ صحیح ادا ہو جس پر فلاح کا دار و مدار ہے اور اس پنجگانہ نماز سے شکر خداوندی ادا ہوتا ہے اور والدین کا شکر احسان والدین سے انکی حیات میں کما حقہ خدمت احسان سے۔ موت کے بعد انکے واسطے دعائے مغفرت ہے اندرون بیرون سب حضرات کو سلام مسنون، جواب جلدی نہیں دیا گیا مصروفیت کی وجہ سے، صوفی محمد اکرم سلمہ کو سلام۔

عبدہ الفقیر محمد غلام ربانی چمبہ پنڈ ہزارہ

۲۲ رجب المرجب ۱۳۹۲ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد لله والصلوة والسلام علی نبیہ وحبیبہ الکریم وعلی آلہ

واصحابہ اجمعین ماشاء اللہ لاقوه الا باللہ

پیارے محمد عارف سلمہ پیارے محمد آصف سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ تمہارے خطوط ملے عید کارڈ ملے اس سے قبل فقیر نے ایک

(عریضہ وزیر آباد سے غریب خانہ کچھ تاخیر سے پہنچے) میں کچھ ٹکٹ محمد آصف سلمہ کے واسطے بھیجے

معلوم نہیں کہ وہ پہنچے ہیں یا سیلاب عذاب کے شکار ہوئے العیاذ باللہ ہم بخریت غریب خانہ پہنچے

اگرچہ واپسی جہلم میں گاڑی رک گئی بارش بے حساب تھی پھر بذریعہ دینہ پہنچے وہ بھی بند ہوئی پل کی

خرابی سے تقریباً تین میل راستہ پیدل چل کر بصد مشکل طے کیا رات واہ فیکٹری پہنچے اتوار کو بصد

مشکل غریب خانہ پہنچے عید سعید مبارک ہو صبح سلامت رہو نمازی پاکباز نیک کردار خوش اخلاق باہم



اتحاد و اتفاق سے یک جان سے نہایت محنت کریں بڑوں کا ادب کریں چھوٹوں پر رحم پر بری خصلت سے پرہیز کریں کسی بری مجلس میں نہ ٹھہریں جب کبھی خط لکھیں عزیزہ کے بازو کی تکلیف کے بارے میں ضرور لکھیں اب کیا حال ہے اللہ تعالیٰ ہر بلا بلیات سے محفوظ رکھے امراض ظاہر باطن سے محفوظ فرمائے اندرون خانہ سب کو سلام مسنون اللہ تعالیٰ ہم سب کا حفیظ رفیق وکیل کفیل ہم احوال بوسیہ جلیلہ سرکار دو عالم ﷺ

راقم الحروف عبدہ الفقیر محمد غلام ربانی چمبہ پنڈ ہزارہ  
۲۷ رمضان المبارک ۱۳۹۲ھ

## وصال:

مت سہل انہیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں تب خاک کے پردے سے انسان نکلتا ہے  
۵ جمادی الاول ۱۳۹۶ھ بمطابق ۴ مئی ۱۹۶۷ء منگل وصال سے دو سال قبل رات کو  
حضرت ابوالمعانیؒ نے ایک خواب دیکھا جسے آپ نے اپنی زیر مطالعہ کتاب ”تعبیر المنام فی  
تعبیر المنام“ کے حاشیہ پر لکھا ہے ” میں نے خواب دیکھا کہ میں حج کا ارادہ کرتا ہوں اور سفر حج  
کے لیے تیاری میں مصروف ہوں چمبہ پنڈ کے لوگ بھی میرے ارد گرد جمع ہیں اور وہ بھی گمان  
کر رہے ہیں کہ میں حج کے لیے جا رہا ہوں پھر دیکھتا ہوں کہ سفر حج ہے اور میں بحری جہاز پر سوار  
ہوں اس وقت میں بہت خوش ہوں اور خوشی سے رو رہا ہوں کہ میرے آنکھ کھل گئی تہجد کی نماز  
ادا کر کے میں سو گیا پھر خواب دیکھی کہ انی المکرم حضرت شیخ القرآنؒ کو دیکھا اور عالم خواب میں  
یہ علم نہیں کہ آپ وصال پا گئے ہیں آپ اپنی اہلیہ کے ہمراہ سامان سفر بھی پاس ہے اور روزیر آباد جانے  
کی تیاری کر رہے ہیں پھر آنکھ کھلی وضو کیا اور اپنے معمولات شروع کر دیئے یہ خواب ایام حج کے  
علاوہ تھا میں نے علامہ عبدالغنی نابلسیؒ کی کتاب میں یہ تعبیر دیکھی لکھا ہے کہ جو آدمی خواب دیکھتا ہے  
کہ حج کے لیے جا رہا ہوں لوگ الوداع کہہ رہے ہیں ” دل ذلک علی موتہ “ یہ خواب  
اسکی وفات پر دلیل ہے۔

موتوانت قبل موتوا کے موجب آپ نے اسی روز قبرستان میں اپنے جد اعلیٰ حضرت فقیر محمد غلام کی قبر انور سے مغربی جانب اپنی قبر کے لیے جگہ مخصوص کی اور خود وہاں قبر تیار کروائی قبر کے شمالی جانب نماز پڑھنے کے لیے جگہ بنوائی تاکہ میری قبر پر آنے والے فاتحہ پڑھیں تو اس دوران اگر نماز کا وقت ہو جائے تو جگہ نہ ہونے کی وجہ سے نماز قضا نہ کریں یہاں نماز ادا کر لیں آپ ہر روز قبرستان تشریف لے جاتے اور اپنی قبر میں بیٹھ کر قرآن کریم کی تلاوت اور اوراد و وظائف پڑھتے رہے۔

صاحبِ دلان کہ پیشتر از مرگ مردہ اند  
آب حیات از قدح مرگ خوردہ اند  
اوّل کشیدہ رخت بسر منزل فنا  
آنکہ بدار ملک بقا راہ بردہ اند

(وہ اہل دل جو موت سے پہلے ہی مر گئے موت کے پیالے سے انہوں نے آب حیات پیا انہوں نے منزل فنا کی طرف رخت سفر باندھا ہے کیونکہ ملک بقا میں اپنے بقا کی راہ پالی ہے) شعبان ۱۳۹۶ھ سے آپ نے دنیا سے کلی طور پر اجتناب کر لیا تازیت اعتکاف کی نیت کر لی اور ساتھ ہی روزے رکھنے شروع کر دیئے مسلسل دس ماہ تک روزے رکھے اور حالت اعتکاف میں رہے۔

دلا رے کی داری دل درو بند  
وگر نہ چشم از ہمہ عالم فرو بند  
(اپنے محبوب سے دل لگائے رکھ اور تمام دنیا سے آنکھ بند کر لے)

نہ غرض کسی سے نہ واسطہ مجھے کام ہے اپنے ہی کام سے  
تیرے ذکر سے تیرے فکر سے تیری یاد سے تیرے نام سے

آپ نے الباقیات الصلحات کے لیے وصیت نامہ لکھا۔

## وصیت نامہ

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم. ووصیٰ بها ابراہیم بنیہ و یعقوب بنی

ان اللہ اصطفیٰ لکم الدین فلا تموتن الا وانتم مسلمون پ ۱

اس میں دین کی وصیت کی ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوب علیہ السلام کو

کہ اے میرے بیٹے بیشک اللہ تعالیٰ نے چن لیا واسطے تمہارے یہ دین پس ہرگز نہ مرو تم مگر مسلمان

کیونکہ یہ دین برگزیدہ سچا عند اللہ فقط اسلام ہے۔ ان الدین عند اللہ الاسلام پ ۳

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ کے ہاں اسلام ہی دین ہے۔ اسلام کے بغیر جو طریقہ کار ہو غیر

معقول مردود ہے ومن یتبع غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منه وهو فی الآخرة من

الخاصرین پ ۲ ترجمہ: جو اسلام کے سوا کوئی دین چاہے گا وہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائے گا

اور وہ آخرت میں زیاں کاروں میں سے ہے پس اسلام سے ظاہر باطن آراستہ بہر حال ہوتا کہ جب

موت آئے اسلام پر آئے فلہذا قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا ادخلوا فی

السلام كافة پ ۲ ترجمہ: اے ایمان والو اسلام میں پورے داخل ہو یعنی تیرا ہر عضو جزو ظاہر

وباطن مسلمان ہو قول فعل احوال من فاستقم كما امرت مامورات پر استقامت منہیات

سے پرہیز قرآن کریم کو مع ترجمہ و تشریح و حدیث پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم اولیائے کرام کی

اتباع میں اپنا نمونہ و نمونہ ساز بنائے تاکہ تو مرد راہ ہو۔

گرہمی خواہی مسلمان زیستن نیست ممکن جز بقرآن زیستن

حقیقی اسلام سے سچا مسلمان بن یہود نظری کی کوئی چال نہ چل ورنہ خسارہ ظاہر ہے۔

رنگ کپڑے جو تم نے تو ہوا کیا بنے جوگی نہ لیکن جوگ سیکھا

دورنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا سرا پا موم ہو یا سنگ ہو جا

مسلمانان مسلمانان مسلمانان مسلمانان مسلمانان مسلمانان  
 غم دین خور کہ غم غم دین است ہمہ غمہا فروتر ازین است  
 غم دینا مخور کہ بیہودست ہیج کس در جہاں نیاسود است  
 نہ خدا ہی ملانہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے  
 العیاذ باللہ۔ اللہ تعالیٰ کو اپنی ذات و صفات و اسماء میں بالذات وحدہ لا شریک یقین کر اور اس کے  
 پیارے عرش تارے سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو اپنی ذات و صفات و اسماء عطائی میں افضل اکمل  
 اعلیٰ اول ساری کائنات سے یقین کر سب سے پہلے سب سے زیادہ ذاتی صفات عطا ہوئیں

آخر رضائے ختم سخن اس پے کر دیا خالق کا بندہ خلق کا مولیٰ کہوں تجھے  
 سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے باغ خلیل کا گل زیبا کہوں تجھے  
 حضرت فاضل بریلوی علیہ شان مصطفیٰ ﷺ میں سب سے پیش پیش ہیں فرماتے ہیں:

دل وہ دل ہے جو تیری یاد سے معمور رہا سروہ سر ہے جو تیرے قدموں پہ قربان گیا  
 انہی جانا انہی مانا نہ رکھا غیر سے کام لہ الحمد دنیا سے مسلمان گیا  
 اور تم پر میرے آقا کی عنایت نہ سہی نجد یو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا  
 آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے پھر نہ مانے گے قیامت کو اگر مان گیا  
 جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا  
 اسی ایمان پر خاتمہ ہو

زہے عزت اعمنائے محمد ﷺ کہ ہے عرش حق زیر پائے محمد ﷺ  
 مکان عرش ان کا فلک فرش ان کا ملک خادمان سرائے محمد ﷺ  
 خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ  
 رضا پل سے اب وجد کرتے گزریئے کہ ہے رب سلم صدائے محمد ﷺ

آنحضرت ﷺ کی تعریف و ثنا قرآن کریم کے سوا اگر دیکھنی ہو تو اعلیٰ حضرتؒ کی کتاب حدائق بخشش ضرور دیکھ اور ایمان کو تازہ رکھو۔ پھر اس فقیر نے گلدستہ تحریر کیا ذکر حبیب دل کا طبیب جو نام سے ظاہر ہے۔ یا ایہا الذین آمنوا اقوا انفسکم و اہلیکم ناراً پ ۲۸ ترجمہ: اے ایمان والو بچاؤ اپنے نفسوں کو اور اپنے خویش اقارب کو اہل و عیال جو جہنم سے۔ خود مرتبہ کمال ایمان اعمال صالحات پر ثابت رہو موت تک اور اپنے متعلقین کو تلقین کرو تکمیل کرو تا کہ وہ تمہارے باقیات صالحات ہوں اور تمہاری نیک یادگار۔ فلہذا یہ فقیر حقیر اپنے سب متعلقین کو دین حق دین اسلام پر ثابت قدمی کی تلقین کرتا ہے بنائے اسلام اصول دین عقائد حقہ اہل سنت و الجماعت پر ثابت قدمی حتی الموت پہلا فرض ہے۔ مردوں سے خصوصاً نماز باجماعت ترک نہ ہونے پائے الصلوۃ و ما ملکت ایمانکم۔ آنحضرت ﷺ کی آخری وصیت ہے کہ نماز کو ترک نہ کرنا اور ماتحت صنف نازک عورتوں کے حقوق کی نگہداشت علاوہ بچگانہ نماز خصوصاً صلوٰۃ اللیل نماز تہجد قدیمی سیرت صالحین پر ثابت قدمی اور اوراد سے بھی حتی المقدور کچھ حصہ بلا ناغہ ضروری ہے۔

من ترک الاوراد رد عن الباب کی بنا پر کہ جو اوراد شباروزی باوجود روزی دہ ترک کرتا ہے من لاوردلہ لاواردلہ ابواب خیر سے دور ہو جاتا ہے کچھ حصہ قرآن کریم کا اور درود کا ورد ناظرے دلائل الخیرات کافی ہے جو نام سے ظاہر ہے کم از کم صبح و شام ایک ایک سورۃ توبہ کی آخری آیت کا آخری حصہ حسبی اللہ لا الہ الا ہو علیہ توکلت و هو رب العرش العظیم اور دعائے انس جس کے اول آخر گیاراں گیاراں مرتبہ درود شریف اور درمیان گیاراں مرتبہ دعائے مذکورہ ذیل:

بسم اللہ علی نفسی و دینی بسم اللہ علی اہلی و مالی و ولدی بسم اللہ علی ما اعطانی اللہ ربی و لا اشکرک بہ شیاً۔ اللہ اکبر اللہ اکبر و اعز و اجل و اعظم و مما اخاف و احذر عز جارك و جل ثناؤک و لا الہ غیرک اللهم انی اعوذ بک من شر نفسی و من شر کل شیطان مرید و من شر کل جبار عنید فان تولو فقل حسبی اللہ لا الہ الا ہو علیہ توکلت و هو رب العرش العظیم۔ ان ولیسی اللہ الذی نزل الكتاب و هو یتولی الصالحین۔ بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شئی

فی الارض ولا فی السماء وهو السميع العليم. یہ دعا ہمراہ فوائد اخبار الاخیار میں دیکھیں  
 بلا ناغہ ہر روز درود مستغاث جس کے فوائد سے حضور ﷺ سے وابستگی اور محبت اور درستی عقیدت  
 وغیرہ ظاہر ہے سورہ اخلاص کا ورد جس قدر ممکن ہو ضروری ہے اور وابستگی محبت از حد ضروری یہ امام  
 غزالیؒ فرماتے ہیں. عفو ربی وثیقتی بالخلاص، واعتصامی بسورة الاخلاص  
 ترجمہ: مجھے اپنے رب سے حسن ظن کی بناء پر اس کی عفو و غفران پر وثوق خلاصی نجات کا ہے پھر مجھے  
 سورہ اخلاص سے وابستگی دل لگاؤ سے عفو و نجات کا وثوق ہے۔

کچھ حصہ ورد کلمہ تمجید: سبحان اللہ الحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ  
 العلیٰ العظیم۔ صلوة تسبیح اگر توفیق حق بخشے زہے سعادت تین صد مرتبہ کلمہ ورد ہو جائے گا وقت اصل  
 اس کا وقت زوال قبل ظہر ہے مگر فقیر کے نزدیک عشرہ آخری رمضان مبارک میں راتیں بہتر ہیں ممکن  
 ہے کہ لیلۃ القدر ہاتھ آئے زہے سعادت استغفار کے واسطے تسبیح استغفار ہمراہ کلمہ نفی و اثبات ورد  
 یونس علیہ السلام کافی ہے لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین۔ دعا ہمراہ ذکر  
 اللہ تعالیٰ یہ کلمات اسماء کافی وافی ہیں یا قاضی الحاجات . یا اللہ یا کافی المهمات .  
 یا اللہ یا رافع البلیات یا اللہ . یا حل المشکلات یا اللہ یا رافع الدرجات یا اللہ .  
 یا کاشف الکربات یا اللہ . یا شافی الامراض یا اللہ . یا مجیب الدعوات یا اللہ .  
 یا الرحم الرحیم یا اللہ۔ اللہ الصمد ان کا ورد جس قدر ممکن ہو زیادہ کریں۔ حسبنا اللہ  
 ونعم الوکیل۔ یہ وصایا ہر مسلمان کو ہمراہ ہوں فقیر اپنے متعلقین سے بالخصوص دیگر اہل اسلام سے  
 بالعموم گزارش کرتا ہے کہ میں اپنے حقوق تم سب کو لوجہ اللہ معاف کیے تم سب سے دست بستہ  
 عرض ہے کہ مجھے جو آپ کے حقوق ہیں فرد گذشتہ کی و بیشی ہوئی ہے وہ سب معاف کر دیں۔  
 حاضرین پر میرا فرض ہے کہ جو حضرات حاضر نہیں ان سب سے میری طرف سے معافی مانگیں  
 معاف کرائیں۔ اس کا بہتر طریقہ ایک یہ بھی ہے کہ جنازہ گاہ وقت جنازہ یہ درخواست سب سے کی  
 جائے کہ اللہ اس مسافر مرحوم کو اپنے حقوق معاف کرنا موت جو فوت نہیں ہونے کی یقینی امر ہے

آپ حضرات کے سامنے جب آئے ان چند وصایا کو پورا کرنا (۱) جہاں مجھے موت آئے اس جگہ تصویر۔ جب۔ حائضہ۔ کتانہ آنے پائے۔ سورہ یسین سورہ رعد بلند آواز سے صرف ایک پڑھے۔ سینہ پر دم آنے تک کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بلند آواز سے پڑھا جائے کوئی یہاں بات دیگر چلا کرنے کہے کوئی رونے والا یہاں نہ آئے (۳) بعد قبض انتقال روح فوراً نرم ہاتھ سے آنکھیں بند کر دیں۔ بسم اللہ علی ملت رسول اللہ کہہ کر سرد پانی اگر زمزم شریف ہو سبحان اللہ ہاتھ پاؤں سیدھے کر دیئے جائیں چار پائی پہلے متحضر کی شمالی جنوب میں ہو قبلہ رو کر دیں میری نزع کے وقت میرے لیے دعائے خیر مانگتے رہنا کوئی بے جا کلمہ نہ نکلے فرشتے آمین کہتے خبردار کوئی آواز رونے کا نہ نکلے جنازہ اٹھانے تک۔ غسل فی الفور سنت کے مطابق واقف نیک سیرت دے جنازہ اگر مولوی حاجی غلام محبوب سبحانی ہو خود پڑھائے ورنہ جوان میں عالم متقی ہو مگر دعائے جنازہ کے علاوہ یہ دعائے مذکورہ ذیل امام پڑھے پہلے سے جنازہ خواں اسے حفظ کر لے۔

اللهم اغفره وارحمه واعف عنه واکرم نزلہ وسع مدخله واغسله بالماء والثلج والبر دونقہ من الخطایا کما نیقی الثوب الابيض وابدله دارا خیر من داره واهلاً خیر من اہله وزوجاً خیراً من زوجہ ادخله الجنة واعذه من عذاب القبر ومن عذاب النار (بہار شریعت مشکوٰۃ میں)۔

(۵) جنازہ میں بلا وجہ شرعی تاخیر نہ ہو جنازہ کے آگے یا صرف ذکر نفی اثبات یا مصطفیٰ جانِ رحمت لاکھوں سلام (۶) قبر میں آہستگی سے اتاریں دھنی کروٹ پر لٹائیں اتارتے وقت قبر میں یہ کلمہ پڑھیں۔ بسم اللہ وعلیٰ ملۃ رسول اللہ (۷) قبر تیار ہونے تک یہ کلمہ ہمراہ دعا پڑھتے رہیں سبحان اللہ والحمد لله ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔ اللهم ثبت عبیدک هذا بالقول الثابت بجاہ نبیک صلی اللہ علیہ وسلم توشہ کی تقسیم کی وجہ کسی قبر کی بے حرمتی نہ ہو کہ اموات کو اذیت پہنچتی ہے۔ (۸) پشتہ قبر تیار ہو جائے تو سر ہانے پرالم سے لے کر

مفلحون تک پاؤں کی جانب آمن الرسول پڑھی جائے۔ سات بار آواز بلند حاجی صاحب سلمہ اذان کہیں پھر باقی سب واپس آئیں تلقین کرنے والا میرے مواجہہ میں کھڑا ہو کر تین مرتبہ پیچھے ہٹ کر تلقین کرے ڈیڑھ گھنٹہ میرے مواجہہ میں ایسی آواز سے پڑھیں کہ میں سنوں پھر مجھے ارحم الراحمین کے سپرد کر کے چلے آئیں۔ تین شبانہ روز اگر ممکن ہو دو عزیز یا دوست دین میرے مواجہہ میں قرآن مجید درود شریف ایسی آواز سے پڑھیں بلا وقفہ جس سے اللہ تعالیٰ چاہے تو اس نئے مکان باقی سے دل لگ جائے (۹) فاتحہ توشہ سے اغنیا کونہ دیں فقراء کو دیں مگر اعزاز خاطر داری سے نہ جھڑک خبردار کوئی خلاف سنت نہ ہو۔

### متعلقین پس ماندگان سے

یہ فقیر حقیر خفیف غیر منقولہ جائداد سے حصہ رکھتا ہے سو اس میں وصیت مزید کی ضرورت نہیں شرعی حصص واضح ہیں ایک دوسرے کی رضا سے جس کو مالک گردائیں کوئی منع نہیں۔ سب سے پہلے والدہ بر خورداران جس کی زوجیت نکاح سے اس فقیر کو دینی دنیوی بہت نفع پہنچا اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نیک بند یوں میں شمار کرے آمین۔ اور اس کی مغفرت فرمائے آمین۔ دین مبین کے شعار پر اس کو تادم آخر مستقیم محکم ثابت رکھے آمین۔ اس فقیر نے اس کو اپنے حقوق اللہ معاف کیئے اللہ تعالیٰ اور اس کا حبیب اس پر راضی ہوں میں راضی ہوں اس کو بھی اس رشتہ اسلامی کی وجہ چاہیے کہ اپنے حقوق اس فقیر کو معاف کر دے۔ جن میں سے اس فقیر سے سابق عمر میں کہیں کوتاہی ہوئی ہے اس پر اللہ تعالیٰ اس کو جزائے خیر فرماوے۔ انہ علی مایشاء قدیر۔ آسیہ خاتون سلمہا اللہ سب سے بڑی جس کی ولادت مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۳۸ء بمطابق ۱۷ صفر المظفر ۱۳۵۷ھ بروز سعید سوموار وقت ظہر ہوئی اس پر فقیر شروع سے بہت راضی ہے مگر تقدیر سے وہ اپنی بیماری کی وجہ سے یہ وہ کہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا حافظ و ناصر ہو، بوسیلہ اپنے حبیب ﷺ۔ باقی اس کے بہن بھائی اس کی بزرگی عمر کے لحاظ سے ملحوظ رکھیں جب وہ باہوش ہو فقیر کے حق میں دعائے مغفرت کرے کہ سب سے بے کس ہے۔



دوسری لڑکی زبیدہ خاتون سلمہا اللہ جس کی ولادت مورخہ ۲۳ جولائی ۱۹۳۹ء بمطابق ۵ جمادی الثانی ۱۳۵۸ھ بروز اتوار عین وقت صبحی چاشگاہ ہوئی اس پر فقیر بے حد راضی ہے کہ اس نے شاہی میں گدائی فقیری صبر از ماصائب کا سامنا کیا۔ قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی زیر سرپرستی جن سے مجھے اس دارفانی میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی پیارا نہیں انہوں نے اپنی ساری عمر میں اس فقیر پر وہ احسانات کیے جن کا شمار دشوار ہے اللہ تعالیٰ ان کو اپنے جوار رحمت میں اپنی رضا سے راضی رکھے آمین۔ عیون زبیدہ کی متولیہ بی بی زبیدہ رحمہا اللہ کی مثل اس زبیدہ خاتون کو جو اس فقیر کو تازیت پیاری کرامات دینی و دنیوی سے مالا مال کر دے اور اس کو اس کے صبر کی وجہ سے آخرت میں اجرے بے حساب سے نوازے انک علی مایشاء قدیر میں اس سے بہت راضی ہوں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کا حبیب اس پر راضی ہوں اور فقیر کو اپنی دعاؤں میں نہ بھولے۔

تیسری لڑکی تقیہ خاتون سلمہا اللہ جس کی ولادت ۲ جنوری ۱۹۴۲ء بمطابق ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۴۰ھ بروز اتوار پانچ بجے سحر ہوئی اس پر بھی فقیر بے حد راضی ہے ان دونوں کے نکاح کر دیئے ہیں فقیر کو سنت نبوی کی پیروی کی شرافت حاصل ہے الحمد للہ، اللہ تعالیٰ اس کو اس کے نام کے مطابق تقیہ تقیہ صفیہ و فیہ صالحہ بارہ ناعمر نیک رکھے نیکی ایمان پر اللہ تعالیٰ سلامت رکھے فقیر اس پر راضی ہے اللہ تعالیٰ اور اس کا حبیب ﷺ راضی ہوں اور اس فقیر کو اپنی دعاؤں میں نہ بھولے۔

سب سے بڑا فرزند مولوی حاجی غلام محبوب سبحانی سلمہ اللہ تعالیٰ من شر ما خلق جس کی ولادت مورخہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۴۴ء بمطابق ۲۹ شوال المکرم ۱۳۶۳ھ بروز بدھ بوقت ظہیرہ ظہر سے پہلے اس پر یہ فقیر بہت راضی ہے۔ جگر گوشہ نور العین اس کو کہنا بیجا نہیں کہ اس کو اپنی خوش بختی سے قبل شادی حج و زیارت نصیب ہوئے علم باعمل کی دولت کے ہمراہ زہے سعادت زہے قسمت جس قدر درجہ اونچا ہو فرائض وافر ہوتے ہیں۔ حضرت قبلہ وزیر آبادی نے حضرت قبلہ والد ماجد مولانا عبدالحمید متوفی ۳ شوال المعظم ۱۳۵۳ھ بدھوار تقریباً ایک بجے سے عرض کی جب منگوار کی شب

وقت سحر قبلہ والد ماجدؒ نے سفر آخرت کی تیاری فرمائی وصایا شریف سب کو فرمائے حضرت قبلہ وزیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی میں نے آپکی خدمت کما حقہ نہیں کر سکی حضرت قبلہ والد ماجدؒ نے فرمایا میں تم پر بہت خوش و راضی ہوں تم کو اللہ تعالیٰ دین و دنیا کا بادشاہ کرے سبحان اللہ تیر بہدف دعا والد کی اکثر تاثیر وہیکھی کہ حضرت قبلہ وزیر آبادیؒ دن بدن ترقی بلندی کی چوٹی پر فائز نظر آئے زئے قسمت پھر فرمایا اس فقیر کی طرف اشارہ کر کے اس کو نہ چھوڑنا اور والدہ ماجدہ متوفیہ ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۵۷ء بدھوار ساڑھے پانچ بجے رحمۃ اللہ علیہا کی طرف کہ اس والدہ کی رضا میں رہنا ان کو نہ چھوڑنا۔

برخوردار مولوی حاجی غلام محبوب سبحانی سلمک اللہ تعالیٰ من شر ما خلق یہ فقیر تم سے بہت خوش ہے تیرے بخت بیدار کا تارا بخت عروج پر نظر آ رہا ہے اللہ تعالیٰ تم کو بہت دین و دنیا کی ترقی و ترفع عطا فرمائے گا فلہذا میرے ہوتے ہوئے اور میرے بعد سب کے نگران ممد معاون یکجان رہنا خصوصاً خبردار والدہ کو اوف تک نہ کہا علاوہ خدمت خاطر خواہ بہنوں اور بھائیوں کو نہ بھولنا اور اس فقیر کو دعائے مغفرت میں یاد رکھنا اور اپنی اہلیہ کی ہر جائز مرضی پوری کرنا کہ یہ اس کی بیٹی ہے جس مرد خدا نے ہم سے سلف صالحین کے اسوۂ حسنہ کے مطابق سلوک کیا اور یہ خود بھی بہت شریفہ ہے دوسرا غلام فاروق سلمہ جس کی ولادت مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۳۶ء بمطابق ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۶۵ھ بروز منگل وقت صبح ہوئی اس کا نام الہامی خواب میں کہنے والے نے بتایا ہے یہ مجھے بہت پیارا ہے کہ یہ سب سے اعلیٰ صحبت رکھتا ہے یہ خدمتی ہے اس میں انکساری تو اصح زیادہ ہے اس کی وجہ سے اس فقیر کو فراغت تامہ حاصل ہے گو کہ اس فقیر نے اس فراغت نعمت عظمیٰ میں کما حقہ عبادت نہیں کر سکی ماعبدتہ حق عبادتہ۔ اللہ تعالیٰ اُس کو اس خدمت پر صلہ تام عنایت فرماوے مگر مجھے دل میں یہ خوف ضرور ہے کہ اُس سے اس خدمت میں مقصد اصلی حق سبحانہ کی عبادت میں بے حد قصور نہ ہو فلہذا دنیاوی کاروبار اس قدر بلکہ کہ نماز و روزہ کی صحیح ادائیگی میں قصور نہ واقع ہو

اللہ تعالیٰ اُس کا حافظ و ناصر معین ممد ہو اور اُس کا حبیب ﷺ اس پر بہت راضی ہو۔ اُس کو چاہے دیگر بزرگوں کی قبر پر فرصت و فراغت سے جب فاتحہ زیارت کو آئے اس فقیر کی قبر کے قریب بھی درود شریف سورہ اخلاص وغیرہ کچھ پڑھ کر فقیر کے حق میں دعائے مغفرت کرے اور جو حاجت درپیش ہو اس کا ذکر کے رب سمیع علیم خیر بصیر بلا ریب ہے۔ ”من آیم بجاں گرتو آئی بتن“

بھئی اپنے محل میں درست ہے والدین کو اپنی اولاد صالح سے بلا شک اور کوئی پیارا نہیں حضرت داتا گنج بخشؒ اپنے فقر نامہ میں بھی یہی تلقین فرماتے ہیں کہ جب تم کوئی مشکل حاجت درپیش ہو والدین زندہ نہ ہوں ان کی قبر پر جا کر دعائے حاجت کرے اور ان کو وسیلہ پکڑ (اور ان کے قریب الفاظ میں فرمایا قبلہ وال رحوم و مغفور نے بارہا فرمایا تھا کہ میں نے اس چمبہ پنڈ میں بہت تلخ زندگی بسر کی تم یہاں نہ رہنا اگر ہنا ہے تو کنواں کھودوانا) دین پر نظر رکھنا اور اس کا غم کھانا۔

غم دہا در کہ غم دین است ہمہ غمہا فرو ترا زین است  
غم دہا در کہ بیہودہ است ہیج کس در جہاں نیا سود است

السال والبنون زین حیوة الدنيا والبقیت الصالحات خیر و عند ربک ثواباً  
و خیر املأ۔ ترجمہ: مال اور بیٹے حیات دنیوی کی زینت اور باقی رہنے والی باتیں ان کا ثواب  
تمہارے اس کے یہاں ہنر اور امید میں سب سے پہلا باقیات صالحات میں پنجگانہ نمازیں تسبیح و الحمد  
کلمہ تجمید کی کثرت کا حضور سیدنا یوم المشوہ ﷺ نے حکم فرمایا۔ وصایا میں بہت اختصار مقصود تھا بحث  
طویل ہو گئی ممکن ہے کہ کوئی حرف فائدہ مند ہو اور اس فقیر کا کام بن جائے فھو المراد والسلام۔ تیسرا  
نور کا غلام قادر سلمہ ہے۔ جس کی ولادت مورخہ ۱۶ جون ۱۹۴۹ء بمطابق ۹ شعبان المعظم بروز  
عمرات وقت عصر ہے یوم الخمس الحمد لله المعلی ذالک یہ مجھے بہت پیارا ہے  
اس کی ولادت کے بعد اللہ تعالیٰ نے بوسیلہ جلیلہ آنحضرت ﷺ حج و زیارت نصیب دیا اگر قبول  
افتدز ہے عز و شرف

درس و تدریس، زہد و تقویٰ، عبادت و ریاضت اور مجاہدہ میں زندگی بسر کرنے والے عارف ربانی کا اب ایک ایک لمحہ ذکر الہی میں گزرنے لگا تین دن میں قرآن کریم کی تلاوت ختم ہو رہی ہے راتیں نوافل پڑھنے میں گذرتی ہیں قائم اللیل صائم النہار کی مظہر ذات اس دار فانی میں آج اپنی آخری رات مسجد غوثیہ کے حجرہ اعتکاف میں بسر کرنے کی بجائے آج مسجد میں محو عبادت ہیں یہاں آج شبینہ کا اہتمام ہے پہلے دس پھر تین روز میں ختم پاک ہوتا ہے آج ایک رات میں مکمل قرآن کریم کی تلاوت سماعت فرمائی سحری کے وقت نماز تہجد ادا کی حسب معمول روزہ رکھا آج فجر کی اذان بھی خود دی اور خلاف معمول اقامت بھی خود پڑھی اور نماز باجماعت کی امامت فرمائی ایصال ثواب کی دعا کی گاؤں والوں کا کہنا ہے کہ آج اذان اور نماز میں ایک عجیب سوز و گداز تھا جو پہلے کبھی نہ دیکھا گیا۔

آج سید الايام جمعۃ المبارک کا بابرکت دن ہے ۴ جمادی الآخر ۱۳۹۸ھ ۱۲ مئی ۱۹۷۸ء کی صبح ہے مولانا غلام فاروق ہزاروی کھیتوں کی طرف جانے لگے تو فرمایا ” ابھی ٹھہر جاؤ پھر تکلیف ہوگی “ صبح سات بجے میں چند منٹ باقی ہیں قرآن مجید اور دلائل الخیرات تھامے ہوئے قبرستان کی طرف جانے لگے کہ چند لمحے چلے واپس رخ گھر کی طرف کر لیا گھر میں داخل ہوتے ہیں صحن میں پڑی چار پائی پر قبلہ رخ لیٹ گئے اہل خانہ حیرت تصویر ہیں کہ کیا معاملہ ہے ارد گرد جمع ہوئے کہ عارف ربانی حالت وضو و روزہ میں ابوالمعانی محمد غلام ربانی ارشاد ربانی کے مطابق این ماتکونوا یدرکم الموت کے مطابق اس جہان فانی سے عالم بقا کی طرف روانہ ہو گئے۔ وقت وصال حضور پر نور ﷺ کے وقت مالت یدہ پر عمل کیا۔ ( فجعل یقول فی الرفیق الاعلیٰ حتی قبض و مالت یدہ رواہ البخاری ) مولانا غلام ربانی علیہ الرحمہ نے سنت نبوی پر بعد وصال کے بھی عمل کیا یعنی میلان ہاتھ سے معلوم ہوا کہ آپ انتقال کر گئے ہیں۔

صورت از بے صورتی آمد بروں باز شد انا الیہ راجعون

آپ کے وصال کے وقت اولیاء کرام والی خصوصیات وقوع میں آئیں جیسا کہ ان کے حالات میں پتہ چلتا ہے ایک خصوصیت یہ کہ آپ کا وصال ایسے وقت میں ہوا جب کسی نماز کا وقت نہ تھا صبح کی نماز آپ نے باجماعت پڑھائی پس آپ کے ذمے فرائض میں سے کوئی فرض باقی نہ تھا سب فرائض میں سے سبکدوش ہو کر احکم الحاکمین کے حضور پیش ہوئے۔

آئے عشاق گئے وعدہ فردا لے کر اب انہیں ڈھونڈ چراغِ رُخ زیبالے کر

آپ کی وصیت کے مطابق جیسا کہ اکثر زندگی میں ارشاد فرماتے کہ جمعۃ المبارک کو وصال پانے والے کو اسی روز دفن کر دیا کریں تاکہ اس دن کی برکات سے محروم نہ ہو آپ کی نماز جنازہ بعد نماز عصر ادا کرنے کا اعلان کیا گیا عزیز واقارب علماء شاگردوں کو اطلاع کی گئی علاقہ بھر میں مختلف مساجد میں خطباء نے دوران خطبہ جمعۃ المبارک آپ کے وصال سے لوگوں کو آگاہ کیا۔ تعزیتی قرار دیں پیش ہوئیں آپ کے فضائل و مناقب بیان کیے گئے وزیر آباد اطلاع بعد نماز جمعہ پہنچی اہل خانہ نے فیصلہ کیا چونکہ وزیر آباد سے احباب رات تک پہنچیں گے لہذا نماز جنازہ ہفتہ کی صبح ادا کی جائے اس فیصلہ پر آپ کے چہرہ مبارک پر ناراضگی کے آثار دیکھے گئے جس کا سب نے مشاہدہ کیا اس پر فیصلہ بدل دیا گیا کہ جمعۃ المبارک بعد نماز عصر ہی نماز جنازہ پڑھی جائے اور آپ کے چہرہ مبارک پر بھی خوشی کے اثرات طاری ہو گئے۔

بعد نماز عصر آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت شیخ الحدیث مولانا الحاج غلام محبوب سبحانی ہزاروی مدظلہ العالی نے آپ کی نمازہ جنازہ پڑھائی اور اس کے بعد آپ کو اُس قبر مبارک میں لٹا دیا گیا جس میں آپ نے کئی قرآن کریم کی تلاوت اور اوراد و وظائف اپنی ظاہری حیات طیبہ میں پڑھے تھے چونکہ وزیر آباد سے عزیز واقارب نمازہ جنازہ تک نہ پہنچے لہذا آپ کی قبر پر مٹی نہ ڈالی گئی ہفتہ کی صبح اہل خانہ اور دیگر علماء کرام نے آپ کی زیارت لحد مبارک کے اندر کی پھر آپ کو سپرد خاک کر دیا گیا دوسرے روز جس وقت آپ کا کفن چہرہ مبارک سے ہٹایا گیا اُس وقت

بھی چہرہ مبارک چمک رہا تھا اور ایک عجیب روحانی منظر و خوشبو چاروں طرف پھیل گئی۔ آپ نے زندگی میں کثرت سے قرآن کریم کی تلاوت کی اسکے فیوض و برکات کا بعد وصال یوں اظہار ہوا کہ ایک ہفتہ تک مسلسل درجنوں حفاظ کرام نے سینکڑوں قرآن پاک آپ کی قبر انور پڑھے تھے۔

تاریخ وصال: ” وہ رہبر شریعت ۱۳۹۸ھ “ ” مغفور یزداں ۱۳۹۸ھ “

” یادزینت چمن ریاضت ۱۹۷۸ء “

خاک تربت بھی تیری ہو جائے گی عنبر فشاں

لوح عشق مصطفیٰ ﷺ اس پر نصب ہونے کے بعد

آپ کی نماز جنازہ اور ختم پاک پر تشریف لانے والے علماء کرام میں سے چند معروف نام یہ ہیں؛ فخر السادات قبلہ عالم حضرت پیر سید عبدالحق شاہ گیلانی گوڑوی گوڑہ شریف، حضرت جانشین شیخ القرآن مفتی محمد عبدالشکور ہزاروی وزیر آباد، حضرت استاذ العلماء مولانا عبدالرزاق گوہدو، حضرت مولانا مفتی سیف الرحمن جامعہ اسلامیہ رحمانیہ ہری پور، حضرت پیر طریقت حافظ محمد طیب سریکوٹ، حضرت صاحبزادہ پیر محمد طیب الرحمن چھوہر شریف، حضرت پیر مولانا قاضی عبدالدائم ریلوے اسٹیشن ہری پور، حضرت مولانا سید محبوب حسین شاہ حسن ابدال، حضرت مولانا حسن الدین حسن ابدال، حضرت مولانا سید صفدر حسین شاہ حسن ابدال، حضرت شیخ الحدیث مولانا مفتی عبدالقیوم ہزاروی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، حضرت مولانا محمد یوسف چشتی راولپنڈی، حضرت مولانا حافظ فضل قادر راولپنڈی، حضرت مولانا عبدالقیوم نظامی سابق خطیب بادشاہی مسجد لاہور، مولانا محمد عبدالقادر جامعہ رضویہ واہ کینٹ، سید غلام مصطفیٰ شاہ واہ کینٹ، حضرت شیخ الحدیث مولانا غلام محی الدین شاہ، حضرت علامہ سید عبدالرحمن شاہ، حضرت علامہ سید حسین الدین شاہ سلطان پور، مولانا حبیب الرحمن سبزپیر، مولانا عبدالمجید چشتی واہ، حضرت صوفی محمد فضل کریم جہلم خلیفہ مجاز حضرت شیخ القرآن، حضرت صاحبزادہ پیر محمد عبدالصبور ہزاروی منشور لکھنؤ منڈی، حضرت مولانا محمد عالم حسن ابدال

حضرت مولانا حکیم منظور الہی گوہدو، حضرت مولانا محمد رفیق وزیر آباد، حضرت مولانا قاضی عبدالقیوم ہزاروی وزیر آبادی، حضرت مولانا محمد شریف غفوری جہلم، حضرت صاحبزادہ نذر دیوان حسن ابدال، حضرت مولانا صوفی محمد اکرم چشتی غفوری وزیر آباد، حضرت مولانا بدیع الزماں راولپنڈی، حضرت مولانا سعید الرحمن کوٹ نجیب اللہ، حضرت مولانا محمد بخش ہری پور، حضرت مولانا حفیظ الرحمن صدیقی کراچی، مولانا اشفاق احمد کراچی، حضرت مولانا محمد اشرف موضع ڈنگی، حضرت مولانا حفیظ الرحمن ڈنگی، حضرت مولانا سید نذر حسین شاہ واہ کینٹ، حضرت مولانا غلام محبوب سجانی گوہدو، حضرت مولانا مسعود الرحمن منگلا چھاؤنی، حضرت مولانا محمد اسمعیل کوٹ نجیب اللہ، حضرت مولانا غلام رسول کوٹ نجیب اللہ، حضرت مولانا عبدالغفور لہاں، حضرت مولانا عبدالغفور فتح جنگ، حضرت مولانا غلام رسول بھیدیاں، شیخ آفتاب احمد، ایم این اے، خاکسار عالم جدون، حافظ محمد مسکین مہتمم جامعہ فیض القرآن، جناب بابوسر فراز خان وغیرہم۔

وصال کے وقت آپکی عمر مبارک بلحاظ قمری ۶۳ سال ۵ ماہ ۲۲ دن جبکہ ۶۱ سال ۷ ماہ

۳ دن بنتی ہے۔

آفتاب شرع عارف ربانی یافت سوئے جنت غلام ربانی

الباقيات الصالحات:

آپ کی تین صاحبزادیاں اور تین ہی صاحبزادے ہیں سب سے بڑی دختر نیک اختر مرحومہ ۷ صفر ۱۳۵۷ھ سوموار کو پیدا ہوئیں، آپ کی شادی نہیں ہوئی صوم و صلوة کی پابند اور بچوں کو قرآن کریم پڑھاتی رہی۔ ۱۱ ربیع الاول ۱۳۱۱ھ بروز پیر کو وصال پا کر چمبہ پنڈ میں دفن ہوئیں۔ آپکی دوسری بیٹی راقم الحروف کی والدہ ماجدہ ہیں ۵ جمادی الآخر ۱۳۵۸ھ ۲۳ جولائی ۱۹۳۹ء بروز اتوار صغریٰ کبریٰ پیدا ہوئیں اپنے والد ماجد سے ناظرہ قرآن کریم اور ابتدائی دینی تعلیم حاصل کی تقریباً گیارہ سال کی عمر میں حضرت شیخ القرآن کے فرمان پر وزیر آباد چلی آئیں اور آپکی

خدمت پر مامور رہیں مارچ ۱۹۶۱ء میں آپکی شادی حضرت قبلہ مفتی محمد عبدالشکور ہزاروی مدظلہ العالی سے ہوئی رسم نکاح کے وقت محبوب الہی سلطان العارفين حضرت قبلہ پیر غلام محی الدین گیلانی المعروف قبلہ بابو جی گولڑوی مع اپنے صاحبزادوں کے چمبہ پنڈت شریف لائے دیگر کئی علماء کرام نے بھی شرکت کی حضرت قبلہ پیر سید غلام معین الدین گیلانی المعروف بہ بڑے لالہ جی نے نکاح پڑھایا جون ۱۹۹۴ء میں راقم الحروف کے ساتھ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی روضہ رسول اللہ ﷺ کی زیارت کے علاوہ تین عمرے کرنے کی سعادت بھی ملی۔ ۱۹۸۳ء میں شوگر کی بیماری لاحق ہوئی ۱۹۹۱ء میں پتے کا آپریشن ہوا۔ ۱۹۹۵ء میں فالج کا حملہ ہوا ۱۹۹۹ء نومبر میں بیمار ہو گئیں مختلف ہسپتالوں میں دو ماہ زیر علاج رہیں ایام بیماری میں ہر وقت ذکر الہی توبہ و استغفار میں مصروف رہیں سورہ توبہ کی آخری آیات اکثر زبان پر جاری رہیں وصال کی صبح حضرت مولانا غلام محبوب سبحانی کو اپنی نماز جنازہ پڑھانے کی وصیت کی اور دن میں متعدد بار کہا میرا آخری وقت آچکا ہے ۲۰ جنوری ۲۰۰۰ء ۱۲ شوال المکرم ۱۴۲۰ھ بروز جمعرات وقت عشاء سات بجپن پراہل خانہ جمع ہو کر بلند آواز سے کلمہ طیبہ کا ذکر کر رہے تھے کہ روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی انا للہ وانا علیہ راجعون مرکزی جامع مسجد غوثیہ میں نماز جمعۃ المبارک کے بعد کم و بیش دس ہزار افراد نے نمازہ جنازہ حضرت مولانا غلام محبوب سبحانی ہزاروی کی اقتداء میں ادا کی۔ حضرت شیخ القرآن کے مزار مبارک سے مغربی جانب برآمدے میں وقت عصر سپرد خاک ہو گئیں۔ کفن کے اندر کئی ایک تبرکات رکھے جن میں ایک دعا حضرت ابوالمعانی کے ہاتھ سے لکھی ہوئی رکھی علاوہ ازیں بیت اللہ شریف کے دو چھوٹے پتھر خاک شفا اور غلاف کعبہ کے دھاگے و عہد نامہ رکھا گیا۔ دو روز تک مسلسل قبر پر قرآن خوانی کی گئی بیس قرآن پاک پڑھے گئے۔ جید مشائخ عظام و علماء کرام تعزیت کے لیے تشریف لائے اور قبر پر فاتحہ پڑھی خصوصاً فخر السادات حضرت پیر سید نصیر الدین نصیر گیلانی گولڑوی، حضرت سید پیر غلام معین الحق گیلانی گولڑوی، حضرت پیر سید قطب الحق گیلانی گولڑوی،



حضرت پیر سید جلال الدین گیلانی گولڑوی، حضرت مولانا ابو داؤد محمد صادق گوجرانوالہ،  
 حضرت مولانا سید شبیر حسین شاہ حافظ آبادی، حضرت مولانا غلام فرید ہزاروی گوجرانوالہ،  
 حضرت پیر صاحبزادہ عتیق الرحمن ڈھانگری میرپور، حضرت پیر سید مظہر قیوم شاہ کبھی شریف منڈی  
 بہاؤالدین، حضرت صاحبزادہ محمد عبدالصبور گلکھڑ منڈی، حضرت مولانا قاضی امیر الدین کھاریاں،  
 حضرت مولانا محمد صدیق سیالکوٹ، حضرت صاحبزادہ حامد رضا وفاتی وزیر آزاد کشمیر،  
 حضرت ڈاکٹر فضیل عیاض قاسمی موہڑہ شریف، حضرت پیر سید عارف شاہ حافظ آباد،  
 حضرت صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم رضوی فیصل آباد، حضرت صاحبزادہ فیض الرسول آستانہ  
 محدث اعظم فیصل آباد، حضرت صاحبزادہ مولانا ریاض الحسن چکوال، حضرت صاحبزادہ سید خورشید  
 احمد شاہ گوجرانوالہ، حضرت مولانا حافظ عبدالحمید گلکھڑ منڈی، حضرت مولانا محمد عارف نوری  
 مرید کے، صوفی غلام حسین لالہ موسیٰ، مولانا عبدالحق ظفر چشتی لاہور، وغیرہم۔

نماز روزہ کی پابندی، کثرت سے وظائف اور درود پاک پڑھنا، مصائب و مشکلات میں  
 صبر کیا، فرائض ادا کرنے میں کوتاہی نہ کی، صدقہ و خیرات مہمان نوازی صلہ رحمی عاجزی و انکساری  
 آپ کے نمایاں اور صاف ہیں معروف شاعر طارق سلطان پوری نے اس موقع پر ایک منقبت لکھی:

عطا حق تعالیٰ سے جس کو ہوئے	علوم و فنون قدیم و جدید
وہ تھی اس قبیلے کی ممتاز فرد	جو ہے جلوہ گاہ رجال رشید
مکرم پدر اس حق اندیش کے	غلام ربانی " جلیل و سعید
عم محترم اس کے عبد الغفور	خطابت میں علم و عمل میں وحید
دل گشت افسردہ و غم زدہ	صدائے وفاتش بہ گوشم رسید
محب خدا و حبیب خدا	ہے اسکے لیے مغفرت کی نوید
انہیں صبر بخشے خدائے کریم	عزیزوں کو بیٹوں کو دکھ ہے شدید
سرآہ سے اس کا طارق کہو	سن مرگ " مغفورہ المجید "

۱۳۲۰ھ = ۱۳۱۹ + ۱

وہ دیکھے مشرقین روضہ خلد	وہ پائے مغربین باغ فردوس
وفات مادر آصف کی تاریخ	کہی طارق نے " زین باغ فردوس "

۱۳۲۰ھ

حضرت ابوالمعانیؒ کی تیسری صاحبزادی ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۶۰ھ کو پیدا ہوئی اور آپ نے اُن کا نکاح اپنے چچا زاد حضرت حکیم منظور الہی گوہدو سے کیا جو بقید حیات ہیں۔ حضرت کے تین صاحبزادوں میں سب سے چھوٹے مولانا غلام قادر ۱۹ شعبان ۱۳۶۸ھ جمعرات وقت عصر ولادت ہوئی والد ماجد کے وصال کے بعد کچھ عرصہ جامع مسجد غوثیہ چمبہ پنڈ میں خطبہ جمعۃ المبارک دیتے رہے۔ انتہائی سادہ طبیعت پائی فرائض دینی کی پابند ہیں دوسرے بیٹے حضرت مولانا غلام فاروق ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۶۵ھ منگل کی صبح پیدا ہوئے اپنے والد ماجد کے علاوہ جامعہ نظامیہ غوثیہ وزیر آباد جامعہ قادریہ فیصل آباد جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور اور حزب الاحناف لاہور سے درس نظامی کی تکمیل کی والد ماجد کے ہمراہ کھیتی باڑی میں بھی مصروف رہے آجکل جامعہ مسجد غوثیہ چمبہ پنڈ میں خطابت و امامت کے ساتھ ساتھ کھیتوں کی نگہداشت بھی کرتے ہیں آپ کے بیٹے حافظ وقاص احمد اسی مسجد میں طلبہ کو قرآن کریم کی تعلیم کے ساتھ ساتھ وہاں ایک لائبریری کی بنیاد رکھی ہے انتہائی محنت سے مدرسہ کے نظام کو چلانے میں مصروف ہے۔

### جانشین عارف ربانی ابوالمعانیؒ

حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالمصطفیٰ غلام محبوب سبحانی ہزاروی مدظلہ العالی علم و عمل صورت و سیرت اور زہد و تقویٰ میں اپنے والد گرامی قدر کی صحیح تصویر ہیں آپ ۲۹ شوال ۱۳۶۳ھ بروز بدھ پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم والد ماجد سے حاصل کی پھر آپ وزیر آباد چلے آئے حضرت شیخ القرآنؒ اور حضرت مفتی محمد عبدالشکور ہزاروی مدظلہ العالی سے درس نظامی کی کتب پڑھیں یہاں دو سال کے قیام کے بعد جامعہ رضویہ فیصل آباد میں حضرت مولانا احسان الحق، مولانا نصر اللہ خان صاحب اور پھر جامعہ قادریہ فیصل آباد میں شیخ الحدیث مولانا ولی النبی مدظلہ العالی کے سامنے زانوئے تلمذتہہ کیئے جلد ہی لاہور حزب الاحناف چلے آئے ادب و معقول کی کتابیں پڑھیں دوبارہ فیصل آباد میں دورہ حدیث پڑھا سند فراغت کے بعد آباؤ اجداد کی سنت کے مطابق درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا

سب سے پہلے جامعہ قادریہ فیصل آباد اور پھر یہاں سے مشرقی پاکستان چٹاگانگ میں جامعہ احمدیہ سینہ میں بطور مدرس فرائض منصبی ادا کرتے رہے اسی دوران جامع مسجد خاتون گنج میں خطبہ جمعہ المبارک دینے لگے۔

پہلی مرتبہ حج بیت اللہ و روضہ رسول ﷺ کی زیارت ۱۹۷۱ء میں حاصل ہوئی اس موقع پر حضرت پیر طریقت مولانا ضیاء الدین مدنی جو مدینہ طیبہ کے اکابر اولیاء اللہ میں سے تھے نے آپ کو متعدد وظائف پڑھنے کی اجازت عطا فرمائی اسی موقع پر آپ کو مسجد نبوی میں حضرت سلطان العارفین محبوب الہی حضور قبلہ بابو جی ”گیلانی گوڑوی“ جو آپ کے پیر و مرشد بھی ہیں کی دست بوسی کی سعادت ملی اور اپنے ہمراہ حضرت مولانا ضیاء الدین قبلہ مدنی کے گھر لے گئے اور کئی وظائف پڑھنے کی اجازت عطا فرمائی۔ ۱۹۷۴ء میں دوبارہ حج بیت اللہ کی سعادت ملی جبکہ تیسری بار ۱۹۹۵ء میں اپنی والدہ مرحومہ مغفورہ کے ہمراہ یہ سعادت حاصل ہوئی علاوہ ازیں تین بار عمرہ ادا کرنے کے لیے حرمین شریفین تشریف لے گئے۔ دو مرتبہ عرس حضرت خواجہ غریب نواز حسن سنجریؒ میں شرکت کے لیے اجمیر بھارت گئے اور دوبار حضرت صابر احمد علاؤ الدین کلیری کے عرس مبارک میں شمولیت کی پاکستان میں اولیاء کرام کے مزارات پر اکثر حاضری کے لیے دور دراز کے سفر اختیار کرتے رہتے ہیں۔

حضرت مولانا ابوالمعانیؒ آپ کے سلسلہ درس و تدریس سے بہت خوش تھے اور اپنے

شعار میں بھی آپ کا ذکر کیا ہے:

میرے نور نظر دلبر میرے محبوب سبحانی تیرا حافظ ناصر وہ قادر جس کی سلطانی  
محمد مصطفیٰ خیر الوری آقا تیرا حامی صدا ہو راہ نما نور یزدانی  
غلام کمترین تو بے خطر رب سے یہ دعا کر تیرا محبوب ہو یارب میرا محبوب سبحانی

آپ چٹاگانگ سے ہری پور ہزارہ جامعہ اسلامیہ رحمانیہ چلے آئے اور کچھ عرصہ تک یہاں درس و تدریس جاری رکھی جب جامعہ غوثیہ حسن ابدال کا قیام عمل میں آیا تو آپ ہری پور سے حسن ابدال مستقل طور پر منتقل ہو گئے اور یہاں خطابت و امامت کے ساتھ ساتھ دارالعلوم کا نظم و نسق سنبھال لیا چند سال تک آپ دارالعلوم چشتیہ فاضلیہ برمزار حضرت خواجہ سید محمد فاضل شاہؒ گڑھی افغاناں واہ کینٹ میں بھی تدریس کرتے رہے آجکل جامعہ فیض القرآن حسن ابدال میں شیخ الحدیث کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

تحریک ختم نبوت و تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ میں بھرپور کردار ادا کیا علاقہ بھر میں جماعت اہل سنت کو منظم کرنے میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں ہر ملی و مذہبی تحریک میں پیش پیش رہتے ہیں۔ ۱۹۷۸ء سے آپکی زیر نگرانی حضرتؒ کا سالانہ عرس مبارک چمبہ پنڈ میں انعقاد پذیر ہوتا ہے۔ کئی ایک رسائل آپ نے تحریر کیے نہ صرف لوگ بلکہ مختلف شہروں سے علماء کرام مسائل میں فتویٰ حاصل کرنے کے لیے آپکی طرف رجوع کرتے ہیں حسن ابدال کی سب سے بڑی علمی شخصیت کے طور پر پہچانے جاتے ہیں۔ عبادت و ریاضت کی خوب پابندی کرتے ہیں علوم اخلاق میں اپنے عظیم والد کے وارث ہیں طبیعت میں انتہائی سادگی متانت اور عاجزی و انکساری پائی جاتی ہے۔

”والباقيات الصالحات“ (القرآن الکریم)

باقیات الصالحات آمد پسر

گر بود بایا دحق بعد از پدر

## شمائل و خصائل

## باب سوم

## اوصاف کریمانہ:-

قائم اللیل صائم النہار ابوالمعانی حضرت مولانا غلام ربانیؒ کی سیرت مجسم پیکر اخلاص زہد تقویٰ، عاجزی و انکساری، خشیت الہی اور اخلاق کریمانہ کی آئینہ دار تھی۔ دھیمی آواز میں گفتگو کرنا، فرائض منصبی کو وقت پر ادا کرنا، عبادت و ریاضت یا مطالعہ میں مصروف رہنا، فرائض و واجبات کے علاوہ سنت و مستحب باتوں پر عمل پیرا رہنا ہر ایک سے خندہ پیشانی سے پیش آنا، زندگی بھر کبھی کسی کا نقصان نہ چاہا، بچوں پر انتہائی شفیق، عاجزی و انکساری کی عملی تفسیر، غرور و تکبر کا دور دور تک نشان نہیں، وقت کے انتہائی قدر دان، طبیعت میں نمود و اظہار کا شوق ہرگز نہیں، ملکی حالات حاضرہ سے ہمیشہ باخبر رہنا، لباس اور وضع میں کسی نوع کا تکلف نہ برتنا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ دل میں عشق مصطفیٰ ﷺ کی شمع ایسی روشن کہ ملنے والا ہر شخص آپ کی زبان پر ہمیشہ درود پاک کے ذکر کو پاتا اور سرکارِ دو عالم ﷺ کے ذکر کے دوران آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں جاری رہتی تھیں یہ اور اس جیسے کئی اوصاف کے حامل حضرت مولانا ابوالمعانیؒ کی ذات گرامی تھی۔

## حب الہی اور عشق مصطفیٰ ﷺ

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اولیاء کرام کی صفات کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں:

ہم نشینی جوئی با اہل وفا	قلب شان آئینہ حق از صفا
درضیا بخش چومہرا نوراند	نصرت ویاری حق را مظہر اند
نصرت از خاصان درگاہ الہ	ہم زحق باشد بجو بیگاہ گاہ
نائب حق اندر درکون و مکاں	سبر نابد مہر و ماہ از امر شان
چونکہ فانی گشتہ انداز خویشیتین	گوش و چشم و دست شان شد ذوالہمنین
ہست بی یسمع و بی بیبصر مدام	حال خاصان الہی والسلام

اولیاء کرام کی مجلس اختیار کرنی چاہیے کیونکہ ان کا دل صفائی میں آئینہ حق ہوتا ہے چمکتے سورج کی طرح وہ روشنی دیتے ہیں اللہ رب العزت کی مدد اور نصرت و تائید الہی سے ظاہر ہوتی ہے چونکہ خاصان حق کی نصرت اللہ کی طرف سے ہوتی ہے لہذا ہر حال میں اس کی طلب میں لگا رہے یہ لوگ کون و مکان کی محفل میں اللہ رب العزت کے نائب ہیں سورج و چاند ان کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کرتے یہ لوگ اپنے آپ سے فانی ہو چکے ہیں لہذا رب العزت ان کے کان آنکھ ہاتھ بن چکا ہے اللہ کے مقبول بندوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذریعے یہ لوگ سنتے اور دیکھتے ہیں۔

حضرت ابو المعانیؒ کی سیرت مبارکہ حب الہی، ذکر الہی خلیت الہی اور عبادت الہی سے بھرپور نظر آتی ہے اپنے خالق کو یاد رکھا زندگی کہ ہر گوشے بچپن لڑکپن جوانی اور بڑھاپے میں یاد الہی میں مصروف رہے ہر وقت زبان پر اللہ رب العزت کا ذکر جاری رہا انسان کی تخلیق کا مقصد قرآن کریم نے عبادت قرار دیا ہے وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون (القرآن الکریم) اور میں نے جن و انس اس لیے بنائے ہیں کہ میری عبادت کریں۔

زندگی آمد برائے بندگی زندگی بے بندگی شرمندگی

آپ نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر عمل کر کے دکھایا اور ہمیشہ دوسروں کو اس کی تلقین کرتے رہے آپ کی تقاریر کا موضوع خلیت الہی ہوتا اپنے سامعین کو آخرت کی تیاری کی تلقین کرتے اور ان کے اندر اس جذبے کو ابھارتے کہ گناہ کم سے کم کرو اس کے بدلے میں آخرت میں سزا ملے گی جہاں تک ممکن ہو برائیوں سے بچو اور تقویٰ و نیکی اختیار کی جائے زندگی عارضی و فانی ہے یہ ختم ہونے والی ہے ابدی زندگی کے لیے تیاری کی جائے گناہوں سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ قبرستان کی سیر کی جائے موت کو کبھی نہ بھولیں آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ اکثر چمبہ پنڈ کے قبرستان میں تشریف لے جاتے اور وہاں عبادت الہی میں مصروف رہتے زندگی کے آخری سالوں میں یہ عادت پختہ ہو چکی تھی وصال سے دو سال قبل اپنی قبر خود تیار کروائی اور اس میں بیٹھ کر عبادت اور حب الہی میں وقت گزارتے تھے۔

رقت قلب کا یہ عالم تھا کہ کئی بار ایسا ہوتا کہ جب بھی کوئی آپ کے حجرہ اعتکاف میں داخل ہوتا تو آپ کی آنکھوں میں آنسوؤں کی لڑیاں اُسے نظر آتیں کسی محفل میں تشریف فرما ہوتے تو خوف الہی سے آنکھیں تر رہتی تھیں شب بیداری آپ کا معمول تھا طویل قیام میں تلاوت کلام پاک فرماتے اور آنکھوں میں آنسو رواں ہوتے دیکھے گئے رقت اس قدر طاری ہوتی کہ روتے روتے بجگی بندھ جاتی تھی۔ نرم دلی اور رقت قلب کے باعث بات بات پر آہ سرد کھینچتے۔ خوف محشر اور عبرت پذیری کا یہ عالم تھا کہ آپ کے لیے دنیا کا ذرہ ذرہ عبرت کا سرمایہ تھا ہمیشہ فرماتے کائنات کی ان چیزوں سے حساب و کتاب نہیں لیا جائے گا انسان کو حساب دینا پڑے گا کاش کہ میں بھی خس و خَشاک ہوتا۔

قیامت کے مواخذہ سے بہت ڈرتے اور روتے روتے آنکھیں سوج جاتی تھیں آپ کے دل کا ہر لمحہ خوف خداوندی سے لرزاں و ترساں رہتا تھا۔

آپ کے دل میں کس قدر حب الہی کا جذبہ موجزن تھا اس کا اظہار تقاریر کے علاوہ آپ کی شاعری سے بھی ہوتا ہے جو حمد یہ کلام آپ نے لکھا ہے اس کا بغور مطالعہ کیا جائے تو آپ کی کیفیات و احساسات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے آپ کا حمد یہ کلام کتاب ہذہ کے باب نمبر ۵ کے علاوہ آپ کے مطبوعہ کلام ”گلدستہ غلام“ میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

مکتہ المکترمہ میں بحالت اعتکاف قاضی الحاجات جل جلالہ کی بارگاہ میں یوں عرض کرتے ہیں:

ہوں فقیر احقر حقیر ادنیٰ غلام      کر نظر یا ذوالجلال ذوالکرام  
 پُرگناہ سراپا گناہ ہوں بے و قر      ہے وسیع رحمت تری یا ذوالقدر  
 ہوں سراپا عیب سراپا بے ہنر      تو ہے حق سبحان عالی ذوالقدر  
 لے کے آیا ہوں تمنائے عظیم      مسکنت افلاس یارب کریم  
 کون میرا ہے سواتیرے مجیر      تو میرا والی ہے ناصر دست گیر

حمد باری تعالیٰ میں ”کل یوم ہو فی شان“ کے تحت اظہار خیال کیا:

کل یوم شان ہے رب کی عیاں سن غلام کترین سے یہ بیاں  
 دیکھ رب کی بے نیازی برتری کس طرح یوسف کو بخشی سروری  
 کس طرح تھی وہ زلیخا کان دُر ہو گئی بدنام خستہ بادہ خور  
 جب کیا بدعزم صاحب فیل نے کر دیا اس کو فناہ بانیل نے  
 کوئی دنیا میں ہے مسکین خستہ حال ہے تو نگر کوئی صاحب عز و مال  
 کوئی بے اولاد بے ازواج ہے کوئی بد اولاد میں ناشاد ہے  
 رب صمد ہے شان ہے اسکی عجب جس کو چاہے جس طرح دیدے لقب

خشیت الہی یاد الہی سے خضوع و خضوع اس قدر ہوتا کہ ماحول سے بے خبر ہو کر تمام ضروریات کو پس  
 پشت رکھتے ہوئے سارا سارا دن حجرہ اعتکاف میں گزار دیتے تھے تمام عبادات و وظائف میں مقصود  
 رضائے الہی اور اخلاص پیش نظر ہوتا کبھی بھی رجا اور خود غرضی کو قریب نہ آنے دیا۔

تو بندگی چو گدایاں بشرط مزدکن کہ خولجہ خود روش بندہ پروری داند (حافظ شیرازی)

آپکی زندگی قل ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی لله رب العالمین کی مظہر تھی۔  
 جہاں قرآن کریم نے یہ بیان فرمایا کہ مومن کے دل میں سب سے زیادہ محبت اللہ تعالیٰ کی ہوتی ہے۔  
 والذین امنوا اشد حبا لله (القرآن الکریم) اور ایمان والوں کو اللہ کے برابر کسی کی محبت نہیں  
 وہاں قرآن نے یہ بھی بیان کیا ہے النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسهم (القرآن الکریم)۔ یہ نبی  
 مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ میں مومن کامل کب ہوں گا اس  
 عرض پر آپ نے فرمایا جب تو اللہ کا محبت ہو جائے گا عرض کیا اللہ کا محبت کب ہوں گا فرمایا جب تو اس  
 کے رسول کا محبت ہو جائے گا (مقدمہ دلائل الخیرات شریف)۔

خلاف پیمبر کے رہ گزید کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید (سعدی)



آپ کے جسم میں ایسا قلب انور تھا جس میں عشق مصطفیٰ ﷺ کی شمع فروزاں تھی آپ کی ایک ایک بات میں محبت رسول ﷺ کی جھلک نظر آتی ہے گذشتہ صفحات میں گذرتے ہوئے آپ کے واقعات اور خطوط سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کی شدید خواہش تھی کہ میں اپنی آنکھوں سے اس ملک میں نظام مصطفیٰ ﷺ کو عملی طور پر نافذ ہوتا دیکھوں آپ ہر بات میں اتباع و اطاعت رسول ﷺ کی پابندی کرتے کوشش فرماتے کہ نبی علیہ السلام کی ہر سنت پر عمل پیرا ہوں صورت و سیرت دونوں میں اطاعت رسول ﷺ کو ہمیشہ مقدم رکھا زندگی کے چھوٹے چھوٹے امور میں بھی سنت کی مطابعت کرتے جس گھر میں تشریف لے جاتے استفسار فرماتے کہ باورچی خانہ میں عورتیں قبلہ رخ بیٹھ کر کھانا بناتی ہیں یا نہیں انتہائی طور پر خوشی کا اظہار فرماتے اگر یہ معلوم ہوتا کہ اہل خانہ کا باورچی خانہ قبلہ رخ ہے اگر یہ معلوم ہوتا کہ عورتیں قبلہ کی طرف پشت کر کے کھانا بناتی ہیں تو ان پر سمت قبلہ کی اہمیت واضح کرتے اور تلقین کرتے کہ قبلہ رخ بیٹھ کر کھانا بنایا جائے۔

ایک مرتبہ مولانا حسن الدین کے رشتہ داروں کے ہاں اندرون محلہ حسن ابدال میں ختم پاک کی محفل تھی جس میں کئی علماء کرام و حفاظ شامل تھے جب آپ محفل میں شامل ہوئے تو مولانا حسن الدین نے ایک تکیہ آپ کے پیچھے اور ایک سامنے رکھ دیا۔ قرآن کریم کی تلاوت کے لیے آپ نے مولانا سے قبلہ رخ دریافت کیا تو آپ فوراً اس مقام سے اٹھ کر قبلہ رخ بیٹھ گئے شریک محفل علماء کرام آپ کی اس آداب نبویہ کی اہمیت کو دیکھ کر متاثر ہوئے اور سب علماء حفاظ قبلہ رخ بیٹھ گئے۔ آپ کی عادت مبارکہ تھی ہمیشہ اپنے پاس کمپاس رکھتے تاکہ کسی بھی مقام پر قبلہ رخ بیٹھ کر تلاوت و وظائف پڑھے جائیں دوران سفر بھی کوشش کرتے کہ قبلہ رخ بیٹھا جائے۔

جو دل رسول اکرم ﷺ کی محبت سے خالی اور جو قدم اسوۂ حسنہ کا جادہ مستقیم سے منحرف ہے وہ کبھی بھی سعادت کو نین کی نعمت سے متمتع نہیں ہو سکتا آپ جمال نبوت کے سچے شیدائی تھے آپ کی ولادت

سوموار کو ہونی سرکارِ دو عالم ﷺ کی ولادت و وصال سوموار کو ہے اس میں اتباع کی شدید خواہش کا اکثر اظہار یوں کرتے کہ ” کاش فقیر کی ولادت سوموار کی نسبت سے مشرف سے نوازی جائے وصال بھی سوموار کو ہو “ اکثر اپنی قلمی تحریروں میں لکھا ہے کہ ” اب فقیر کی عمر اتنی ہے ممکن ہے ۶۳ سال کو پہنچ جائے “ ایک مقام پر لکھا ہے ” فقیر کی اب عمر ۶۱ پوری ہو کر ۶۲ شروع ہے ممکن ہے کہ فقیر کی عمر ۶۳ سال ہو و العلم التام عند الله الملك العلام جل جلاله “۔

اتباع رسول اللہ ﷺ میں ہر سوموار کو روزہ رکھتے ایام مسنونہ کے روزے ترک نہ کیے اعتکاف رمضان کا ناعہ نہ کیا اپنی دونوں غیر مطبوعہ تصانیف میں درود پاک کے فضائل خوب بیان فرمائے ایک ایک فقرے سے آپ کی محبت رسول ﷺ کی عکاسی ہوتی ہے نعتیہ کلام کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کس قدر ارادت و عقیدت کے ساتھ سرکارِ دو عالم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں اپنا نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں۔ یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ جب تک عشق کی گہرائی ارادت و عقیدت کی کیفیت نہ ہو نبی علیہ السلام کی بارگاہ میں نعت کہنا محال ہے آپ نے بصد ادب و احترام اور محبت کے جذبات کے ساتھ ساتھ عاجزی انکساری سے نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے۔

ایمان مصطفیٰ پر تعظیم مصطفیٰ کی	لازم ہے مومنوں پر توقیر مجتبیٰ کی
رب نے ادب نبی کا قرآن میں بتایا	آیات اس پر قرآن دیکھو بہت سی لایا
لا تجعلوا الا ترفعوا قرآن ہے لایا	ان میں عجب ادب کا قرآن سبق بتایا
تقدیم راعنا میں تکریم حق سنائی	تعظیم مصطفیٰ کی رب نے عجب سکھائی
تعظیم مصطفیٰ کی بے شک ہے جان ایمان	جس نے ادب یہ چھوڑا ہے وہ لعین اور حیوان
جس نے ادب نبی کا ایمان سے ملایا	ہے متقی وہ مومن اجر عظیم پایا

بارگاہِ دو عالم ﷺ میں نہ کسی کا دعویٰ چلتا ہے نہ بلند آواز سے اذن باریابی ہے، وہاں تو صرف نگاہِ پہنچی ہے، دامن پھیلا ہوا ہو خیرات مانگنے کے لیے اپنے کشکولِ نیاز کو آگے بڑھانا پڑتا ہے کیا خوب بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا ہے۔

سیاہ کاری جفا پیشہ میں ضائع عمر کی اب تک  
مگر کہتا رہا ہوں یہ گدا ہے، دیدہ تر تیرا  
سراپا ہوں گناہ آقا مگر نازاں ہوں قسمت پر  
وظیفہ نام ہے تیرا یہ احقر بے قدر تیرا  
نہ زہر ہے اور نہ زاری بد عمل برباد ہیں ہمراہ  
فقط ہے آس تیری مختصر یہ بے ہنر تیرا  
نگائے لطف فرمایا جیبی یا رسول اللہ  
غلامِ کمترین کب تک پھرے گا در بدر تیرا

سرور کائنات ﷺ کی ولادت باسعادت کے موقع پر خیالات کا اظہار کرتے ہوئے آپ کے فضائل و کمالات اور معجزات کا ذکر ان الفاظ میں کیا۔

مبارک ہو مبارک ہو رحمۃ اللعلمین آیا  
وہ برہان شانِ رحمن سر بسر نور مبین آیا  
وہ شاہد حاضر و ناظر علیم آیا حکیم آیا  
وہ آقابت شکن ماجی محمد ماہِ جبین آیا  
وہ سراپا نور برہان سر بسر شکل بشر آیا  
قسیم آیا جسیم آیا نسیم آیا وسیم آیا  
عزیز آیا حریص آیا رؤف آیا رحیم آیا  
وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن  
وہی قاسم وہی خاتم وہی ختم المرسلین آیا  
بشیر آیا نذیر آیا سمیع آیا بصیر آیا  
وہ آقا صاحبِ اسماء حسنی شاہِ دین آیا  
غلامِ کمترین کا جو وسیلہ خوش تریں آیا  
صد ا صلوة و تسلیمات حق ہوں اس پیارے پر

نبی علیہ السلام پر درود پاک پڑھنے کی فضیلت کو بیان کرتے ہوئے یوں ارشاد فرمایا۔

ورد کن ورد درود مصطفیٰ تارہی تو از بلارنج و عنا  
از عبادت باہمہ ورد درود ہست بہتر بے خطا عند اللودود  
بر محمد چون درود خواں شوی الفت محبوب حق حاصل کنی  
دمبدم می خواں درود مصطفیٰ تا شوی محبوب محبوب خدا

مدینہ منورہ کی زیارت کے لیے اپنی تڑپ اور سوز گداز کا اظہار کرتے ہوئے یوں عرض کیا ہے۔

قافلہ حجاج کا جانب عرب جب چل گیا میری امیدوں کا خرمن آہ سارا جل گیا  
 اے غلام کمترین گر تو بھی ہوتا خوش نصیب اس مبارک قافلہ سے تو بھی ہوتا مل گیا  
 کر تصور روضہ اطہر کا دل میں اے غلام اس تصور پاک سے تجھ کو بھی آقا مل گیا  
 ہر ایک کو نماز باجماعت ادا کرنے کی تلقین کرتے جیسا کہ آپ کے مکتوبات سے یہ بات  
 واضح ہوتی ہے۔ سفر کے دوران کسی نہ کسی شخص کو ساتھ رکھتے تاکہ نماز باجماعت ادا کی جائے سفر کے  
 دوران بس والوں سے بوقت نماز فرمادیتے کہ بس روکی جائے نماز ادا کرنی ہے اگر بس والے جلدی  
 ظاہر کرتے تو ٹکٹ کی پرواہ کیے بغیر بس سے اتر کر نماز باجماعت ادا کر کے دوسری بس پر سوار  
 ہو کر منزل کی طرف جاتے تھے۔ نماز کی ادائیگی میں وقت کا لحاظ ضرور رکھتے اور کوشش فرماتے کہ  
 اول وقت میں نماز ادا کی جائے اس میں ہمیشہ سرکارِ دو عالم ﷺ کی سنت مطہرہ کو پیش نظر رکھتے  
 تھے۔

موضع موہڑہ کے امام مسجد کے بقول ایک شخص موہڑہ کا حج کر کے واپس آیا تو آپ اُس  
 سے ملنے کی غرض سے موہڑہ آئے آپ نے روزہ رکھا ہوا تھا سیدھا مسجد میں تشریف لائے وہاں  
 آپ نے نماز ظہر کی امامت فرمائی نماز کے بعد دیکھا گیا کہ آپ کے چہرے پر ناراضگی کے آثار  
 تھے۔ آپ مسجد سے ہی واپس اپنے گاؤں جانے لگے تو امام مسجد نے عرض کیا اگر حکم فرمائیں تو میں  
 جا کر حاجی صاحب کو بلا لاؤں آپ نے فرمایا جس شخص کو رب العزت نے اتنی بڑی نعمت سے  
 سرفراز فرمایا اپنے اور اپنے محبوب ﷺ کے گھر کی زیارت کی سعادت عطا کی پھر وہ نماز جیسے اہم  
 فریضہ اور سنت موکدہ جماعت جیسے عمل صالح میں کوتاہی کرے اُس سے ملاقات کا کیا فائدہ ہے  
 چنانچہ بغیر ملاقات کے آپ واپس چمبہ پنڈ چلے گئے بعد میں جب حاجی صاحب کو واقعہ کا علم ہوا تو  
 بغرض ملاقات چمبہ پنڈ اُس وقت کچھ تحفے لے کر حاضر ہوئے تو یہ عذر بیان کیا گھر میں کچھ مہمان

آئے تھے جس وجہ سے نماز باجماعت کے لیے حاضر نہ ہو سکا تو آپ نے انہیں تلقین کی کہ حج کی بدولت جب انسان گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے تو اس کے بعد سچی توبہ یہ ہوتی ہے کہ اس کی کوئی نماز باجماعت قضا نہ ہو اور یہی تقویٰ کی احسن دلیل ہے۔

آپ کے تقویٰ و طہارت اور پابندی صوم و صلوة کی بنا پر سلطان العارفین محبوب الہی حضور قبلہ سید غلام محی الدین گیلانی المعروف قبلہ بابو جی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت محدث اعظم شیخ الحدیث مولانا سردار احمد رضوی قادری فیصل آباد، حضرت مولانا قاضی عبدالسبحان کھلاہٹی جیسی جید و مقتدر شخصیات جب بھی کبھی ہری پور ہزارہ یا اس کے مضافات میں کسی تقریب میں شامل ہوئے اگر آپ وہاں موجود ہیں تو ہمیشہ آپ کو ہی امامت کرانے کا شرف ملا۔

نماز تہجد کی پابندی فرض نمازوں کی طرح کی دو نفل تحسیتہ الوضو اور مسجد کے ضرور

پڑھتے تھے۔

زہد و تقویٰ:

ورع و تقویٰ حضرت ابوالمعانی محمد غلام ربانیؒ کے معدن اخلاق کا سب سے درخشاں گوہر ہے۔ زہد سے مراد دنیا سے بے رغبت ہو جانا اور اتقا یہ ہے کہ خدا کی رضا کے لیے تقویٰ اختیار کرنا تمام عبادات میں مقصود تقویٰ ہے، قبول اعمال کا معیار تقویٰ ہے، قرآن کریم کے مطابق فضیلت کا معیار تقویٰ ہے۔

”افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فهو علی نور من ربہ۔ ترجمہ: تو کیا وہ جن کا سینہ اللہ نے اسلام کے لیے کھول دیا ہے۔ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو صحابہ کرام نے سرکارِ دو عالم ﷺ سے پوچھا یہ شرح صدر (سینہ کا کھل جانا) کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ وہ ایک نور ہے جو دل میں پیدا ہوتا ہے جس کے باعث سینہ کھل جاتا ہے صحابہ نے عرض کیا اسکی نشانی کیا ہے فرمایا انسان کا دل دنیا سے سرد ہو جاتا ہے اور آخرت کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے آپ نے زندگی بھر کسی چیز کی طمع و حرص نہ کی غذا، لباس، رہائش، غرضیکہ ہر چیز میں سادگی کو اپنایا کبھی مال و دولت کو جمع نہ ہونے دیا کہ آپ صاحب نصاب بن جاتے اگر کچھ مل گیا تو اللہ رب العزت کا شکر ادا کیا اور اگر نہ ملا تو صبر و استقامت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا خود بھی موت کو یاد رکھا اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کرتے رہے وصال سے دو سال قبل خواب دیکھنے پر (تفصیلی ذکر حالات زندگی میں گذر چکا ہے) دنیا سے مکمل طور پر اجتناب کر لیا اور موت کی تیاری میں مصروف ہو گئے اپنی قبر تیار کروائی اور عرصہ دراز تک اُس میں عبادت کرتے رہے عبادت و ریاضت کا یہ عالم تھا بچپن ہی سے ایام مسنونہ کے روزے رکھنے شروع کر دیئے تھے وصال سے قبل تقریباً دس سال مسلسل روزے رکھے اور حالت اعتکاف میں رہے اس دنیا سے وصال بھی حالت صوم میں ہوا۔ سنت اعتکاف کا زندگی بھر اہتمام فرمایا اگر کسی سال اعتکاف نہ کر سکے تو اگلے سال بیس روز تک رمضان المبارک میں اعتکاف کیا جبکہ ذی الحجہ میں بھی دس روز کا اعتکاف کرتے رہے۔

رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں ستائیس رمضان کی رات کو ختم قرآن کریم کا خصوصی اہتمام فرماتے ایک سال ایک حافظ صاحب نے آپ کی مرضی کے برخلاف تیس رمضان کو ختم پاک کرنے کا ارادہ ظاہر کیا اس پر آپ نے انہیں لیلۃ القدر ستائیسوں کی اہمیت اس انداز سے بیان فرمائی کہ لیلۃ القدر میں نو حروف ہیں اور یہ الفاظ تین بار آئے ہیں اس طرح یہ  $27 = 9 \times 3$  بنتا ہے دیگر دلائل بیان کرنے پر حافظ صاحب آپ کے فرمانے کے مطابق ۲۷ ویں رات کو ختم پاک پر رضا مند ہو گئے۔ اسی طرح آپ کے وصال سے چند سال بعد تلہ گنگ کے ایک حافظ نے جامع مسجد غوثیہ میں نماز تراویح پڑھائیں اور تیس رمضان کو ختم پاک کا اعلان کر دیا علاقہ کے لوگوں نے سمجھایا یہاں کا دستور ہے اور حضرت کی زندگی میں ہمیشہ اسی طرح ہوا ہے کہ ستائیسوں کو ختم پاک کی محفل ہوتی ہے اس پر حافظ صاحب نے اصرار کیا لوگ خاموش ہو گئے رات کو مذکورہ حافظ حضرت کے

حجرہ اعتکاف میں سوئے صبح خود ہی اعلان کر دیا کہ ختم پاک کی محفل ستائیس رمضان کو ہوگی لوگوں کے پوچھنے پر بتایا کہ رات خواب میں ایسی صورت و شبیہ مبارک (حضرت کی طرف اشارہ کیا) والے بزرگ خواب میں ملے اور مجھے فرمایا ہم آپ کا قرآن پاک سننے آتے ہیں آپ ستائیسوں شب کو ختم پاک کریں۔

شب بیداری آپ کا معمول تھا ہمیشہ باوجود ہتے ساری ساری رات نوافل ادا کرنے میں گذر جاتی تھی۔ نماز باجماعت ادا فرماتے، بلوغت سے لے کر تا وصال آپ کی صرف تین نمازیں قضا ہوئیں۔ آپ صاحب الترتیب تھے۔ نوافل اشراق، اوابین کی بھی پابندی فرمائی و طائف اس قدر کثرت سے پڑھتے کہ دن کا اکثر حصہ اسی میں صرف ہو جاتا۔ ابتداء میں دس روز میں قرآن کریم کی تلاوت مکمل کرتے تھے جبکہ آخری سالوں میں تین دن میں قرآن پاک کی تلاوت مکمل کر لیتے اسی بنا پر آپ کو قرآن مجید حفظ ہو چکا تھا عبادت میں خوب ذوق رکھتے تھے نماز میں خشوع و خضوع کی ایک انوکھی کیفیت تھی تلاوت قرآن کریم کی سماع میں محویت کا یہ عالم تھا کہ شبینہ میں سارا کلام پاک سماعت کر جاتے مگر پاؤں میں جنبش تک نہ آتی اور نہ ہی کبھی تھکن کا اظہار کیا اور یہی حالت مراقبہ کی ہوتی تھی۔ تلاوت کلام پاک کے بعد آپ کا سب سے محبوب ترین وظیفہ درود شریف تھا اس میں کوئی مبالغہ آمیزی نہیں کہ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ہر وقت درود پاک پڑھتے بلکہ دوران گفتگو بھی درود پاک کا ورد جاری رہتا مخاطب گفتگو کر رہا ہوتا تو اس وقفہ کے دوران بھی آپ اپنے اس محبوب وظیفہ کو جاری رکھتے فی الواقعہ اس وظیفہ سے آپ کو عشق تھا اور اس بات کو بھی مد نظر رکھتے کہ اس وظیفہ کی عظمت کے پیش نظر پورے اخلاص اور حضور قلب سے اس کو پڑھا جائے۔

حضرت ابوالمعانی رحمۃ اللہ علیہ ان پارسا بزرگوں میں سے تھے جن کے لیے شریعت بمنزلہ طبیعت کے بن جاتی ہے عبادات کے ساتھ بے پناہ شغف تھا ایک نماز پڑھنا اور ایک نماز قائم کرنا ان دونوں میں جو فرق ہے وہ ہمیں حضرت کی زندگی میں نظر آتا ہے آپ تحریری طور پر ارد گرد

کے علاقوں کے علماء و ائمہ مساجد کے نام خط لکھتے سب کو ایک مقام پر جمع کرتے۔ پچاس پچاس دیہات کے عوام و ائمہ کرام جمع ہوتے اس جم غفیر سے آپ خطاب فرماتے محبت الہی و رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی کی تلقین کرتے موت و آخرت کا ذکر کر کے خود بھی روتے اور مجمع عام بھی رورہا ہوتا پھر آپ اس رقت آمیز منظر میں نماز استسقا کی امامت کرتے تو ضرور باران رحمت کا نزول ہوتا۔

دیانتداری کا یہ عالم کہ ایک بار راولپنڈی ریلوے اسٹیشن پر پہنچے تو ٹرین چل پڑی جلدی میں سوار ہوئے کہ ٹکٹ ٹرین کے اندر سے لے لوں گا مگر کوٹ نجیب اللہ کے اسٹیشن تک ٹکٹ کلکٹرنہ آیا کوٹ نجیب اللہ کے اسٹیشن پر اتر کر سب سے پہلے وہاں سے راولپنڈی تک کا ٹکٹ خرید کر پھاڑ دیا۔ آج کے اس لوٹ کھسوٹ کے عالم میں ایسی دیانتداری کی ضرورت ہے تبھی معاشرہ امن و سکون اور اطمینان و راحت کا گہوارہ بنے گا۔

### عاجزی و انکساری:

نماز اور اذکار عبادات کی پابندی کے باوجود آپ کی طبیعت میں زہدانہ خشکی نہ تھی انتہائی طور پر عاجزی و انکساری کا اظہار فرماتے کمال علمی کا یہ عالم تھا کہ جنید علماء کرام کو آپ سے شرف تلمذ حاصل تھا حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش تھی کہ آپ اُنکے عظیم مدرسہ دارالعلوم منظر الاسلام بریلی میں تدریس کے فرائض سرانجام دیں علاقہ بھر کے علماء کرام فتویٰ کے حصول کے لیے آپ کی طرف رجوع کرتے سابق وزیر اعلیٰ صوبہ سرحد صابر حسین شاہ کے جد امجد الحاج حافظ سید احمد سریکوٹی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے جانشین الحاج الحافظ پیر محمد طیب مدظلہ العالی شرعی مسئلہ یا وراثت کے مسائل کے سلسلہ میں اکثر اپنے مریدوں عقیدت مندوں کو تحریری فتویٰ حاصل کرنے کے لیے آپ کے پاس بھیجتے تھے آپ کے فتویٰ کو عدالت شرعی فیصلہ تسلیم کرتی تھی شریعت و طریقت میں اس ارفع اعلیٰ مقام کے باوجود آپ مجسم عاجزی و انکساری کے



مظہر تھے مسجد غوثیہ کے اندر تشریف فرما ہوئے تو اجنبی شخص آپ کی ظاہری حالت کو دیکھ کر قطعاً یہ فیصلہ نہ کر سکتا کہ اُس کے سامنے وقت کا عارف ربانی بیٹھا ہوا ہے۔ گھریلو کاموں میں مدد کرنا، کھیتی باڑی کا سلسلہ عمر بھر جاری رکھا اپنے ہاتھوں سے مسجد کی صفائی کرنا، سیاست و صحافت کے معرکوں سے دور رہے کبھی بھی دوسروں پر اپنی شخصیت کو ٹھونسنے کی کوشش نہ کی اور نہ ہی کبھی علمی رعب جمانے کی کوشش کی عام جلسوں اور محفلوں سے کنارہ کش رہے دیہات کی پرسکون زندگی کو پسند فرمایا اور گوشہ تنہائی میں مطالعہ یا ذکر و اذکار میں مصروف رہے۔

بڑوں کے علاوہ چھوٹوں کو بھی انتہائی شفقت اور ادب احترام سے پکارتے انسان کا کمال تو اضع انکساری یہ ہے کہ جس طرح اس کے اعضاء و جوارح افعال ناپسندیدہ سے مجتنب رہے اسی طرح زبان سے بھی ایسے کلمات ادا نہ کرے جس سے ندامت و پشیمانی ہو چنانچہ آپ کی عاجزی و انکساری کا یہ عالم کہ کبھی درشت و ناملائم الفاظ ادا نہ کیے غصہ کا اظہار صرف شریعت کی خلاف ورزی ہوتے دیکھ کر فرماتے ورنہ زبان سے کوئی سخت کلمہ ادا نہ فرماتے اپنے کلام میں بھی عاجزی کا اظہار یوں فرمایا کہ تخلص غلام پسند فرمایا اکثر مقامات پر اپنے لیے فقیر، کمترین، احقر حقیر جیسے الفاظ استعمال کیے ہیں۔

غلام بے سرو ساماں گدائے کمترین ناداں کہاں آقا کہاں تو اور کہاں تیری ثنا خوانی

ہوں غلام ابن غلام ابن غلام ان کے در سے ہوں سوالی بالذوام

تورؤف رحیم کریم شہا میں فقیر و حقیر و غلام تیرا

پڑھوں وقت نزع کے نام تیرا پھر منزل خوف و خطر کی نہیں

عجز و تواضع کا یہ عالم تھا کہ آپ نہایت متواضع و خاکسار تھے اپنا کام خود کرتے شب بیداری کی بنیاد پر رات کو چائے یا کسی اور کام کے لیے اہل خانہ کو تکلیف ہرگز نہ دیتے سردیوں میں خود ہی وضو کے لیے پانی گرم کر لیتے ہمیشہ دوسروں کے آرام کا خیال رکھا مگر ابتدائی سالوں میں جب گھر میں شب بیداری ہوتی تھی تو لائین کی روشنی انتہائی مدہم رکھتے اور دوسری جانب گتہ وغیرہ رکھ لیتے تاکہ اس روشنی سے اہل خانہ وقت محسوس نہ کریں کسی کو جگا کر اس کی نیند خراب نہ کرتے۔

ایک مرتبہ رات کو حسن ابدال کی جامع مسجد غوثیہ میں تشریف لائے سخت سردیوں کو زمانہ تھا مسجد کے صحن میں پہنچے تو دیکھا کہ مسجد کے ہال کمرہ کوتالا لگا ہوا ہے سخت سردی کے عالم میں مسجد کے صحن میں ہی عبادت میں مشغول ہو گئے صبح نماز فجر کی اذان کے لیے مؤذن نے مسجد کے ہال کمرہ کوتالا کھولا تو اندر تشریف لے گئے اور نماز کی امامت فرمائی اس کے بعد فرمایا کہ سردی محسوس ہو رہی ہے دروازہ مقفل ہونے کی وجہ سے صحن میں بیٹھا رہا تو عرض کی گئی کہ ساتھ والے کمرے میں طلبہ سو رہے تھے انہیں جگالیا ہوتا تا کہ تالا کھول دیتے فرمایا اپنے جان نفس کی خاطر طلبہ کو نیند سے بے وقت بیدار کرنا مناسب خیال نہ تھا اس واقعہ سے آپکی شب بیداری تقویٰ و طہارت عاجزی و انکساری اور احساس غیر کا پتہ چلتا ہے۔

### راست گوئی:

سچائی اور راست گوئی ایک غیر معمولی امر ہے اور یہ سفر خاصہ مشکل و کھٹن ہے آپکے اندر حق گوئی اور سچائی کا وصف بدرجہ اتم موجود تھا جھوٹ سے سخت نفرت فرماتے صفت سچائی کی تازگی آپکے چہرہ مبارک پر نظر آتی عام طور پر عورتیں گھروں میں چھوٹے بچوں کو بہلانے کے لیے جھوٹ بولتی ہیں آپ کے سامنے جب کوئی ایسی بات ہوتی تو آپ سخت ناراض ہوتے اور فرماتے اس سے اللہ رب العزت ناراض ہوتا ہے ایک تو اپنے نامہ اعمال کو خراب کیا جا رہا ہے دوسرا اس سے بچوں کو بھی جھوٹ بولنے کی تربیت دی جاتی ہے آپ نے سچائی کی خاطر بڑے سے بڑے نقصان کو برداشت کر لیا لیکن کبھی بھی مصلحت کی خاطر جھوٹ کی بھینٹ نہ چڑھے۔

### شوق کتب بنی:

حضرت ابوالمعانی مولانا محمد غلام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کو اوائل سے ہی کتب بنی کا شوق تھا جو وصال تک جاری رہا زندگی کے کسی حصہ میں بھی اس میں کمی نہ آئی عبادت و ریاضت اور اوراد و وظائف پڑھنے کے بعد باقی ماندہ وقت آپ مطالعہ کتب میں صرف کرتے تھے آپکی عادت مبارکہ

تھی کہ ہر نئی کتاب کو پڑھتے وقت اُس کے حاشیہ پر کچھ نہ کچھ ضرور تحریر فرماتے تھے چنانچہ آپ کے کتب خانہ میں موجود تمام کتب پر آپ کی تحریر موجود ہے کتب خانہ میں کئی ایک قیمتی اور نایاب کتب موجود ہیں چونکہ آپ کے آباؤ اجداد کئی پشتوں سے درس و تدریس کے سلسلہ سے وابستہ تھے لہذا ان کے دور کی کتب بھی آپ کے پاس محفوظ تھیں آپ نے نہ صرف ان کتب کی حفاظت کی بلکہ انہیں از سر نو جلد بندی کے مراحل سے گزارا کتب خانہ میں کئی ایک قلمی مخطوطے بھی محفوظ ہیں عربی کے چند رسائل کو آپ نے خود بھی نقل کیا ہے۔ آپ کی عادت تھی اگر کوئی صاحب آپ کو کسی تحفہ کی پیشکش کرتا تو آپ اُسے کتب لانے کا ارشاد فرمادیتے۔ حضرت شیخ القرآن کے ایک مرید محمد جہانگیر شہباز چشتی کراچی آپ کے انتہائی عقیدت مند اور نیاز مند تھے انہوں نے کئی ایک کتب آپ کو تحفہ میں پیش کیں۔

آپ کے پاس کئی ایک ماہنامہ رسائل بھی آتے تھے جیسا کہ علماء کرام کی عادت ہوتی ہے کہ انہیں ضائع کر دیتے ہیں لیکن آپ نے ان رسائل تک کو ترتیب کے مطابق محفوظ رکھا۔ آپ نے اپنی زندگی میں پیش آنے والے واقعات کو تحریر کیا معروف علماء کرام اور علاقہ بھر کے کئی لوگوں کے سن وصال آپ نے نوٹ کیے۔ کتاب ایک بہترین ساتھی ہے حجرہ اعتکاف میں گوشہ تنہائی میں ہمیشہ آپ کو مصروف مطالعہ یا عبادت و ریاضت میں دیکھا گیا۔

سخن مہمی و سخن سنجی:

آپ کے دیگر اوصاف میں سے ایک نمایاں وصف یہ کہ آپ کی شاعرانہ طبیعت کو عمدہ و نفیس کلام سے بڑا لگاؤ تھا آپ کا شمار صوفی شعراء میں ہوتا ہے زندگی بھر صرف حمد اور نعت لکھی یا پھر بزرگان دین کی منقبتیں لکھیں ہیں کبھی کسی دنیا دار کی خوشامد نہیں کی نہ کسی دنیاوی شخصیت کی منقبت لکھی۔ آپ کو اساتذہ وقت اور قدیم صوفی شعراء کا کلام از بر تھا عربی و فارسی محاورے اکثر دوران گفتگو موقع پر چسپاں فرماتے تھے خطوط لکھتے ہوئے بھی واقعہ کی مناسبت سے اشعار لکھتے رہتے

سب سے بڑی خوبی یہ کہ شاعری میں آپ کا کوئی باقاعدہ استاد نہیں ہے خود ہی کلام لکھا اور اس کی اصلاح بھی کر لیتے تھے۔ عمدہ کلام کی سماعت پر قاری کو خوب دعائیں دیتے نعتیہ کلام پر زار و قطار روتے بھی تھے ایک بار سردار محبوب الہی کے پیرومرشد (ترپی والے پیر) تشریف لائے محترم انور شاہ صاحب جنہوں نے چالیس سال تک چمبہ پنڈ میں لوگوں کو مفت علاج کیا اور دوائیاں دیں کچھ عرصہ وزیر آباد میں بھی قیام کیا وہ بھی موجود تھے اثنائے گفتگو امام عالی مقام سید شہداحضرت امام حسینؑ کا ذکر شروع ہو گیا آپ نے مناقب امام عالی مقام بیان کر رہے تھے اور ساتھ زار و قطار روئے اور عالم وجد میں آگئے شاہ صاحب اور پیر صاحب بھی حالت ذوق میں چلے گئے کہ اسی کیفیت میں رات گذر گئی۔

نہ تخت و تاج میں ہے نہ لشکر و سپاہ میں ہے جو بات مرد قلندر کی بارگاہ میں ہے

سادگی و نفاست پسندی:

حضرت نے ساری زندگی سادگی، کفایت شعاری اور نفاست پسندی سے گذاری۔ آپ نے کبھی فاخرانہ لباس نہ پہنا کبھی بھی مرغن و عمدہ کھانوں کی تمنا نہ کی رہن سہن کے معاملات میں عیش و عشرت کو اختیار نہ کیا سادہ صاف ستھرا لباس پہنا جو کھانا سامنے آ گیا اُسے کھالیا جو جگہ بیٹھنے کو مل گئی وہاں بیٹھ گئے خواہ چٹائی فرش بستریا چارپائی ہو غرضیکہ جس نے جہاں بھی بٹھایا وہیں تشریف فرما ہو گئے۔ آپ کا کمرہ انتہائی صاف ستھرا اور سادہ تھا تین اطراف کتابوں کی الماریاں ایک طرف چارپائی اور اُس کے سامنے جائے نماز بچھی ہوئی تھی جس کے سامنے ایک میز تھی جس پر ضروری کتابیں اور روزمرہ کے استعمال کی چیزیں پڑی ہوئی تھیں تمام اشیاء ترتیب سے پڑی ہوئی تھیں۔

آپ نے گفتگو اور خطابت کے ساتھ ساتھ شعر و شاعری میں بھی سادگی کے دامن کو نہ

چھوڑا عام فہم گفتگو کرتے شعر کہتے ہوئے سادہ الفاظ استعمال کیے جو سیدھا دل میں اتر جاتے ہیں

مشکل الفاظ تشبیہات و استعارہ کا استعمال نہ کیا آپ کا کلام سادہ مگر جامع ہے پڑھنے سے ایک خاص قسم کی کیفیات دل پر طاری ہوتی تھیں دل میں خشیت الہی حب رسول ﷺ فکر آخرت اور عمل کرنے کے جذبات ابھرتے ہیں۔

حضرت کا حلیہ لباس اور خوراک:

ارشاد نبوی ﷺ ہے قال خیار کم الذین اذا رؤوا ذکر اللہ (تم میں سب سے بہتر وہ ہستیاں ہیں جن کی صورت کو دیکھ کر اللہ یاد آجائے)۔

رنگ گندم گوں کشادہ پیشانی روشن دمکتا ہوا چہرہ، ابرو خمدار سفید داڑھی گنجان تابہ سینہ رخسار بھرے ہوئے آنکھیں بڑی بڑی اور بادہ وحدت سے مخمور، قد دراز، جسم فرہ اندام چوڑا سینہ ہاتھ پاؤں مضبوط، موئے مبارک سیدھے گیسوکانوں تک عمر بھر خضاب و مہندی استعمال نہ کی۔ آپ تصویر کشی کو پسند نہیں کرتے تھے البتہ آپ کی ایک تصویر ملتی ہے جو آپ نے انتہائی ضروری حالات میں شناختی کارڈ کے لیے بنوائی تھی اور اس پر ہمیشہ استغفار اور ندامت کا اظہار کرتے تھے انہی دنوں چہرے پر پھوڑا نکل آیا جو کئی ہفتوں بعد صحیح ہوا اس کے بارے میں کہا کرتے تھے یہ مجھے تصویر بنوانے کی سزا ملی ہے۔

آپ کو سفید لباس پسند تھا راقم الحروف نے کبھی بھی آپ کو رنگدار لباس میں نہیں دیکھا شلواری قمیض جب کہ گرمیوں میں ململ کا کرتہ پسند فرماتے سر پر رومال یا کپڑے کی ٹوپی رکھتے جمعہ المبارک یا محافل میں شرکت پر کلاہ پر سفید پگڑی باندھتے تھے اکثر ہاتھ میں رومال یا سفید چادر ضرور پاس رکھتے تاکہ گھر سے باہر نماز کی ادائیگی میں سہولت رہے سردیوں میں واسکٹ اور اچکن استعمال کرتے اور رنگین یا سفید رومال کندھوں پر ڈالتے تھے لباس کے معاملے میں نمود و نمائش کے قائل نہ تھے سادہ صاف ستھرا اور کم قیمت لباس پسند فرماتے زیادہ تر سفید لٹھے کا لباس زیب تن ہوتا تھا۔ گھڑی کلانی پر باندھنے کی بجائے پاکٹ کی گھڑی باریک زنجیر کے ساتھ باندھی ہوئی پاس رکھتے تھے قلم، کاغذ، تسبیح اور کنگھی کو کبھی بھی اپنے سے جدا نہ رکھا۔

چال و رفتار میانہ جس میں اہل علم کا وقار اور اہل دل کا بانگین نظر آتا گفتگو فرماتے تو ایک ایک لفظ گنا جاسکتا تھا آواز مبارک کے اندر سوز اور شیریں پن تھا انتہائی درد بھری آواز میں فارسی اردو اور پنجابی کے اشعار بھی دوران تقریر پڑھتے تھے قرآن کریم کی زیادہ تلاوت کی بنا پر دوران امامت و خطابت انتہائی اعلیٰ لہجہ میں قرآنی آیات کی تلاوت فرماتے تھے۔

اپنی خوراک کا بہت خیال رکھتے تھے سادہ مناسب کھانے کا اہتمام کرتے ہمیشہ اپنے پاس سیاہ مرچ پسپی ہوئی ضرور رکھتے جسے کھانے سے پہلے استعمال کرتے اور فرمایا کرتے تھے کہ اس کے استعمال کی وجہ سے اب تک نظر کمزور نہیں ہوئی ہے لالٹین کی روشنی میں عربی کتب کے باریک حواشی تک بغیر عینک کے پڑھ لیتے تھے۔ دن میں تین سے چار مرتبہ تک چائے پیتے سردیوں میں انڈے محبوب ترین غذا تھی مکئی کی روٹی کے ساتھ ساگ یا کڑھی کو پسند فرماتے مرغن غذاؤں اور بہت زیادہ میٹھی اشیاء سے پرہیز کرتے تمباکو نوشی سے سخت نفرت تھی اور اس کی برملا مذمت فرماتے۔

طبیعت طمع سے یکسر خالی تھی قناعت پسند اور متوکل تھے عابد و زاہد تھے مگر فراخ اور خوش رو، گفتگو مراتب کے لحاظ سے کرتے تھے چھوٹے بڑے کو بلا تخصیص محبت بھرے انداز میں مخاطب کرتے گفتگو میٹھی اور پر حلاوت تھی گو کم بولتے مگر کلام مربوط اور جامع ہوتا، تساہل و غفلت پر خفگی کا اظہار ہوتا بے جا تکرار نہ کرتے مسکراتے اور شفقت فرماتے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے ایک قطعہ میں اپنی مکمل سیرت خود بیان فرمائی ہے اسی آئینہ میں ہمیں سیرت عارف ربانی نظر آتی ہے۔

نہ مرا نوش ز تحسین نہ مرا نیش ز طعن نہ مرا گوش بدے نہ مرا ہوش ذمے

منم و کنج خمولی کہ نگجند دروے جز من و چند کتابے و دوات و قلمے

(مجھے کسی کی تحسین سے خوشی ہے نہ کسی کے طعن سے غم اپنی تعریف سننے کا عادی ہوں نہ

اپنی مذمت سے کوئی سروکار ہے بس میں ہوں اور گوشہ تنہائی ہو جس میں میری چند کتابوں اور قلم

دوات کے سوا دوسرا کوئی نہ ہو)۔

## تصانیف

## باب چہارم

حضرت ابوالمعانی مولانا محمد غلام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت پر تصانیف کے حوالے سے نظر ڈالی جائے تو اس ضمن میں ہمارے سامنے اُنکی تین تصانیف جو اُن کے تفکرات کا نتیجہ ہیں نظر آتی ہیں۔

نمبر: گلدستہ غلام درنعت سید خیر الانام ﷺ

حضرت ابوالمعانی کا یہ نعتیہ کلام ذکر حبیب = دل کا طبیب جو گلدستہ غلام کے نام سے حضرت مولانا غلام محبوب سبحانی نے آپ کے وصال کے بعد شائع کیا جو ایک سو ساٹھ صفحات پر مشتمل ہے اس نعتیہ کلام کے پیش لفظ میں آپ نے لکھا ہے۔

” حضرت قبلہ والد ماجد قائم اللیل صائم النہار ابوالمعانی مولانا محمد غلام ربانی صاحب علیہ الرحمۃ نے زیر نظر گلدستہ غلام کا مسودہ الحاج الحافظ پیر محمد طبیب صاحب مدظلہ العالی سریکوٹ کے ہاتھ فقیر کوچٹا گانگ بھیجا تا کہ یہ محفوظ ہو جائے پڑھ کر کوئی بندہ خدا عامل ہو اور ہمارے لیے ذریعہ نجات ہو مگر اس وقت زیارت حرمین شریفین کی حاضری کی بنا پر چھپوایا نہ جاسکا البتہ مدینہ طیبہ میں بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں پائے اقدس کے قریب نذرانہ عقیدت کے طور پر سب نعتیں پڑھ دی گئیں اس کے بعد حالات نے موافقت نہ کی۔ آپ کی شدید خواہش تھی کہ یہ مجموعہ نعت آپ کی زندگی میں ہی چھپ جائے مگر حالات کی نا مساعدت کے سبب یہ آرزو تشنہ تکمیل رہی اب بفضلہ تعالیٰ یہ ہدیہ قارئین ہے۔

اس گلدستہ نعت میں فارسی، اردو اور پنجابی زبان کے علاوہ آپ کے عربی اشعار بھی شامل ہیں

ہدیہ عید تھا گلدستہ اخلاص بھی تھا عشق سرکار کے اظہار کا غماز بھی تھا

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عباسؓ نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرا دل چاہتا ہے کہ آپ کی مدح میں کچھ عرض کروں آپ ﷺ نے اجازت دیتے ہوئے فرمایا لا یفرض اللہ فاک (اللہ آپ کی زبان کبھی بند نہ کرے)۔ نعت نبی اکرم ﷺ کی مدحت ہے تکریم رسول ﷺ ہے جوش ایمان ہے چراغ منزل عشق خدا ہے۔ خوشبوئے خصال مجتبیٰ ﷺ ہے اور رحمت حق کے ساتھ ساتھ شمع عرفان و ایقان ہے یہی وجہ ہے کہ قادر الکلام شاعر بھی نعت کے میدان میں خود کو عاجز پاتے ہیں۔

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشیتم کاں ذات پاک مرتبہ دان محمد است  
پھر یہ ایک حقیقت ہے کہ جب تک توفیق الہی عشق کی گہرائی عقیدت کی پختگی ارادت کی شدت نہ ہو اس وقت تک نعت نہیں کہی جاسکتی۔

کیا فکر کی جولانی کیا عرض ہنرمندی تو صیف یمبر ہے توفیق خداوندی  
حضرت ابوالمعانیؒ ایک عام شاعر نہیں بلکہ ایک عملی گھرانہ کے چشم و چراغ کے ساتھ ساتھ اپنے وقت کے عظیم عالم دین اور صوفی بزرگ ہیں آپ کی نعتیہ شاعری میں صرف لفاظی نہیں ہے بلکہ اطاعت و محبت رسول ﷺ کا پیغام دیا گیا عمل پر ابھارنے کی بھرپور کوشش کی سیرت مطہرہ کہ ہر گوشے کو اجاگر کیا سرکارِ دو عالم ﷺ کے محاسن قدسیہ کو بیان کرتے ہوئے بڑی خوبصورتی سے اپنے دل کے احساسات کو بیان کیا ہے بلکہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے آپ سے وہی نسبت حاصل ہے جو ایک غلام کو اپنے آقا سے حاصل ہے اور اپنی اس نسبت کا جا بجا اظہار کیا عاجزی و انکساری سے اس نسبت پر ناز بھی ہے۔

ہوں غلام ابن غلام ابن غلام ان کے در سے ہوں سوالی بال دوام

ایک اور نعت کے آخر میں یوں اظہار کیا:

تورؤف رحیم کریم شہا میں فقیر و حقیر و غلام تیرا

پڑھوں وقت نزع کے نام تیرا پھر منزل خوف خطر کی نہیں



اپنی نسبت کا اظہار ایک مقام پر اس طرح کیا:

کر غلام خستہ کی یہ التجا یا رب قبول ہو قوی نسبت نبی رغبت رسول اللہ کی  
 محبت رسول اللہ ﷺ عین ایمان ہے اس کا اظہار کئی مقامات پر کیا:  
 حب حبیب خدا جان ہے ایمان کی بے جان ہو ایماں وہ نہیں لائق توقیر  
 الفت حضور کی جسے حاصل نہیں غلام کامل نہیں ایمان میں ایماں ہے حقیر  
 آپ کے نعتیہ کلام پر نظر ڈالیں تو کہیں ہمیں سرکارِ دو عالم ﷺ کی صورت جلوہ گر نظر آتی ہے کہیں آپ کے  
 معجزات کا بیان ہے کہیں محامد و محاسن کا ذکر ہے کہیں سیرت کے انوار جلوہ نما ہیں کہیں اوصاف و کمالات کا  
 ظہور ہے کہیں سرکارِ مدینہ ﷺ کے ساتھ عشق و عقیدت کی رم جھم ہے۔ آپ نے اپنے ان اشعار میں  
 عقائد کا بھی اظہار کیا ہے اور قرآنی آیات کی تفسیر بھی بیان کی ہے۔ آپ کا نعتیہ کلام فنی لحاظ سے بھی اپنے  
 لوازمات کے ساتھ جگمگ رہا ہے درد سوز و گداز مستی کیف سبھی کچھ یہاں موجود ہے۔ آپ نے فارسی، اردو  
 اور پنجابی میں خوب اپنے جذبات و عقیدت کے پھول نچھاور کیے ہیں کتاب ہذا کے آخری باب میں اس  
 گلستا سے چند پھول عقیدت و محبت پیش کیے جائیں گے۔

### مبشرات مع تشریحات المعروف بہ نور ایمان گنج عرفان

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی یہ غیر مطبوعہ تحریر اس میں آپ نے اپنی چند خواہوں کی تعبیر بیان کی ہے  
 اور اپنے جذبات کا اظہار کئی مقامات پر اشعار کی صورت میں کیا یہ رسالہ سبق آموز براہین متین خزان  
 العرفان ہے جس میں کئی ایک مسائل پر تفصیل سے روشنی ڈالی خصوصاً اعتکاف اور درود پاک کے فضائل کو  
 بیان کیا ہے اس باب میں رسالہ ہذا نذر قارئین ہے۔

## نایاب تحفہ صلوة والسلام

آپکی تیسری تصنیف بھی غیر مطبوعہ ہے یہ کتاب ”تنبیہ الانام“ تصنیف شیخ سید ابوصالح بن حضرت شیخ عبدالرزاق بن شیخ المشائخ شہباز لامکانی محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانیؒ۔ مذکورہ کتاب کا قلمی نسخہ جو تین حصوں پر مشتمل ہے ایک لاکھ احادیث مبارکہ کا خزانہ ہے جس میں سرکارِ دو عالم ﷺ کے معجزات و صفات کا ذکر ہے حضرت ابوالمعانیؒ نے ان احادیث مبارکہ سے چند احادیث مبارکہ کی تشریح اشعار میں بیان کی ہے۔

آپکی عادت مبارکہ تھی کہ جو بھی کتاب آپکے زیر مطالعہ ہوتی آپ اُس کے اکثر مقامات پر حواشی لکھتے رہے۔ کئی ایک قدیم عربی کتب و رسائل کے مخطوطے بھی آپ نے نقل کیے ہیں علاوہ ازیں آپ کی کئی تحریریں مختلف موضوعات پر موجود ہیں جنہیں ایک کتابی صورت میں انشاء اللہ العزیز شائع کیا جائے گا بتوفیق رب العزت۔

یہاں ذیل میں سب سے پہلے وہ وصیت نامہ لکھا جا رہا ہے جس کی آپ نے بڑی فضیلت بیان کی ہے کئی ایک خطوط میں اس کو شائع کرنے کی خواہش کا اظہار کیا اور آپ نے جن لوگوں کی نماز جنازہ پڑھائی اکثر کے کفن میں اس وصیت نامہ کو رکھا رقم الحروف نے بھی اس وصیت نامہ کو جو آپ کے ہاتھ سے لکھا ہوا میرے پاس محفوظ تھا والدہ ماجدہ کے کفن میں رکھا اس وصیت نامہ کو گھر میں رکھنا وظیفہ بنانا فریم میں لگانا از حد مفید ہے اس وصیت نامے کے متعلق آپ نے لکھا ”یہ وصیت نامہ فقیر نے امام غزالیؒ کی کتاب ”کیمیائے سعادت“ جو قلمی صورت میں میرے پاس ہے اُسکی جلد پر باہر پہلی جانب لکھا پایا اگر اس کا ثبوت اصل کتب مروجہ سے نہ بھی ملے فضائل اعمال میں برائے فائدہ میت مسلم مسلمہ بنا بر حیلہ ذریعہ نجات ہے کوئی حرج نہیں۔ اس وصیت نامہ کے ساتھ لکھا ہوا پایا کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو مومن فوت ہو یہ آیات اس کے سر کے برابر دفن کریں اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم اس کو عذاب نہ ہوگا۔

بسم الله الرحمن الرحيم الم نشرح لك صدرک ۰ ووضعتنا  
 عنک وزرک الذی انقض ظهرک ۰ ورفعتنا لک ذکرک ۰ فان مع  
 العسر يسرا ۰ ان مع العسر يسرا ۰ فاذا فرغت فانصب ۰ والى ربك  
 فارغب ۰ واقم الصلوة طرفى النهار زلفا من اليل ط ان الحسنات  
 يذهبن السيئات ط ذالك ذكرى للذكرين ۰ افمن شرح الله صدره  
 لاسلام فهو على نور من ربه ط حسبنا الله توكلت على الله وهو رب  
 العرش العظيم ۰ والكاظمين الغيظ والعافين عن الناس ط والله يحب  
 المحسنين ۰ اشهد ان الا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان  
 محمد عبده ورسوله وان الموت حق وان الساعة حق وان الجنة حق  
 والنار حق والصراط حق والبعث حق وقولك حق وفعلك حق  
 ولقائك حق وان الساعة آتية لا ريب فيها وان الله ليعث من فى  
 القبور جمعيا ۰ اللهم قلبى محجوبا وعقلى مغلوبا ونفسى معيوببا  
 وهوائى غالبا وطاعتى قليل معصيتى كثير ولسانى مقرا بالذنوب  
 فكيف حالتى يا ستار العيوب وعلام الغيوب يا غفار الذنوب فاغفر لنا  
 ذنوبنا يا غفار يا غفار يا غفار ط اللهم صل على سيدنا محمد واله  
 اجمعين ۰ برحمتك يا ارحم الراحمين ۰

## رسالہ عجالہ مشتمل بر مبشرات احسنات مع التشریحات درجات

المعرف بہ نور ایمان گنج عرفان

از قلم قائم اللیل صائم النہار علامہ ابو المعانی محمد غلام ربانی علیہ رحمۃ چمبہ پنڈ ہزارہ

بحسن سعی عبدالمصطفیٰ غلام محبوب سبحانی حسن ابدال

پر حکم سبق آموز براہین شرح متین خزائن العرفان ہمراہ تشریحات

مبشرات معدن فیوضات مخزن کرامات جامع الحسنات والبرکات کما قال جل مجدہ۔

لہم البشری فی الحیوۃ الدنیا و الاخرۃ التجاہد رگاہ رب العلیٰ کبریٰ حق تعالیٰ جل و علا

مشتمل بر عجز و نیاز حقیقت حال پر ملال

تو ہے ستار میرے عیب چھپا اے صدر کرم	ساری دنیا سے ہوں محتاج ترین اے ابر کرم
دیکھتا ہوں جسے اس میں ہنر پاتا ہوں	اپنے آپ میں پاتا ہوں سب عیب و جرم و ستم
بیگانہ ہوں اخلاص سے تقویٰ نہیں ہمراہ	نفس و شیطان کے مکر و ساوس میں ہوں محکم
سر سے پاؤں تک ڈوبا ہوا ہوں فسق و فجور	لیکن تیرے رحم و کرم عفو سے مایوس نہ ہم
بات بیہودہ بہت منہ سے نکالی میں نے	وہ کیے میں نے گناہ جو نہ کیے اور کسی مجرم
الغرض کوئی نہیں اس موج جہالت میں میرا	تیرے ہی لطف و کرم پے ہے بھروسہ ہر دم
تیری درگاہ میں لاتا ہوں شفیع وہ آقا	جو وسیلہ ہے بڑا سب کا شفیع شافع اعظم

اے غلام سگ درگاہ محمد عربی

پڑھ درود ان پہ صدا دل کی جلا ہر جا پیہم

ہست کلید گنج حکم بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سحر کرشمہ وصلش بخواب میدیدم زہے مراتب کہ بہ زبیدار یست۔ سبحان اللہ

اول بشارت۔ جس میں حیوۃ آنحضرت ﷺ پر روشن دلیل ہے اور کتاب دلائل الخیرات کی مقبولیت ایک حقیقت ہے ۲ محرم الحرام ۱۳۴۹ھ دو شنبہ سوموار مکہ مکرمہ زاد ہا اللہ شرفاً و کراماً کی رات تھی علی الصبح روزہ رکھنے کی نیت تھی صحن بیت اللہ شریف مصلیٰ حبلی مالکی کے مابین باب ابراہیم باب الوداع دونوں راستوں کے درمیان سوراہا تھا نصف شب عربی ٹائم کے مطابق تقریباً پانچ بجے کا وقت تھا خواب میں دیکھا کہ منزل مثل اڈہ کے ہے جہاں بہت حمار دراز گوش جمع ہیں اچانک انہی المکرم شیخ القرآن ایک حمار پر سوار ہوئے آپہنچے اس فقیر کے سامنے سواری سے اترے جب فقیر نے دیکھا تو اس حمار کے بائیں پہلو پر لکھا ہوا یہ پایا کہ یہ حمار رسول اللہ ﷺ کے حمار یعقود نامی کی نسل سے ہے فقط حمار والے صاحب نے جو گام پکڑے آگے تھا ایک تصویر فوٹو جیب سے نکالانی الفور ید اہتہ فقیر نے معلوم کر لیا کہ یہ صورت پاک آنحضرت ﷺ کی ہے فداۃ ابی وامی۔ چنانچہ فقیر نے آنحضرت ﷺ کا چہرہ مبارک چمکتا ہوا اوسبلت شریف ریش مبارک غنین کریمین کی زیارت کی یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ زندہ تصویر مبارک ہے جس قدر غور سے دیکھتا لذت و ذوق زیادہ ہوتا جاتا تھا تبسم فرما رہے تھے بے حد مسرت ہوئی صاحب حمار بولا ایک آنہ یا قرش پر کوئی اس کو لیتا ہے فقیر فی الفور بولا ایک ریال روپیہ دیتا ہوں مجھے دو صاحب حمار نے مسرت سے وہ مبارک تصویر فوٹو میرے حوالے کر دی اور فقیر نے قبول کر لی ۲ محرم الحرام شب سوموار مکہ مکرمہ ۱۳۴۹ھ حسن اتفاق سے جب مدینہ منورہ روضہ اطہر کی حاضری نصیب ہوئی زہے سعادت فلة الحمد سید محبوب علی مدنی مدظلہ فقیر کی واپسی کے وقت باب السلام کے سامنے بازار میں ایک نسخہ دلائل الخیرات شریف دیا جو بارہا مرتبہ روضہ اطہر میں وقف ہونے کے بعد پڑھا گیا۔ سید مذکور نے فرمایا کہ نجدی حکومت سعودی کے دور

میں تمام نسخے دلائل الخیرات جلا دیئے گئے بقول بعضے یا نکال دیئے گئے۔ العیاذ باللہ العظیم منهم  
 ومن فبح فعلهم هذا للذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ۔ محبوب علی  
 صاحب نے کہا میرے والد نے یہ نسخہ حرم مکرم سے نکالا اور گھر رکھا مبادا یہ بھی کسی نجدی سفیہ کے ہاتھوں  
 برباد ہو فقیر بولا یہ حرم مکرم نبوی میں وقف رہا تھا بولے یہ تم خود فیصلہ کر لو فی الفور فقیر نے عرض کی کہ واقف کی  
 نیت یہ ہی ہے کہ اس کا ورد مبارک جاری ہے نہ کہ بند مگر نجدیوں کی وجہ سے یہاں اس کا رکھنا ممنوع ہے لہذا  
 اس حیلہ سے فقیر ہمراہ لے جاتا ہے اس کا مبارک ورد جاری رکھوں اور اس کے بدلے ایک چھوٹی تختی  
 والا قرآن کریم آپ لے آئیں اور حرم مکرم میں وقف کر دیں چنانچہ ایک ریال روپیہ سے قرآن کریم لا کر  
 وقف کر دیا اس کے بعد ایک سال یہ انکشاف ہوا جب کہ سحری کے وقت نسخہ مذکورہ کی تلاوت ورد کر رہا تھا  
 کہ آنحضرت ﷺ کا جو نوٹو تصویر مبارک تھی یہی بلا شک ہے جو ایک ریال روپیہ سے لیا تھا اور وہ حیلہ بھی  
 درست ثابت ہوا۔ اور یہ اظہر من الشمس ہے کہ دلائل الخیرات خصوصاً یہ نسخہ جس کی فی الحال ہر روز  
 فقیر ایک مرتبہ تلاوت کرتا ہے فلة الحمد علی ذالک آنحضرت ﷺ کی زندہ تصویر اور سچہ حلیہ مبارک  
 ہے پھر اس کے معانی میں غور کرنے سے بے حد حالات و فضائل آنحضرت ﷺ سے واقفیت سے  
 آنحضرت ﷺ سے عقیدت محبت کا پیمانہ لبریز ہو جاتا ہے حب اللہ تعالیٰ حب الرسول کی خاصیت  
 اس کتاب کی لازمی خصوصیت ہے۔

مے شربت عاشقیت خرد بے خوف جگر چشتیہ نتواں کرد

اگر ایمان جان ایمان حب اللہ تعالیٰ وحب حبیب اللہ ﷺ کی آرزو جستجو ہے تو اس کا وظیفہ

ورد شبانہ روزانہ لازم ہے کہ یہ معمولات مشغلہ اولیاء عظام سے ہے مشائخ کرام سے ہے اور تھا

جس کو جس کی چاہ بے حد شوق ہے اس کو اس کے نام سے بس ذوق ہے

لکل وجہ فرمانِ رحمن آیتِ محکم جدا ہر قوم کا قبلہ کوئی شیدا فدا ہر دم  
 خدا کے در کے درباں بابِ اعظم مصطفیٰ پیارے پھرا جو انکے در سے در بدر وہ در بدر مجرم  
 ہے سر کا قبلہ کعبہ کعبہ کا کعبہ مزارِ اقدس قرار دل سکون جان ادبگاہ درگاہِ اعظم  
 مقدس محترم آرام گاہِ مصطفیٰ پیارے مسلم ہے خدا کے عرش پر جس کو شرف ہر دم  
 خدا کی فوجِ قدسی رات دن جس پر سلامی ہے برتی ہے جہاں انوار کی بارش صدا یتیم  
 خدا سے لو لگانے کا وسیلہ مصطفیٰ پیارا یہی ہے عروۃ الوثقیٰ یہ جانِ رحمت عالم  
 غلام کتریں کرورد ان کے نام نامی کا اسی میں ہے شفا دل کی جلاء عرفان حق محکم  
 صلوة اللہ سلام اللہ علیک یا رسول اللہ  
 اسی پر زندگی ہو موت آئے حشر ہو خرم آمین

مدارجِ ایمان کامل مدارجِ محبت الفت شوقِ اشتیاق آنحضرت ﷺ موقوف ہیں (الحديث)۔ لایئومن  
 اخذکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولده والناس اجمعین والذین آمنوا اشد حبا  
 للہ کی آیت مبارکہ ہی صحیح راہ بتاتی ہے احوال پر جمال اسلاف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فرداً  
 فرداً حتی کہ حیوان یعفور حمار مبارک عضباء قربانی کے اونٹ استن حنانہ کے عشق دسوز و گدازنے تو  
 انتہا کردی سبحان اللہ۔

گفت پیغمبر چہ خواہی اے ستوں گفت جانم از فراقت گشت خون  
 فصاحت النخلتہ حتی کادت ان تنشق حتی حاء النبی ﷺ فوضع یدہ علیہ فسکت  
 وقال والذی نفسی بیدہ لو لم التزمہ لم یزل ھکدا الی یوم القیمہ وفیہ روایۃ دعاء ﷺ  
 الی نفسہ فجاء یحرق الارض فالتزمہ ثم امرہ فعاد الی مکانہ (الحديث) یخن الی  
 رسول اللہ ﷺ شوقاً الیہ فانتم احق ان تشتافوا الی لقائہ

گفت آن خواہی کہ دائم شد بقاش بشنوائے مومن کم از چوبے مباش

فقیر نے اسی مضمون کو اس طرح بیان کیا:

پروانہ وار شمع رسالت کے ہیں اسیر  
 آدوست تو بروز بروز بدرتو دیکھ  
 یوسف یہ ہاتھ کاٹے ہیں لبیک زنان مصر  
 انسان تو کیا حیوان تک قربان ہیں حضور  
 عضباء کا عشق دیکھ کہ فرقت حضور میں  
 مرکب حضور کا یعفور نام تھا  
 دیوانہ وار چرخ ہے عشق رسول میں  
 اے ظالم جھول عشق رسول دیکھ  
 مشتاق خود حضور کا رب غفور ہے  
 الفت حضور کی جسے حاصل نہیں غلام

اصحاب جملہ سرور عالم کے خورد و پیر  
 قربان جان کرتے ہیں مردان شیر گیر  
 مردان عرب ماہ عرب پر ہیں سینہ چیر  
 جھک جھک کے جان دیتے ہیں اشتر صحیح ضمیر  
 کھایا نہ پیا ہو گئی قربان مہ غیور  
 فرقت نبی سے چاہ میں بھاتا ہے جان ہطیر  
 ساکن زمین زسکن شہباز عرش گیر  
 سوکھا ستوں کس قدر نالاں ہے سوز گر  
 اسری بعدہ بخدا شان بے نظیر  
 کامل نہیں ایمان میں ایمان ہے حقیر

### خواب ثانی:

پر حکم سبق آموز کاشف حقیقت باعتکاف مورخہ ۱۴ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ خمیس جمعرات کی  
 رات یہ خواب دیکھی جب کہ نیت یہ تھی کہ اس سال آخری عشرہ رمضان پر زائد معتکف میں رہوں گا  
 انشاء اللہ۔ اللہ ورسولہ نصف شب کو خواب میں دیکھا فقیر ایک متعین خدمت دین حسن ابدال میں متعین ہے  
 میرے ساتھ دیگر آشنا بھی سوار ہیں وہ ساتھی حسن ابدال کی منڈی پر جا رہے ہیں فقیر کی قمیص پہلے والی ہے  
 چادر ساتھیوں سے لی میں نے کہا مجھے بھی منڈی میں کام ہے مگر قم ساتھ نہیں لایا پھر بیدار ہوا۔ اگر سچی ہے  
 تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے ورنہ سونفس کی طرف سے ہے۔ مسجد میں آخری عشرہ کا اعتکاف ابدال حسین  
 جمیل فعل ہے یہ دینی ملازمت ہے اس میں فقیر کے وہی سابقہ اعمال ہوں گے کچھ زائد مثلاً چادر ہمراہوں  
 نمازیوں سے کی وجہ سے وہ جماعت وغیرہ ہے مسجد میں آنا جانا منڈی کی مثال ہے جب قیمت نیت ہمراہ ہو



قمیض نفع ہے ورنہ خسارہ ظاہر قیمت عزم بالجرم نیت محکم مصمم ہے۔ انما الاعمال بالنیات۔ اعمال تین قسم کے ہیں بعض میں نفع محض بعض میں خسارہ محض اور بعض بین بین۔ جب مسجد میں آئے نیت اعتکاف کر لے خسارہ سے بچے دنیاوی کلام مباح مسجد میں نیکیوں کو اس طرح کھاتی ہے جیسے خشک لکڑی کو آگ جلاتی اعتکاف میں محض نفع اجر ہے کہ دینی خدمت دینی ملازمت کی مثل ہے بہتری حسن ابدال کے اعمال میں سے ہے کہ خورد و نوش نماز باجماعت نوافل اذکار استغفار درود شریف تلاوت قرآن پاک گویا جمیع عبادات حسنات کا عامل بن کر محفوظ ہوا معتکف گناہوں سے محفوظ ہوتا ہے اور من دق باب الکریم الفتح کا مصداق ہوا۔

چوں زچاہ میکنی ہر روز خاک عاقبت روزے بہ بنی آب پاک

ترجمہ: جب کنوئیں سے ہر روز مٹی نکالے گا آخر پانی پاک حاصل کرے گا۔

چوں نشینی بر سر کوئے کسے عاقبت بنی تو ہم روئے کسے

ترجمہ: جب کسی کی گلی پر بیٹھے گا آخر کسی کا منہ دیکھے گا۔

سایہ حق بر سر بندہ بود عاقبت جوئیندہ یا بندہ بود

ترجمہ: بندے پر حق کا سایہ ہوتا ہے آخر متلاشی پالیتا ہے

اس لیے فرمایا واعبد ربک حتی یاتیک الیقین۔ موت تک عبادت کر فاستقم کما امرت

واذ کر اسم ربک وتبتل الیہ بتیلا

صبر کن حافظ بسختی روز و شب عاقبت روزے بیابی کام را

اسلام دو کلموں میں اقرار اور قرار عہد اور وفا جابت واستقامت

قدم باید اندر طریقت نہ دم کہ اصلے ندر دوم بے قدم

معتکف سوتے جاگتے کھاتے پیتے عبادت میں رہتا ہے حضرت ابراہیم خلیل صلی اللہ علیہ وسلم کو امر الہی ان طہرا

بیتی لطائفین والعاکفین والرکع السجود۔

## نظم مشتمل براعتکاف

ہے رجال ابدال وہ مرد سعید      معتکف جو خانہ حق میں وحید  
 وہ حسن ابدال ہے مرد خدا      صالح الاعمال ہے وہ خوش لقا  
 وہ ملازم خدمت دین میں عجیب      نیکیوں میں رات دن وہ خوش نصیب  
 ہے بدی سے بند نیکی رات و دن      آفریں خواں ہیں سب اس پر انس و جن  
 رب کے گھر میں رب کا مہمان ہے سعید      رب ہے رحمن رب رحیم اس پر مزید  
 پس غلام اس درتے درباں رہ مقیم      کر صدا رب دے گدایا رب کریم  
 صدقہ اپنے مصطفیٰ کا رد نہ کر      میں مھین ہوں درپہ سائل شاد کر  
 لے کے آیا ہوں تمنائے عظیم      رد نہ کر مردود حاسر یا رحیم  
 دل سے ہوں تیرا تیرے محبوب کا      رونہ کر خاسر کرم کر کبریا

ہوں غلام ابن غلام ابن غلام

فاتحہ بالخیر ہو یارب تمام

فضائل اعتکاف: (ایام اعتکاف ماہ رمضان ۱۳۸۹ھ)

ابن ماجہ کی حدیث مبارکہ ہے ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا۔ جملہ بدیوں سے معتکف محفوظ ہوتا ہے اور نیکیوں سے اس قدر قریب جیسا اس نے تمام نیکیاں کر دیں ہے بیہقی میں ہے امام حسینؓ نے فرمایا کہ جس نے رمضان شریف کے دس دنوں کا اعتکاف کیا:

(۱) گویا اس نے دو حج اور دو عمرے ادا کیئے۔ بعض دنوں میں ترک دینا بہترین عبادت ہے اسلام نے اس طرح ترک دینا کرائی کہ کاروبار بھی بند نہ ہوں اور لوگ تارک الدنیا بھی ہو جائیں یعنی رمضان

میں کچھ گھربار چھوڑ کر بال بچوں سے منہ موڑ کے خانہ خدا میں آ بیٹھیں جلوت سے نکل کر خلوت کے مزے لیں۔

زبانائے دھر وقت کے خوش نئے شود خوش وقت آنکہ معتکف کنج عزلت است

یہ ترک دنیا جوگی ملنگ سا دھو بننے سے بدرجہا بہتر ہے۔

(۲) معتکف اس گدا کی طرح ہے جو غنی کے در پر بیٹھ جائے کہے میں لے کر جاؤں گا دروازے والے کو اپنے دروازہ کی لاج ہوتی ہے مسجد والے کو اپنے دروازے کا لحاظ ہوتا ہے وہ ضرور دے کر بھیجے گا مگر طلب صادق اخلاص شرط ہے۔

(۳) اعتکاف میں دل ماسوا اللہ سے خالی ہو کر اللہ تعالیٰ کی جانب متوجہ ہوتا ہے۔

(۴) اعتکاف میں لوگوں سے علیحدگی اور رب سے قرب ہوتا ہے یہ لوگوں سے لوگ اس سے محفوظ ہوتے ہیں۔

(۵) اعتکاف میں نفس کی آگ بجھ جاتی ہے۔

(۶) اعتکاف میں انسان دنیا سے منہ موڑ لیتا ہے اور یہ صدق و اخلاص کا دروازہ ہے۔

تعلق حجاب است بے حاصلی چو پیوندھا بکسلی واصلی

تعلق حجاب ہوتا ہے بے فائدہ جب تعلق کو توڑے گا واصل ہو جائے گا۔

حضرت بایزید بسطامی نے سوال کیا رب تعالیٰ سے کیف الطریق الیک جواب ملا دع نفسک فتعال۔

(۷) اعتکاف رب سے انس ہے تھوڑے رزق پر توکل و رضا ہے۔

(۸) اعتکاف میں انسان گناہوں سے محفوظ رہتا ہے غیبت سے بچتا ہے۔

(۹) اعتکاف میں انسان رب کی رحمت کے قابل ہو جاتا ہے دیکھو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے چالیس

(۴۰) دن کا اعتکاف کرا کے انہیں تورات دی گئی۔ حضور علیہ السلام نے غار حرا میں چھ (۶) دن کا

اعتکاف فرمایا تب آپ کو قرآن کریم اور نبوت عطا ہوئی۔ اگرچہ وہ موجودہ اعتکاف سے کچھ مختلف تھے اُن میں بھی تو دنیا سے علیحدگی تو تھی۔

(۱۰) صوفیائے کرام بھی خاص اعمال کے لیے چلہ کشی کرتے ہیں یہ بھی ایک اعتکاف ہے اس سے قلب کی صفائی ہوتی ہے۔

(۱۱) اعتکاف میں انسان کو غور و فکر کا موقع ملتا ہے صوفیائے کرام فرماتے ہیں ایک ساعت کی فکر ایک سال کے ذکر سے افضل ہے انسان اس وقت گناہوں کو چھوڑ کر استغفار کر لیتا ہے اعتکاف میں آئینہ زندگی کے لیے پروگرام بنا سکتا ہے۔

### مسائل اعتکاف:

بیسویں رمضان المبارک کی عصر سے عید مبارک کے چاند دیکھنے تک اعتکاف کرنا سنت مؤکدہ علی الکفائیہ ہے اگر بستی/شہر میں کسی نے نہ کیا تو سب سنت چھوڑنے کے گناہگار ہوئے۔ اگر ایک نے بھی کیا تو سب بری ہو گئے۔ چاہیے کہ بیسویں رمضان عصر پڑھ کر مسجد میں بیٹھے اور چاند دیکھنے پر نکلے۔

مسئلہ: معتکف ضرورت انسانی پیشاب، پاخانہ، غسل، وضو کے سوا کسی کام کے لیے بھی مسجد سے باہر نہیں جاسکتا۔

مسئلہ: مسجد سے مراد داخل مسجد ہے جہاں نماز پڑھی جائے، غسل خانہ وضو کی جگہ اس سے خارج ہیں۔ بلا ضرورت معتکف یہاں بھی نہ آئے۔

مسئلہ: اعتکاف میں عورتوں سے بوس و کنار وغیرہ سب حرام ہے۔

مسئلہ: مرد آدمی اُس مسجد میں اعتکاف کرے جہاں پنجگانہ نمازیں ادا ہوتی ہوں امام اور مؤذن مقرر ہوں۔ عورت مسجد گھر میں اعتکاف کرے یعنی گھر میں وہ جگہ جو نماز کے لیے پاک ہو۔

مسئلہ: اعتکاف والے کو مسجد میں کھانا پینا، سونا، اور عمدہ کلام کرنا جائز ہے۔

اعتکاف کی مدت: یہ تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اعتکاف کی مدت ۹ یا ۱۰ دن ہے۔ اس میں روزہ بھی شرط ہے۔ اعتکاف فرض نذر کا اسکی مدت ایک دن اور ایک رات ہے اور اس میں بھی روزہ شرط ہے مگر اعتکاف نفلی جسے حکمی اعتکاف کہتے ہیں اس کے لیے نہ مدت نہ روزہ شرط ہے انسان جب بھی مسجد میں آئے دایاں قدم مسجد میں داخل کرے اور کہے (نویت سنت الاعتکاف) اس سے چار (۴) فائدے حاصل ہوں گے (۱) جب تک مسجد میں رہے گا اعتکاف کا ثواب پائے گا (۲) مسجد میں کھانا پینا بھی جائز ہوگا (۳) مسجد میں سو بھی سکتا ہے (۴) مسجد میں دنیاوی جائزبات بھی کر سکتا ہے۔

مسئلہ: اعتکاف سب سے افضل مسجد حرم کعبۃ اللہ میں پھر مسجد نبوی میں پھر مسجد اقصیٰ میں پھر اس مسجد میں جہاں بڑی جماعت ہوتی ہو (جوہرہ)۔

مدینہ پاک میں ستونوں کے اوپر لکھا ہوا ہے خاص کر باب جبرائیل میں جلی حرفوں سے (نویت سنت الاعتکاف)۔ اگر منت مانتے وقت یہ شرط کر لی کہ مریض کی عیادت کروں گا اور نماز جنازہ اور مسجد علم میں حاضر ہوں گا تو یہ شرط جائز ہے اب اگر ان کاموں کے لیے جائے تو اعتکاف فاسد نہ ہوگا دل میں نیت کرنا کافی نہیں بلکہ زبان سے کہنا ضروری ہے (عالمگیری۔ ردالمحتار) مباح بات بھی جس میں نہ ثواب نہ گناہ ہے۔ اعتکاف والے کے لیے وہ بات بھی مکروہ ہے مسجد میں مباح کلام بھی نیکیوں کو ایسے کھاتی ہے جیسے آگ لکڑی کو، اعتکاف والا چپ نہ رہے قرآن مجید کی تلاوت اور حدیث شریف اور درود شریف کی کثرت علم دین کی درس و تدریس نبی ﷺ اور دیگر انبیاء سابقین کے سپرد افکار اور اولیاء اللہ کی حکایات اور امور دین کی کتاب پڑھے۔ اعتکاف نفل چھوڑے تو قضاء نہیں وہی پر ختم ہو گیا۔ اعتکاف مسنون رمضان میں بیٹھا تھا ایک دن توڑ دیا اور جس دن توڑا تھا فقط اسی دن کی قضاء کرے باقی دنوں کی قضاء نہیں اور منت کا اعتکاف توڑ دیا تو اگر کسی معین ماہ کی منت تھی تو باقی دنوں کی قضاء کرے۔

معتکف عابد ہے زاہد بالیقین ہے حسن ابدال بے شک باب دین  
 نیکیوں میں رات دن مشغول ہے اس لیے وہ مرد حق مقبول ہے  
 ہے گناہوں سے بری وہ معتکف بالذنوب والخطایا معترف  
 رب کے گھر میں معتکف مہمان رب گھر کو چھوڑا گھر میں سب خواہشات سب  
 رب کے گھر میں رب کا طالب ذکر میں رب سے سائل مغفرت کے فکر میں  
 رب کے گھر میں رب سے سائل اے غلام وہ مرا ابدال ناجی بالسلام

خواب ثالث: (۲۸ ذیقعد شب سوموار ۱۳۸۵ھ)

سبق آموز خواب فاعتبر وایا اولی الابصار

نیت صحیح اسکا ثمرہ نیک اعمال۔ انما الاعمال بالنیات

عشرہ ذی الحجہ کے ۹ دن کا ارادہ مصمم کیا کہ اعتکاف کروں گا تاکہ اسکی فضیلت حاصل کر سکوں انشاء اللہ بعد  
 میں نیت توڑ دی خواب یہ ہے کہ اس فقیر کا ایک حسین معصوم لڑکا ہے جو ابھی خود دیکھا نہیں فوت ہو گیا اور  
 اسکے کفن کی خرید کی سعی جاری ہے بیدار ہونے پر جب غور کیا تو تعبیر کا حقد نہ کر سکی کہ وہ کونسا فعل سالم صالح  
 فقیر سے فوت ہو گیا ہے دن سوموار کو وساوس دنیاوی کی بناء پر فقیر نے ارادہ اعتکاف ترک کر دیا بعد میں غور  
 کیا تو پتہ چلا کہ یہ اعتکاف جو نیتہ ذہن نشین تھا جو ابھی معرض وجود میں نہیں آیا اولاد صالح معصوم کی طرح  
 عند اللہ قرار پایا تھا پھر اس نیک ارادہ کا ترک اسکے قتل کی حیثیت سے تھا۔ تعبیر معلوم ہونے پر فقیر نے پھر  
 ارادہ سابق مصمم کر لیا تاکہ جو ابھی وجود میں نہیں آیا۔ عند اللہ ابھی شروع وقت باقی ہے شاید عند اللہ فقیر کی  
 اولاد صغار معصوم کی حیثیت سے فقیر کے لے باقیات و صالحات سے ہو۔ انہ علی ما یشاء قدیر و با  
 الاجایہ جدید۔

نیت صالح العمل صالح کی حیثیت رکھتی ہے اور عمل صالح حسین و جمیل اولاد و صغار معصوم کی حیثیت ہے بلکہ نیت صالح العمل سے بدرجہا بہتر ہے۔ لہذا در فی الحدیث، نیتہ المؤمن خیر من عملہ۔ حضرت عثمانؓ نے حضور ﷺ سے سنا کہ انہ وعد بشواب عظیم علیٰ حفر بر فنوی ان یحضرہا فسبق الیہ الکافر فحفرہا فقال علیہ السلام نیتہ المؤمن خیر من عملہ۔

نیت نیک کا ثمرہ عزم بالجزم کا مال مرجع۔

قصہ کعبہ کن چو وقت حج بود چونکہ رفتی مکہ ہم دیدہ شود  
 قصہ در معراج دید دوست بود در تبع عرش و ملائک ہم نمود  
 سید الاعمال بالنیات گفت نیت خیرت بے گلبہا شکفت  
 نیتہ المؤمن بود بہ از عمل اس چنیں فرمود سلطان دول  
 حکایت: خانہ نوساخت روزے نومرید پیر آمد خانہ اور ابید  
 روزن از بہرچہ کردی اے رفیق گفت تانور اندر آید از طریق  
 گفت آں فرع است اس باید نیاز تازیں راہ بشنوی بانگ نماز  
 نور خود اندر تبع مے آیدت نیت آزا کس کہ آں مے بایدت

(۳) نیت نیک صالح کا ترک قتل اولاد کے مثل ہے ولا تبطلوا اعمالکم بالامن والاذی اسی بناء پر قطع صلوٰۃ و روزہ ممنوع ہے اگر نماز میں سہو ہو تو سجدہ سہو واجب ہے۔

(۴) نیز نیت صالح کے نتائج جب بالعزم ہوں ورنہ لغو ہے لقولہ تعالیٰ وان تبدوا مافی انفسکم او تخفوه یحاسبکم بہ اللہ والحاصل ان عزم الکفر کفرو و فطرۃ الذنوب من غیر عزم مغفورۃ (مدارک)

ہے عمل موقوف نیت نیک پر      سن یہ ہے ارشاد آں خیر البشر  
 نیت سے صالح عمل ہے واہ واہ      نیت طالح سے رکھے رب نگاہ  
 عزم کر بالجزم نیک اعمال میں      ترک مت کر اسکو کر ہر حال میں  
 ترک نیت نیک راہ جلاد کا      قتل ہے معصوم پاک اولاد کا  
 حج کو جائے قصد رب البیت کر      حکم اللہ دیکھ فرمان ذوالقدر  
 جب زیارت مصطفیٰ کا عزم ہو      پاک دل سے عزم ہو بالجزم ہو  
 ڈوب جا تعظیم و تکریمات میں      پڑھ درود اکثر جمیع ساعات میں  
 جب مواجہہ شاہ خوباں ہو نصیب      یاد کرنا عرض کرتا ہے غریب  
 یارسول اللہ من ظالم جھول      حیلتی ضاقت فیا نعم الرسول  
 زرنہ نیک اعمال ہمراہ یا حبیب      شوق ہے تیرا فقط آقا نصیب  
 عرض کرتا ہے غلام ابن غلام      رونہ کر در سے وصل دے بالتمام

### خواب رابع:

خواب ہادی راہ صواب لاوی الباب سبق آموز موجب تقوی تام بالفضل والوجود یا ذوالجلال والا کرام  
 بحرمتہ سید الانام علیہ التحیۃ والثناء۔ شعبان المعظم کے ماہ مبارک میں سوموار کی شب جب عشاء کی نماز سے  
 فارغ ہوا۔ حسب معمول درود شریف مختلف صیغوں سے جو پانچ صد (۵۰۰) تک مخصوص طریقہ سے پڑھنے  
 شروع کیے۔ اچانک ایک طالب علم نے بولا کہ فلاں مریض روشن بھائی بوستان کا انتقال ہو گیا ہے استرجع  
 فقیر نے اپنا وظیفہ اس ارادہ سے فی الحال ترک کیا کہ بعد میں ادا کر لوں گا۔ مردہ والوں کے گھر حاضری  
 ضروری ہے خواب یہ ہے کہ میرا دودھ خوار معصوم بچہ میرے پاس ہے میں اُسے اپنے ہاتھ سے ذبح  
 کر رہا ہوں خون بہہ رہا ہے اور وہ بچہ مجھے دیکھ کر ہنس رہا ہے مگر میں اس کو برابر ذبح کر رہا ہوں پھر میں نے



اسے چھوڑا اور اپنے کیے ہوئے پر نادم بھی تھا اور کیے ہوئے پر زیادہ تعجب بھی نہ تھا دل میں کہتا ہوں کہ اچھا یہ ابھی مرا نہیں ہے، پٹی مرہم کروں گا تو ٹھیک ہو جائے گا کہنے والا کہتا ہے کہ ایسے معصوم بچے کو کبھی کسی نے ذبح نہیں کیا پھر بیدار ہوا۔

تعبیر: ان کان حقاً فمن اللہ وان کان باطلاً فمن سؤ نفسی۔ نیک عمل خصوصاً درود شریف کا مقررہ وظیفہ طفل شیرخوار معصوم بچے کی طرح ہے جو باپ عامل کا شفیع بے شک ہے ایسے وظیفہ پاک کا ترک درحقیقت اپنے بچے کو ذبح کرنے کے مترادف ہے اگرچہ ارادہ بعد میں ادا کرنے کا کیوں نہ ہو فلہذا ورد عن سید البشر من فاتتہ صلوٰۃ الوسطیٰ صلوٰۃ العصر فکانما وتر اہلہ ومالہ یعنی نیک عمل کی ادا اور قضا کا مسلہ ہو اور نیک عمل کی مثال بچے شیرخوار معصوم کی سی ہے کہ بلا شک وہ باپ عامل کا روز جزا شفیع مشفع ہوگا اور قضا کی مثال مرہم پٹی کی ہے فلہذا قال اللہ جل مجدہ ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتاباً موقوتاً۔ رہا بچے کا ہنسنا اور زندہ رہنا باوجود ذبح کے بنا پر نیت ہے کہ بعد میں ادا کر دوں گا قضا ادا کے کب برابر زخم پٹی سے ٹھیک ہوا قبھا ورنہ فوت موت کے برابر اور یہ بزرگان دین کی نزدیک موت سے بھی سخت تر ہے فلہذا قال الفوت اشد من الموت کہ ورد فعل مامور بہ رب کے نزدیک ہونا ہے اور فوت ہونا بعید ہونا ہے۔

فوائد: وظیفہ درود شریف خصوصاً مخصوص صیغوں سے پاک اولاد حسین و جمیل معصوم کی مثل ہے جو والدین کا شفیع وسیلہ بے شک ہے ایسے وظیفہ پر ثبات قرار از حد ضروری ہے ورنہ خسارہ ظاہر ہے اس بناء پر فرمایا من ترک الاوراد رد عن الباب قال اللہ تعالیٰ فاستقم کما امرت یہ فعل استقامت علی الدین کرامت سے بدرجہا بہتر ہے ان الذین قالو اربنا اللہ ثم استقاموا . الاستقامة فوق الکرامة اور یہ استقامت فی الدین علی الدین حسین سخت ترین مشکل عمل شریعت ہے جو ہر مومن سے مطلوب ہے۔

فلہذا قال سید المرسلین شیبتنی ہو دو اخواتہا اوکما قال ﷺ شریعت دو حرفوں کے مابین ہے (۱) اقرار و قرار (۲) عہد و وفا جابت و اقامت۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی

یہ خاک اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

سعدی: قدم باید اندر طریقت نہ دم کہ اصلے ندار دم بے قدم  
قدم پیش نے کز ملک بگوری وگر باز مانی زود کمتری  
مہتری در قبول فرمان است ترک فرماں دلیل حرمان است  
ہر کہ سیمائے راستاں دارد سرے خدمت باستاں دارد

خلاصہ خواب: ہادی راہ صواب اعمال نیک اور بد۔ اولاد نیک اور بد کی مثل ہے۔ عمل مامورات کا نیک اولاد کی مثل منہیات کا مرتکب ہونا بد اولاد کی مثل ہے پس نتیجہ ظاہر ہے۔

گندم از گندم بروید جوز جو از مکافات عمل غافل مشو

من عمل صالحا فلنفسه ومن الساء فعلیہا۔

پسر نوح بابدان بنشت خانداں نبوتش گم شد

سگ اصحاب کہف روز چند پے نیکاں گرفت مردم شد

فلہذا قال اللہ تعالیٰ ام حسب الذین اجترحوالسیات ان نجعلم کما الذین آمنوا و عملوا الصلحت۔ و اعبد ربک حتیٰ یاتیک الیقین۔

اندریں راہ میں تراش مے خراش تادم آخردم فارغ مباح

کارکن کارکن بگوراز گفتار کاندریں راہ کار دارد کار

الجنة داران عمل بهارضى الله. وان فرطت فالنار

هما محلات ما للناس غيرهما. فانظر لنفسك ماذا انت تختار

چوں عمل سایہ ست اے قد تو خم سایہ تو کمتر فتد در پیش ہم

پس پیغمبر گفت بہر ایں طریق باوفا تراز عمل نہ بود رفیق

گر بود نیکی ابدیارت شود گر بود بد در لحد مارت شود

عرب بیٹیوں کو تعلیم تلقین کرتے ہیں۔ یبسی انک مسؤل یوم القیمتہ ماذا عملت ولا تسئل بما

نسبت ان الله خلق الجنة لمن اطاعه وان كان عبدا حبشيا وخلق النار لمن عصاه وان

كان ملكا قرشياً الدينا مزرع الآخرة

حساب کار خود امروز کن کہ فرصت است زخیر شربنگر تا چیت حاصل تو

اگر بقصد نکوئی تو نگری خوش باش وگر بغیر بدی نیت وای بردل تو

حاسبوا قبل ان تحاسبوا:

ورد کر ورد درود پاک کو تاکہ پائے وصل شہ لولاک کو

ورد کر ورد درود پاک کا تاکہ ہودیدارشہ لولاک کا

ورد کرورد درود مصطفیٰ تاکہ ہو تجھ پر نظر خیرالوریٰ

پڑھ درود اکثر صدبے انتہا تاکہ ہو تجھ کو محبت مصطفیٰ

پڑھ ورد اکثر صدا صبح و مسا تاکہ ہو تیرا شفیع خیرالوریٰ

افت محبوب حق ورد درود حکم ہے صلوا علیہ رب وودود

جان ایماں مصطفیٰ خیرالوریٰ ہے درودان پرسدا دل کی شفا

ہے درود مصطفیٰ پیرہدیٰ راہ نما راہ طریقت پیشوا

جان عالم جان ایمان مصطفیٰ جابجا فریاد رس روز جزا  
 اے غلام بے نوا کمترگدا کروٹیفہ نام نامی مصطفیٰ  
 نام نامی اسم محبوب خدا اسم اعظم ہے محمد مصطفیٰ  
 کلمہ توحید میں خود فکر کر اسم اللہ محمد ذکر کر  
 قرب لفظی معنوی پر ہے دلیل قاب قوسین ادن منی بے مثل  
 موسیٰ عمران اور وادی طوی مصطفیٰ عرش خدا ہے زیر پا  
 لن ترانی حضرت موسیٰ خطاب قاب قوسین ادن منی بے نقاب  
 نام اقدس جبکہ ہو وردزباں دل کو راحت منہ میں لذت بے گماں  
 صورت انساں محمد نام ہے اس پہ اس خاطر بہت انعام ہے  
 نام ان کا سب انعام کا ورنہ ہے پیغام موت انجام کا  
 پس محمد ہے وہ سرور کائنات سب کی ہے جسکی اجابت میں نجات  
 سن غلام نحتہ کام ناتمام ورد کر نام محمد بالدوام

شوال المکرم ۱۳۸۹ھ

جس صورت نیک اعمال کی خصوصاً درود شریف کا ورد معصوم بچہ شیرخوار کی مثل ہے اور بد اعمال اور ترک  
 اور ادکی صورت مثل مجروح مذبح قابل مرہم پٹی ہے جبکہ اس کی قضا کی نیت ہے ورنہ ذبح موت کے برابر  
 الفوت اشد من الموت

حکایت: ایک روایت میں ہے کہ ایک صاحب دل صاحب کشف جنازہ کے ہمراہ جا رہا تھا صاحب  
 کشف فرماتے ہیں میت کے آگے دو شخص ایک خوب صورت ایک بد صورت باہم لڑتے جا رہے ہیں کبھی  
 خوب صورت غالب آتا ہے کبھی بد صورت حتیٰ کہ نماز جنازہ ادا ہوئی۔ پھر میں نے دیکھا خوب صورت نے

بد صورت کو گرا دیا بد صورت مغلوب ہو گیا پھر وہ خوبصورت بچہ میت کے ہمراہ ہو گیا۔ صاحب کشف فرماتے ہیں کہ بد صورت وجود بھی پڑا تھا اس کے پاس گیا سوال کرنے پر اس نے حقیقت بتائی کہ ہم دونوں خوبصورت اور بد صورت اس میت کے نیک و بد اعمال تھے جو ہم دونوں برابر تھے جب جنازہ ہوا خوب صورت نیک عمل کو تقویت ہوئی وہ غالب آیا۔ اب وہ اس کے ہمراہ قبر میں گیا اور میں بد عمل بد صورت ہو کر مغلوب پڑا ہوں مجھے اب اس کی تاب نہیں کہ رونما ہوں۔

نیک و بد اعمال کی صورت مثال

دیکھ یہ ہے فیصلہ اصحاب حال

چھوڑ بد اعمال اور مجروح کو	کر عمل صالح قوی کر روح کو
ورنہ میت ناتواں رب کی پناہ	روح سے انسان ہے تو واہ واہ
تو مسافر چند روزہ فکر کر	جاگ اٹھ غفلت سے رب کا ذکر کر
فکر توشہ راہ کر منزل بعید	پر خطر راہ تو مسافر وحید
باوفا تراز عمل نہ بود رفیق	مصطفیٰ کا حکم سن صاحب طریق
واجبخوا فرمان حسن واہ واہ دلیل	پیر کامل رہنما واہ واہ وکیل
راہ طریقت پر خطر راہ بس عمیق	پیر کامل ہے وسیلہ راہ رفیق
پیر اس کا ہے وہ شیطان لعین	پیر کامل راہ نما جس کا نہیں
سن وہ فرماتا ہے واہ واہ قدر کر	پیر رومی سب کا ہے جو راہ بر
ہست بس پُر آفت و راہ پر خطر	پیرا بگزیں کہ بے پیراں سفر

شیخ ابی بکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرے پڑوس میں ایک جوان حسین الوجہہ قائم اللیل صائم النہار تھا ایک دن میرے پاس آیا ذکر کیا کہ میرے استاد میں آج رات کو اپنے ورد روزینہ سے سو گیا خواب میں دیکھا میرے محراب سے خوبصورت عورتیں نکلیں اور ایک ان میں نہایت بد شکل تھی میں نے پوچھا تم خوبصورت اور یہ بدصورت کیوں ہے بولیں ہم خوبصورت تمہاری وہ راتیں جو تم نے ذکر کیا فکر کیا زندہ رکھا اور یہ بدصورت وہ تیری رات ہے جس میں تو اپنے اوراد سے سو گیا اگر اس رات میں تیری موت واقع ہوتی تو یہ بدصورت تیری برزخی رفیقہ حیات بنتی۔ معلوم ہوا قبر میں نیک و بد اعمال اپنی اپنی صورت میں رونما ہوں گے۔

غور کر اور ذکر پھر فکر کر  
تو مسافر راہ تیرا پر خطر  
جاں و رگ سے موت ہے تیرے قریب  
یہ ہے دین ایمان عمل تیرا عجیب  
مر کے زندہ تو نے ہونا ہے ضرور  
عدل کا میزان حق یوم النشور  
ذره بھر نیکی پہ پائے گا جزا  
ذره بھرتی پر تجھے دے گا سزا  
سن غلام زار فرمان خدا  
چھوڑ غفلت فکر کر روز جزا

۱۳ سوال المکرّم ۱۳۸۹ھ

خواب خامس: عالم خواب میں سبق آموز خط۔ بوقت پونے چار بجے فقیر نے خواب میں دیکھا کہ اپنا گھر جو مسجد کے قریب ہے تو ت کے درخت کے نیچے بستر والی چار پائی پر بیٹھا ہوں ولی احمد چچا حوالدار ایک لفافہ خط لایا فقیر کے ذہن میں یوں گذرا کہ ان کو ایبٹ آباد سے کسی مولوی آشنا کا خط آیا مجھ کو دیا انکو چار پائی کی دہنی جانب بٹھایا اور خط کھول کر پڑھا شروع میں عبارت عربی تھی اس کو بھی فقیر نے پڑھا مگر وہ عبارت بھول گئی۔ اس خط میں یہ نہیں تھا کہ کس کے نام آیا ہے اور لکھنے والا کون ہے عربی عبارت کے بعد یہ تھا اللہ تعالیٰ حافظ و ناصر میرا ارادہ بیت اللہ شریف جانے کا ہے اعمال عنقاء کی مثل چاہئے کہ عنقاء کی مثل نہیں فقط۔

تعبیر: ان کان حقا فمن اللہ والا من سوء نفسی۔ فقیر کو اپنے نیک احوال اور اوراد پر مداومت کی تلقین ہے اور اس پر بشارت عظمت ہے کہ یہ طریقہ راہ راست بیت اللہ شریف تک لے جاتا ہے پھر اس مسافر اپنے گھر کے مہمان پڑوسی پر مالک گھر ضرور نظر رحمت نظر کرم کرتا ہے۔

فقیر کا کچھ دنوں سے یہ معمول ہو گیا تھا کہ حفظ ایک ہزار مرتبہ درود شریف مختلف صیغوں سے اور ایک ہزار مرتبہ استغفار مختلف صیغوں کے اور تلاوت سورہ اخلاص اور کلمہ طیب و کلمہ تجید شام کی نماز کے بعد صلوٰۃ اوامین اور اس کے بعد صلوٰۃ تسبیح پھر تلاوت قرآن کریم اوامین کی دو رکعت۔ آج رات کو فقیر دو رکعت میں سوا پارہ قرآن کریم حفظ پڑھا شاید اسکی مداومت کی تلقین ہو ممکن ہے کہ درپردہ سفر من الدنیا یا فی الدنیا کی بشارت ہو واللہ علیم حکیم۔

اس طرح وقت سحری تہجد میں دو رکعت میں یہ عمل بجمہ تعالیٰ عنقاء کی مثل ہے بلا شک۔

ایں سعادت بزور بازو نیست      گرنہ بخشہ خدائے بخشندہ

نظم:

مثل عنقاء کر عمل اے مرد راہ      حافظ و ناصر ہو رب تیرا الہ  
ورد کلمہ اور قرآن کریم      ہے یہ شاہراہ قبلہ کعبہ مستقیم  
پھر درود اور توبہ استغفار ہے      رب کی خاطر سب سے دل بیزار ہے  
استقامت دین اور اوراد دین      ہے کرامت پر یہ برتر نازنین  
جو کرے ورد عمل از روئے دین      اس پر ثابت ہو قدم حتی الیقین  
استقامت دین پر دین مستقیم      ورنہ وہ مردود خاسر کالرجیم  
دین سارا مصطفیٰ دین کا وہ شاہ      اُن سے رشتہ جوڑ انکی لے پناہ  
اے غلام بے نواء کم تر گدا      پڑھ درود ان پر صدابے انتہا

## خواب سادس:

بدھ کی شب جبکہ صبح روزہ رکھنے کی نیت تھی خواب میں یوں دیکھا کہ ایک بالا خانہ ہے جس کا دروازہ مشرقی جانب سے اونچا ہے اس کو سیرھی لگی ہوئی ہے جس کی دائیں طرف آباد ہے اور بائیں طرف غیر آباد۔ فقیر اگرچہ بائیں جانب سے خوف کرتا تھا مگر بلا تکلف بالا خانہ میں داخل ہو گیا دیکھا تو اعلیٰ حضرت گولڑوی قبلہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ مربع شکل میں رخ بجانب شمال بیٹھے فقیر کی جانب ایک مرتبہ دیکھا زبان مبارک سے یہ درود شریف پڑھے سے تھے اللهم صل وسلم وبارک علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ تیزی سے یوں بار بار پڑھتے ہیں فقیر دیکھتے اور درود شریف سنتے ہی مسرت سے بیدار ہوا تو دل میں فرحت لذت تھی۔

## تعبیر:

ان کا حقاً من اللہ وان کا باطلا فمن سؤ نفسی۔ دروازہ اونچا جانب مشرقی سیرھی لگی دروازہ کی جانب وہی مقام ابراہیم علیہ السلام اور حطیم سامنے چاہ زمزم آبادی اور بائیں جانب مصلیٰ جنبلی مزین نہیں مطاف سے باہر اور کونہ میں حجر اسود مقام خوف یہ سب نشانیاں ہیں کعبۃ اللہ کی حضرت قبلہ پیر صاحب کو اندر شمال رخ مربع بیٹھا درود شریف کے ورد مشغول دیکھا اس سے چند مسائل ایمان کو تازہ رکھنے والے ظاہر ہوتے ہیں۔

پہلا یہ کہ کعبۃ اللہ کی ہر جانب فضیلت بے حد رکھتی ہے مگر جانب شمالی مدینہ منورہ واقعہ ہے پھر باہر کی جانب سے اندر کی جانب شمالی پر کہ باہر سے مدینہ منورہ کو پڑتی ہے پیٹھ کرنی اور اندر سے منہ لہذا اندر والی چھت افضل ترین ہے کہ اس میں چھت کعبہ بھی سامنے ہے اور مدینہ منورہ بھی زاد ہا اللہ عز او شرفاً پس جب قبلہ کعبہ کی جانب میں ہو تو بہتر ہے تو جو ذات کعبہ کا کعبہ بلکہ ہر صاحب کا قبلہ کعبہ اس کی جانب ظاہری منہ اور دل کا منہ ہو تو کس قدر فضیلت ہے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔



حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو کعبہ تو دیکھ چکے اب کعبہ کا کعبہ دیکھو  
غور سے سن تو رضا کعبہ سے آتی ہے یہ صدا میری آنکھوں سے میرے پیارے کا روضہ دیکھو  
فقیر نے نظم میں مانی الضمیر کا یوں اظہار کیا:

ہے سر کا قبلہ کعبہ کعبہ کا کعبہ مزار اقدس قرار دل سکون جان ادب گاہ درگہ اعظم  
مقدس محترم آرام گاہ ہے مصطفیٰ پیارے مسلم ہے خدا کے عرش پر جس کا شرف ہر دم  
خدا کی فوج قدسی رات و دن جس پر سلامی ہے برستی ہے جہاں انوار کی بارش صدا پیہم  
جہاں سب مجرموں کو ہے بلاوہ مژدہ جاؤ کا وہ درگہ رحمتہ اللعالمین شافع شفیع اکرم  
غلام کمترین تیرا وسیلہ سب کا یہ آقا یہی ہے عروۃ الوثقیٰ یہ جان رحمت عالم  
حضرت علامہ جامی علیہ الرحمۃ نے یوں فرمایا کہ سر کا قبلہ کعبہ ہے اور دل کا کعبہ کعبہ ہے  
سیدنا محمد رسول اللہ

جمال روئے تو قبلہ جان حریم کوئے تو کعبہ دل فان سجدنا الیک نسجد وان سعینا الیک نسعی  
اے شوق دل گر ان کو یہ سجدہ روا نہیں اچھا وہ سجدہ کھینچے سر کو خبر نہ ہو  
بل سے اتارو راہگزر کو خبر نہ ہو جبرائیل پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو  
کانٹا میرے جگر سے غم روزگار کا یوں کھینچ لیجئے کہ جگر کو خبر نہ ہو  
فریاد امتی جو کرے حال زار میں ممکن نہیں کہ خیر البشر کو خبر نہ ہو  
ایسا گمادے ان کی ولا میں خدا ہمیں ڈھونڈا کرے پر اپنی خبر کو خبر نہ ہو  
انکے سوا رضا کوئی حامی نہیں جہاں گذرا کرے پسر پہ پدر کو خبر نہ ہو  
چاند شق ہو پیڑ بولیں جانور سجدہ کریں بارک اللہ مرجع عالم یہی سرکار ہے

تو پھر سجدہ سرکار کو کیوں جائز نہیں پہلی شریعتوں میں جائز تھا فرماتے ہیں:

نہ ہو آقا کو سجدہ آدم و یوسف کو سجدہ ہو

مگر سد ذرائع ادب ہے اپنی شریعت کا

الہی منتظر ہوں وہ خرام ناز فرمائیں

بچھا رکھا ہے فرش آنکھوں نے کنو اب بصارت کا

جنہیں مرقد میں تا حشر امتی کہہ کر پکارو گے

ہمیں بھی یاد کر لو ان میں صدقہ اپنی رحمت کا

رضائے خستہ جوش بحر عصیاں سے نہ گھبرانا

کبھی تو ہاتھ آجائے گا دامن ان کی رحمت کا

حضرت شیخ المشائخ قبلہ عالم محبوب الہی قدس سرۃ العزیز کے پروانے ملک الشعراء امیر خسرو فرماتے ہیں

وللناس فیما یعشقون مذاہب۔ درحقیقت محبوب محب کے دل کا قبلہ ہوتا ہے۔ مقولہ محبوب الہی علیہ

الرحمۃ و ارشاد باری تعالیٰ۔

ہر قوم راست را ہے دینی و قبلہ گا ہے من قبلہ راست کردم بر سمت کج کلا ہے

لکل وجہہ ہو مولیہا۔ عارف علامہ رومی علیہ الرحمۃ نے یوں تفصیل فرمائی، مقولہ امیر خسرو

قبلہ صورت پرستاں آب و گل قبلہ معنی شناساں جان و دل

قبلہ زہاد محراب قبول قبلہ بدسیرتاں کار فضول

قبلہ تن پروراں خواب و خورش قبلہ انساں بدانش پرورش

قبلہ عاشق وصال بے زوال قبلہ عارف جمال ذوالجلال

آنحضرت ﷺ کعبہ معظمہ سے افضل ہیں کعبہ کو منہ کرنے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت میں

فرق نہیں آتا کبھی سجدہ کرنے والا مسجود الیہ سے اعلیٰ ہوتا ہے جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام حضور علیہ

الصلوٰۃ والسلام کعبہ کا کعبہ ہیں اس لیے وقت ولادت اطہر کعبہ مولد اطہر کو جھکا مقام ابراہیم کی جانب سجدہ کیا

جن کے سجدہ کو محراب کعبہ جھکی ان بھنوں کی لطافت پہ لاکھوں سلام  
 عشاق روضہ سجدہ میں سوئے حرم جھکے اللہ جانتا ہے نیت کدھر کی ہے  
 یہ بخوبی معلوم ہوا کہ کعبہ سر عبادت کے واسطے بیت اللہ ہے اور کعبہ ایمان و دل تعظیماً اداً جو گنبد خضراء میں  
 آرام فرمائیں لہذا اگر حسن اتفاق سے بخت یاوری کرے اور قسمت بر آئے روضہ اطہر کی حاضری نصیب  
 ہو زہے قسمت بغیر سجدہ خبردار خبردار روضہ اطہر سے اپنا منہ نہ پھرنا بحمد اللہ حاضری میں فقیر کا بھی  
 دستور رہا بہار شریعت میں ہے جو کہ میرے استاذی المکرم صدر الشریعہ کی تصنیف ہے میں نے بخاری  
 شریف کا دورہ ان سے ہی کیا وہ لکھتے ہیں سید ابی جمرہ قدس سرہ جب حاضر ہوتے تھے تو آٹھوں پہر برابر  
 حضور میں کھڑے ہوتے تھے ایک دفعہ بقیع شریف کا خیال آیا پھر معافرمایا اللہ کا دروازہ بھیک مانگنے والوں  
 کے لیے کھلا ہے اسے چھوڑ کر کہاں جاؤں۔

سرایں جا بندگی اس جا سجدہ اس جا قرار اس جا

ادب گاہیت زیر آسمان از عرش نازک تر نفس گم کردہ سے آید جنید بازید اس جا

حضور ﷺ کی سچی حقیقی دنیاوی جسمانی حیات ویسے ہی زندہ ہے جیسے وفات شریف سے پہلے انکی اور تمام  
 انبیاء کرام علیہم السلام کی موت صرف وعدہ خدا کی تصدیق فقط ایک آن کے لیے ان کا انتقال صرف نظر عوام  
 سے چھپ جانا ہے امام محمد بن حاج مکی اور علامہ قسطلانی مواہب الدنیہ اور ائمہ مجتہدین فرماتے ہیں لا  
 فرق بین موتہ و حیاتہ ﷺ فی مشاہدتہ لامۃ و معرفۃ بحوالہم و عزائہم و خواطرہم  
 و ذالک عندہ جلی لا خفائیہ امام محقق بن الہمام اور ملا علی القاری اس کی شرح میں فرماتے  
 ہیں وانہ عالم بحضورک و قیامک و سلامک بل بجمیع احوالک  
 و ارتحالک و مقامک۔

نفسی الفداء لقبر انت ساکنہ فیہ العفاف و فیہ الجود و الکریم

یہاں بوقت سلام نہایت ادب تعظیم خشوع خضوع سے آنحضرت ﷺ کا حلیہ مبارک پیش نظر رکھ کر بلکہ کہیں بھی ہو جب درود شریف پڑھیں حلیہ مبارک پیش نظر رکھے۔

خلیفہ منصور نے حج کے بعد امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی تو سوال کیا استقبال القبلة وادعوا ام استقبال رسول اللہ ﷺ وادعوا فقال له الامام المالک ولم تصرف وجهک عنه وهو وسیلتک ووسیلة ابیک آدم الی اللہ بل استقبال واستشفع به فیشفعہ اللہ فیک قال انلہ تعالیٰ ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفرو اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا الرحیما۔ منصور نے امام مالک سے سوال کیا قبلہ کو منہ کر کے دعا کروں یا رسول اللہ کی طرف منہ کر کے دعا مانگوں امام مالک نے فرمایا تو اپنا چہرہ ان سے کیوں پھیرتا ہے وہ تیرے اور تیرے باپ حضرت آدم علیہ السلام کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ ہیں ادھر ہی منہ کر شفاعت طلب کر۔ آیتہ کریمہ جب ظلم کریں تو آپ کے پاس آئیں اور آپ ان کے لیے سفارش کریں تو اللہ تعالیٰ کو تواب رحیم پائیں گے۔

علامہ قاضی عیاض الشفاء میں امام سبکی نے شفاء السقام اور خلاصۃ الوفاء میں لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ جہاں تشریف فرما ہیں یہ مقام صرف کعبہ کا کعبہ بلکہ اطراف عالم کا گوشہ گوشہ زمین سے بلکہ سبع سموات کرسی اور عرش سے بھی برتر ہے اور اس پر امت کا اتفاق ہے (شفاء) واتفق الامتہ علی ان البقعة التي دفن فیہا النبی ﷺ افضل من بقاع الارض کلھا بل ہی افضل من العرش۔ اس زمین کو شرف کیوں حاصل نہ ہو جبکہ محبوب رب العالمین کے جوار شرف سے مستفیض ہے جس نے سراپا نور دل کے سرور روح عالم رحمت مجسم کو اپنی گود میں لے کر قرار پایا جن کی پابوسی کا شرف جبرائیل امین نے حاصل کیا۔

خدایت ثنا گفت تجیل کرد زمین بوس قدر تو جبریل کرد

جب مواجہ شریف کی زیارت سے مستفیض ہو تو باادب طریقہ سے الصلوٰۃ والسلام علیک ایہا النبی ورحمته اللہ وبرکاته۔ نماز میں بھی صلوٰۃ والسلام پیش کرتے ہوئے یہ یقین رکھے کہ تو انکی نورانی نظر میں ہے اور وہ تجھے دیکھتے ہیں اور سنتے ہیں بزرگان دین فرماتے ہیں جب درود شریف کے شرف سے مشرف ہو تو یہ تصور کر بمثل متضرعاً خاشعاً صورتہ الکریمہ فانہ جی یعلم حالہ ویسمع کلامہ ویقول من غیر رفع صوت ولا اخفاء تام بحضور قبلہ واستحیاء عن کثرة الذنوب السلام علیک ایہا النبی ورحمته اللہ وبرکاته۔ امام مالک نے بھی ایسا ہی نقل فرمایا ہے اور اس بے خبر علیہ ما علیہ کی مت سن کہ نماز میں آنحضرت ﷺ کا تصور ایسا ہے العیاذ باللہ العظیم۔ نماز تو ساری عبادت رب العالمین کی ہے اور تعظیم رحمۃ العالمین کا مجموعہ ہے بغیر درود سلام کے مردود بلاریب ہے لا صلوٰۃ الا بحضور القلب جس طرح نماز کا حکم اس طرح درود شریف کا۔ بلکہ تعظیم آنحضرت ﷺ بے حد ضروری ہے عین ایمان ہے ”باخدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار“ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے۔

انا ارسلناک شاہداً و مبشراً و نذیراً لتؤمنوا باللہ ورسولہ و تعزروه و توقروه و تسبحوه بکرة و اصیلاً۔

جب زیارت مصطفیٰ کا عزم ہو پاک دل سے عزم ہو بالجزم ہو  
 ڈوب جا تعظیم و تکریمات میں جب کہ ہو ورد زبان صلوات میں  
 ہے ادب تعظیم ایمان الرسول بے ادب مردود ظالم بو الفضول  
 بے ادب شیطن کا سن حال زار اس پر لعنت تا قیامت کردگار  
 کر ادب محبوب رب دل سے غلام تاکہ رب راضی ہو اور خیر الانام

واقعہ عبرتناک: شیخ اکبر قدس سرہ فرماتے ہیں میں نے قرطبہ میں اقامت کی اللہ تعالیٰ نے مجھے آدم علیہ السلام تا آنحضرت ﷺ تک تمام رسل کرام کی زیارت کا شرف عنایت فرمایا مجھے مخاطب ہو کر حضرت ہود علیہ السلام نے جمعیت کا سبب بیان فرمایا کہ یہ اجتماع خلاج منصور علیہ الرحمۃ کے سبب شفیع سفارشی ہیں کہ حضور ﷺ کی خدمت میں کہ ان سے آنحضرت ﷺ کے جناب میں بے ادبی ہوئی ہے دنیاوی حیاتی میں کہ خلاج منصور نے کہا ہمتہ دون منصبہ کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے منصب سے کم ہمت کی جب ان سے پوچھا گیا ولم ذالک فرمایا اللہ نے فرمایا ہے ولسوف يعطيك ربك فترضى فكان من حقه ان لا يرضى الا ان يقبل الله شفاعته في كل كافر و مؤمن ولكنه ما قال الا شفاعته لاهل الكبائر من امتي فلما صدر منه هذا القول جاء رسول الله ﷺ في واقعته وقال له يا منصور انت الذي انكرت علي في الشفاعته فقال يا رسول الله قد كان ذالك قال الم تسمع اني قد حكيت عن ربي غز وجل اذا احببت عبداً كنت له سمعاً وبصراً ولساناً ويدا فقال بلى يا رسول الله قال اذا كنت حبيب الله كان هو لسان القائل واذا هو الشافع المشغوع اليه انا عدم في وجوده فاي عتاب علي يا منصور فقال يا رسول الله انا تائب من قولي هذا فما كفارة ذنبي قال قرب نفسك لله قربان قال فكيف قال اقتل نفسك بسيف شريعتي فكان من امره ما كان ثم قال هود عليه السلام وهو من فارق الدنيا محجوب عن رسول الله ﷺ والان هذه لجمعيته لاجل الشفاعته له اليه ﷺ وكانت المدة بين مفارقة الدنيا وبين و لجمعيته المذكورة اكثر من ثلث مائة سنة (روح البيان)۔ فقال انا الحق۔ کہ مجھ سے بے ادبی ہوئی۔ حسنات الا براریات المقر بین۔ بظاہر تعریف تھی پھر ان کا کیا حال ہوگا جو خود آرائی خود نمائی کے لیے مسائل کی توضیح کرتے ہیں اور کہہ گئے ہیں وہم لا يشعرون۔ شیطان اپنی توحید محض پر اب تک فخر کرتا ہے پیروکار کیسے بچیں۔

وسيعلم الذين ظلموا اى منقلب ينقلبون - مذکورہ بالا بیان نور ایمان ہے اظہر من الشمس وہی مسئلہ ہے افضل تر مقام کعبۃ اللہ میں کعبۃ اللہ کی چھت سمت شمالی میں مدینہ منورہ روضہ اطہر گنبد خضراء ہے اور کعبۃ اللہ کا میزاب رحمت بھی یہی رہنمائی کرتا ہے۔

مدینہ سے بلاوا آرہا ہے میرا دل مجھ سے پہلے جا رہا ہے  
وہ دیکھو حاجیو بیر علی سے نظر کعبہ کا کعبہ آرہا ہے  
ملی جن کو محمد کی غلامی انہیں آقا بنایا جا رہا ہے

قبر مقدس کا شرف کیوں نہ اعلیٰ و بالا ہو اس کی وجہ یہ ہے علامہ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ

نے جیسے فرمایا۔

گلے خوشبوئے درحمام روزے رسید از دست محبوب بد ستم  
بدو گفتم کہ مشکلی یا عبیری کہ از بوئے دلاویز تو مستم  
بگفتا من گلے ناچیز بودم ولیکن مدتے باگل نشتم  
جمال ہمنشین درمن اثر کرد وگرنہ من ہمان خاتم کہ ہستم  
مٹی طیبہ شہر جمدی دو جگ تھیں ہے اعلیٰ خوش ہے شہر مبارک یارو جس وچ یار پیارا  
عاشق تھیں معشوق نے پچھیا دس وے یار پیارے سو ہنٹراں سب تھیں پاک دوارا جس وچ یار پیارا  
دراں زمین کہ نسیم وز دطرہ دوست چہ جائے دم رون نافہائے تاتاریست

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

کہ ہنوز از درود یوار مدینہ مطیہ ارواح فائح است کہ بجاں ایشامہ محبت مے یابند  
علامہ بوسیری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

لاطیب يعدل تر باضم اعظمه طوبی لمنشوق شمه منہ و ملتئم  
سعدی فرماتے ہیں۔

شفیع مطاع نبی کریم قسم جسیم نسیم و سیم  
قبر شریف کا وہ حصہ جو آنحضرت ﷺ پیوستہ ہے وہ بالاتفاق ساری زمین کعبہ اللہ آسمان و کرسی عرش عظیم  
سے افضل تر ہے

### نعت شریف

شہر مبارک طابہ طیبه جس وچ جن دلارا اس دی ہر شے پیاری سانوں جس وچ یار پیارا  
مٹی جس دی خاک شفا ہے اوہ ہے دلبر جانی اس دا نور ظہور ہے سارا جس دا نور بانی  
جس رستے توں جن پیارا گزریا نور ستارا خوشبو دار معطر ہو یا جس تھاں چلے پیارا  
جان قربان اُس جن تے جس وچ یار پیارا عفت جو دو سخا اس تائیں جس وچ نور ستارا  
کعبہ دا ایہہ کعبہ سرور حضرت پاک محمد عرش بریں تھیں برتر اعلیٰ مٹی پاک محمد  
رب محبوب دی خاطر بھیجے قدسی کئی ہزاراں پڑھن درود سلام ہمیشاں مرقد باغ بہاراں  
عرشوں فرشوں اعلیٰ بالا درگاہ پاک محمد عرشوں نازک فرشوں اعلیٰ پاک ہے خاک محمد  
جھت سمت مدینے والی قبلہ کعبہ عالی جس جانب محبوب پیارا گنبد خضراء جالی  
روح ایمان دا قبلہ آقا کعبہ قبلہ سردا کر غلام تصور آقا دل وچ گھر اس گھر دا



خواب سادس ۱۳۷۹ھ سے یہ پہلا مسئلہ بخوبی واضح ہوا کہ کعبۃ اللہ میں سمت جہت شمالی سب جہات پر فوقیت رکھتی ہے شرافتہ المكان بالمکین۔ شمالی جانب کعبہ کا کعبہ ہے جن کی زیارت جن کا تصور بحکم عشق اہم فرض ہے حج کی روح ہے کیونکہ کعبہ اور منیٰ، مزدلفہ انہی کے صدقہ سے بلکہ ذرہ ذرہ کا معرض وجود میں آنا ان ہی کی برکت سے ہے۔

امام اہلسننہ ارشاد فرماتے ہیں:

ہوتے کہاں خلیل بنا کعبہ و منیٰ      لولاک والی صاحبی سب تیرے گھر کی ہے  
لولاہ ماکان فلک ولا فلک      کلا ولا بان تحلیل و تحریم

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے سوال کے جواب میں حضور فرماتے ہیں ان اللہ خلق قبل الاشیاء نور نیک من نورہ ثم خلق منه العرش والسماء والارض۔ مدینہ منورہ کی حاضری کے بغیر حج بے جان ہے اگر حج نفلی ہو تو گھر سے مدینہ منورہ کی حاضری کا قصد کر مگر خیال رکھنا رستہ میں کعبہ معظمہ بھی ملے گا حج بھی کر لو اس مضمون کو اعلیٰ حضرت عظیم برکت یوں فرماتے ہیں:

اس کے طفیل رب نے حج بھی کرادیئے      اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

اے مسافر راہ حجاز مقدسہ میں راہ مارا اور بھی بہت ہیں      ذیاب فی ثیاب کپڑے پہنے ہوئے۔  
بھیڑیئے کثرت سے ملیں گے ایسا نہ ہو کہ تم کو میٹھی باتوں میں لے کر حج مبرور مدینہ پاک کی حاضری سے محروم کر دیں      نظر اپنی اپنی پسند اپنی اپنی

دونوں کی ہے پرواز اس ایک فضاء میں

گر کس کا جہاں اور ہے شاہین کا جہاں اور

اللہ تعالیٰ عمل صالح نیت پاک کی راہ نمائی فرمائے انہ علی مایشاء قدیر

اس خواب سے تعبیر کے طور پر دو مسئلے ثابت ہوئے وہ کہ حضرت قبلہ قدس سرہ کعبۃ اللہ میں شمالی جہت سمت منہ کر کے درود شریف مذکورہ پڑھ رہے ہیں آنحضرت ﷺ جو دیکھ کر یا تصور میں حاضر سمجھ کر جس طرح آپ اپنی نعت ارجح سبک متراں دی ودھیری اے کے آخر میں صورت دیدہ شیندہ کو حاضر مخاطب جان کر فرماتے ہیں ع سبحان اللہ ما اجملک ما احسنک ما اکملک۔ دوسرا مسئلہ یہ ظاہر ہوا کہ نماز میں اور درود شریف و دیگر اوراد میں دل کے حضور سے عبادت میں نور ہوتا ہے اور یہی روح نماز روح درود شریف ہے اس کو شریعت میں احسان کہتے جس طرح آنحضرت ﷺ نے فرمایا ان تعبد اللہ کانک تراہ، فان لم تکن تراہ فانہ بیراک (مشکوٰۃ شریف) جس طرح نماز بغیر حضور قلب ممنوع ہے اس طرح باقی اوراد درود شریف بھی۔

برزبان تسبیح در دل گاؤخر ایس چنیں تسبیح کے دارد اثر

بشنواز اخبارآں صدر الصدور لا صلوة تم الا بالحضور

اول اے جاں دفع شرموش کن وانگہ اندر جمع گندم کوش کن

گرنہ موٹے دزد در انبان ماست گندم اعمال ماچل سالہ کجاست

مسئلہ تیسرا یہ ثابت ہوا کہ ہر نیک کام میں حضور قلب ضروری انما الاعمال بالنیات۔ درود شریف

ممنوع مقامات حالات کے علاوہ خصوصاً افضل ترین مقامات جہاں ہیں اعلیٰ عبادت ہے بیان انواع

الصلوة۔ فرضها و واجبها و سنتها و مستحبها و حرامها و کفرها و مکروها۔ فرض علينا

فی عمرنا ان نقرء الصلوة مرة واحدة۔ و واجب علينا ان نتلو الصلوة عند ذکر

نبینا و سنتہ فی التحیات الاخرة و مستحب فی کل وقت و ساعتہ۔ و حرام فی محل

المزبلة و مکان النجاستہ و کفر فی فعل الحرام مثل الزنا و القتل و غیرہ و مکروہ

فی عشر محلات فی الصلوة ماعد التحیات وفی وقت الجماع وفی وقت قضاء  
الحاجته لنفسه اور لغيره، وفی وقت جمع المال وفی وقت النظر انی شنی وفی وقت  
التعجب من شنی وفی وقت اللعب وفی وقت الضحك وفی وقت العطاس وفی وقت  
الذبح۔ درود شریف پڑھنا فرض ہے لیکن نماز کی طرح نہیں بلکہ حج کی مثل جس طرح عمر میں ایک مرتبہ حج  
فرض ہے اسی طرح درود شریف بھی عمر میں ایک مرتبہ پڑھنا فرض ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسم گرامی  
ہے تو پڑھنا درود شریف واجب ہے۔ قرآن کریم میں چودہ آیات سجدہ ہیں ایک مجلس میں اگر ۱۰۰ مرتبہ  
آیت سجدہ تلاوت کی تو سجدہ ایک ہی ہوگا واجب۔ مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام جتنی بار بھی سنے درود  
پاک اتنی بار واجب ہے۔ نماز میں درود شریف پڑھنا سنت ہے۔ جب حضور ﷺ کی پسندیدہ شے محبوب  
مثلاً گلاب کا پھول دیکھے تو درود شریف پڑھنا مستحب ہے۔

فتاویٰ مہریہ: حضرت قبلہ خواجہ سید پیر مہر علی شاہ صاحب قدسی سرہ سے سوال کیا گیا راستہ میں چلتے  
ہوئے درود شریف پڑھنا کیسا ہے اور بے وضو۔ فرمایا بے وضو اور ناپاک راستہ میں درود شریف پڑھنا بے  
ادبی ہے ہاں اگر راستہ پاک ہو تو چلتے پھرتے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں مگر فائدہ بغیر حضور قلب کے  
نہیں اور وہ غالباً بیٹھ کر پڑھنے سے ہوتا ہے۔

مقامات مستحبہ درود شریف۔ یوم الجمعہ۔ رات جمعہ۔ ہفتہ۔ اتوار۔ جمعرات۔ صبح کے وقت شام۔ مسجد کو  
داخل ہونے پر اور خروج پر۔ قبر شریف کی زیارت کے وقت۔ صفا مروہ۔ آخری تشہد۔ خطبہ جمعہ۔ اجابت  
مؤذن کے بعد۔ اقامت کے وقت۔ اول دعا کے وقت۔ وسط میں اور آخر دعا میں۔ بعد قنوت۔ تکبیرات  
عمیدین کے درمیان۔ جنازہ میں تکبیر کے بعد۔ اجتماع میں۔ فراق کے وقت۔ وضو میں۔ نسیان کے  
وقت۔ چھینک و عظم میں۔ علم کے شروع میں۔ علم حدیث کے اول و آخر۔ سوال کے وقت۔ فتویٰ۔ ہر  
مصنف کے لیے۔ مدرس خطیب نکاح خواں۔ نام نامی سننے پر دور حاضرتہ میں شعار اہلسنت و جماعت یہ

ہے کہ جب مؤذن شہادت ثانیہ میں جب اشہد ان محمد رسول اللہ کہے سننے والا درود شریف پڑھے اور مستحب ہے کہ انگوٹھوں کو بوسہ دے کے آنکھوں سے لگالے اور قرۃ عینی بک یا رسول اللہ اللہم متعنی بالسمع والبصر (ردالمختار)۔

روح البیان میں ہے کہ شہادت ثانیہ کی پہلی مرتبہ اجابت میں یوں کہے صلی اللہ علیک یا رسول اللہ اور دوسری مرتبہ قرۃ عینی بک یا رسول اللہ اللہم متعنی بالسمع والبصر۔

القہستانی۔ نقل عن کنز العباد۔ مستحب ہے شہادت ثانیہ میں پہلی مرتبہ سننے پر صلی اللہ علیہ یا رسول اور دوسری مرتبہ بسماع کے وقت قرۃ عینی لک یا رسول اللہ۔ پھر کہے اللہم متعنی بالسمع والبصر بعد وضح ظفر الابهامین علی العینین فانہ صلی اللہ علیہ وسلم یكون قائد الہ الی الجنۃ۔ صلوٰۃ نجمی میں ہے ناخن ہر دو راہما میں برچشم نہد بطریق وضع نہ بطریق مد۔

محیط۔ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بہ مسجد درآمد و نزدیک ستون بنشست و صدیق رضی اللہ عنہ در برابر آنحضرت نشست بود بلال رضی اللہ برخواست بہ آذان اشتعال فرمود چوں گفت اشہد ان محمد رسول اللہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہر دو ناخن ابہا میں خود را بر ہر دو چشم خود نہادہ گفت قرۃ عینی لک یا رسول اللہ۔ چوں بلال رضی اللہ عنہ فارغ شد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود یا ابا بکر ہر کہ بکند چنیں کہ تو کردی خدائے بیامرز دگنا ہاں قدیم و جدید اور اگر بھمد بودہ باشند یا بھطا۔

قوة القلوب میں شیخ امام ابو طالب ابن عیینہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد میں تشریف لائے دس محرم کو نماز جمعہ ادا کی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دونوں ابہاموں آنکھوں پر مسح کیا اور قرۃ عینی بک یا رسول اللہ کہا جب حضرت بلال اذان سے فارغ ہوئے۔ حضور نے فرمایا ابو بکر جیسے تو نے کیا ایسے کوئی کہے گا میری ملاقات کے شوق سے خدا تعالیٰ اس کے پرانے نئے گناہ معاف کر دے گا ظاہری اور باطنی اور اسکی گناہوں کی مغفرت کر دے گا۔

فتعص الانبياء میں ہے ان آدم علیہ السلام اشتاق الی لقائے محمد ﷺ حین کان فی الجنة فاوحی اللہ تعالیٰ الیہ ہو من صلبک ویظهر فی آخر الزمان فسأل لقاء محمد ﷺ حین کان فی الجنة فاوحی اللہ الیہ فجعل اللہ النور المحمدی فی اصبعه المسبحة من یدہ الیمنی فسبح ذالک النور فلذالک سمیت تلک الاصبع مسبحة۔ ایسے ہی روضی الفائق میں ہے ظهر اللہ تعالیٰ جمال حبیبہ فی صفاء ظفری ابھامیہ مثل المرأة فقبل آدم ظفر ابھامیہ ومسح علی عینہ فصار اصلاً لذریته فلما اخبر جبریل النبی ﷺ بهذا القصة قال علیہ السلام من سمع اسمی فی الاذان فقبل ظفر ابھامیہ ومسح علی عینہ لم یعم ابداً۔

مدارج النبوت میں ہے جلد اول ص ۶۰ وہ روایت جو اسلام ایمان کی تمام عام خاص خصال پر مشتمل ہے ایمان کی مثل اس کو دل میں رکھ اور مرد راہ ہو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے پر سیدم رسول خدا ﷺ را از طریق وصال فرمود۔

المعرفة راس مالی والعقل اصل دینی والحسب اساسی والشوق مرقبی  
 ذكر الله انسى والشفقة كنزى والخزن رقيقى والعلم سلاحى واصبر ردائى والرضا  
 غنيمتى والفقر فخرى والزهد حرفتى واليقين فوقى والصدق شفيقى والطاعة حُبى  
 والجهاد خلقى وقررة عيني فى الصلوة وثمره فوادى فى الذكر وغمى لاجل امتى  
 وشوقى الى ربى۔

ہے وسیلہ قرب حق ورد درود  
 واسطہ وصل نبی ورد درود  
 ورد حق ورد درود مصطفیٰ  
 ہے مقرب مصطفیٰ کا وہ سعید  
 پڑھ درود اکثر صدا ہر جا  
 قرب حق کا یہ سبب سب سے اہم  
 ورد کر اس کا صدا لیل و نہار  
 ورد کر اس کا زباں سے دم بدم  
 ہے یقیناً یہ سبب برکات کا  
 ہے سعادت دو جہاں کا یہ سبب  
 جو نبی پرورد خواں ہے ورد درود  
 اقتداء اس میں ملائک کا شمار  
 محو کرتا ہے جفا جرم و گناہ  
 اس سے ہے دنیا میں پاکیزہ حیات  
 ہے یہ کنجی دلربا دارالسلام  
 شیخ کامل کی طرح یہ راہنما  
 منقبت ذکر درود دلربا  
 اس لیے پڑھ اے غلام ناتمام  
 ہے یہ ورد کبریا رب وود  
 سلموا صلوا علیہ با الشہود  
 ہے ملائک کی یہی ہر دم صدا  
 ہو گیا اس ورد سے جو مستفید  
 یہ دوا دل کی جلاء مشکل کشا  
 مصطفیٰ سے واسطہ الفت اتم  
 تاکہ ہو واقف اسرار یار  
 ذکر کر پھر فکر تن من عدم  
 ہے اجابت کا سبب دعوات کا  
 مصطفیٰ رب کی رضا اس میں عجب  
 اس پہ ہے صلوت حق رب وود  
 ترک اس کا دیکھ باطل کا شعار  
 قاضی الحاجات منجی واہ واہ  
 عاقبت عقبی میں ہے اس سے نجات  
 جس میں آقا مصطفیٰ کا ہے مقام  
 پر خطر راہ میں یہ راہ برپیشوا  
 کہ یہ ذکر اللہ ہے ذکر مصطفیٰ  
 مصطفیٰ پر الصلوٰۃ والسلام

مسئلہ: جب نام آنحضرت ﷺ پڑھے یا سنے یا لکھے بعدہ متصل درود شریف پڑھنا مستحب ہے پڑھنے اور لکھنے میں پورا نام صیغہ لکھے اور پڑھے برائے اختصار رمزاً صلعم یا ع یا م محض ناجائز ہے (بہار شریعت)۔

روح البیان۔ ویکرہ ان یرمز الصلوٰۃ والسلام علی النبی ﷺ فی الخط بان یقتصر من ذالک الحرفین ہذا ع م او نحو ذالک عن یکتب صلعم یشیر بہ النبی ﷺ۔ اقتصار ایک پر کرنا یعنی صرف سلام پر یا درود پر منع ہے جیسا کہ انوار المشارق میں ہے۔

عبداللہ القواریری امام الحدیث سے روایت ہے۔ انہ قال کان لی جار نساح فمات فرأیتہ فی المنام فقلت له ما فعل اللہ بک فقال غفر لی فقلت فبم قال کنت اذا کتبتہ اسم سیدنا محمد ﷺ فی کتاب صلیت علیہ فقط۔ ترجمہ۔ فرمایا میرا ایک پڑوسی تھا جو کتابیں لکھا کرتا جب وہ مر گیا میں نے اس کو خواب میں دیکھا کہا اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا کیا۔ کہا مجھے بخش دیا گیا پوچھا کس سبب سے تو بخشا گیا جواب دیا کہ جب میں لکھتا تھا نام پاک حضرت کا کسی کتاب میں تو آپ پر درود پڑھتا یا لکھتا تھا اللہ نے مجھے وہ چیزیں دی نہ آنکھوں نے دیکھی نہ کانوں نے سنی نہ کسی آدمی کے دل پر کھٹکا ہوا۔ مصنف دلائل الخیرات نے اپنے باب فضائل الصلوٰۃ میں لکھا کہ درود پاک حل مشکلات کے لیے عظیم وسیلہ وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام من عسرت علیہ حاجتہ فلیکثر و الصلوٰۃ علی فانہا تکشف العموم ولغموم والکروب وتکثر الارزاق وتقضى الحوائج۔ حضور نے فرمایا جس پر کوئی حاجت مشکل ہو جائے تو پھر کثرت سے درود پڑھے اس لیے کہ درود درنجوں غموں کو دور کرتا ہے اور رزق کو بڑھاتا ہے۔

سوال: یہ آیت مذکورہ درود شریف میں سلام کو تاکید کر کے کیوں لایا گیا اور درود بلا تاکید

جواب: درود خواں کی کئی ایک وجوہ سے پہلے بیان فرمادی یہ کہ جملہ اسمیہ سے پہلے جو کہ تاکید کے واسطے

ہوتا ہے ان سے مؤکد فرمایا زیادہ تاکید کے واسطے اور ضرب جملہ مضارع جو افادہ استمرار و تجدد کا دیتا ہے پھر ترتیب بیان سے بھی تاکید درود شریف واضح ہے کہ پہلے اپنے درود پاک کا ذکر فرمایا پھر ملائکہ کا پھر امت کو خطاب فرمایا۔

سوال: رب نے ہم کو حکم فرمایا کہ تم پڑھو درود سلام اور ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں یوں نہیں کہتے۔

أصلى ونصلى بلكه اللهم الخ

جواب: ہم سر اپنا قص مصائب والے ہیں درود جو ثناء تعظیم نبی طیب و طاہر صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس کے کب اہل

ہیں پس رب سے سوال کرتے ہیں کہ تو رب طاہر نبی پر درود بھیج

كما يليق بشانه وبشانك سلام من الرحمن نحو جنابه لان سلامى لا يليق ببابه پس

ہمارے درود کا معنی یہ ہوا

اللهم صل على سيدنا محمد اللهم عظمه في الدنيا باعلاء دينه واعظام ذكره اظهار

دعوتہ و ابقاء شريعته وفي الآخرة بشفيعه في امته (الخ) شرح انكشاف

سوال: اس میں کیا فائدہ ہے کہ رب تعالیٰ ہم کو امر کرتا ہے اور ہم اس سے سوال کرتے ہیں اللهم الخ

جواب: تاکہ ہم کو ثواب عنایت فرمایا جائے اور ہماری محبت زیادہ ہو کہ ہم بہر حال محتاج ہیں زین سبب

فرمود حق صلوا علیہ۔ کہ محمد بود محتاج الیہ۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ اس مامور بہ صلوة سے کیا مراد ہے اس

میں بہت اقوال ہیں۔ راجح قرآن میں سے امام طحطاوی کا قول ہے کہ سبب کلمہ ذکر کہ جب بھی نام گرامی

سے یا پڑھے تو ایک مرتبہ درود پڑھنا واجب ہے باقی زائد پڑھنا مستحب ہے قرآن کریم میں چودہ (۱۴)

آیات سجدہ ہیں اگر ایک مجلس میں ایک آیت سجدہ کو سو مرتبہ پڑھا تو ایک ہی سجدہ واجب ہے مگر نام نامی اسم

گرامی صلی اللہ علیہ وسلم جتنی بار پڑھے یا سنے اتنی بار درود شریف پڑھنا واجب ہے۔



سوال: اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ جب حضور ﷺ پر درود پڑھتے ہیں تو پھر اوروں کے درود کی کیا حاجت ہے؟

جواب: درود پاک آنحضرت ﷺ کے واسطے نہیں پڑھا جاتا اور نہ ہی ہمارے درود کی حضور ﷺ کو حاجت ہے۔ اسی طرح ملائکہ کے درود پاک کی بھی حاجت نہیں جبکہ خود اللہ تعالیٰ نبی پر درود پڑھتا ہے یہ محض آنحضرت ﷺ کی تعظیم و تکریم کے واسطے ہے تاکہ ہم کو ثواب عنایت فرمائے۔ جس طرح حق تعالیٰ نے ہم پر اپنا ذکر فرض کیا اور اس میں اللہ تعالیٰ کو کوئی حاجت نہیں۔ محض ہمارے ثواب کی خاطر اسی لیے حضور ﷺ نے فرمایا من صلے علی مرة علی ﷺ الخ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ۔ سبحان اللہ رب العالمین کس قدر رحیم ہے اس کا پیارا نبی رحمت العالمین کس قدر کریم ہے۔

اللہ کریم است رسول او کریم صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم  
ان اللہ وملائکتہ يصلون علی النبی۔ آنحضرت ﷺ کی بزرگی رفعت شان بخوبی معلوم ہوئی یہ آیتہ کریمہ آپ کی شرافت بزرگی میں اتم اجمع ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی شرافت اور بزرگی سے صرف ملائکہ کو جو امر باسجدہ تھا۔ حق تعالیٰ اس میں انکے ساتھ شریک نہ تھا اور یہاں اس تعظیم مصطفیٰ میں اللہ تعالیٰ سب سے پہلے شامل عامل ہے۔

یصلی علیہ جل جلالہ بهذا بدأ للعالمین کمالہ

یہ شرافت اس سے ایک دوسری وجہ سے بھی فوقیت رکھتی ہے کہ وہ سجدہ آدم علیہ السلام کو وقتی تھا اور یہ تا اخیر ہے درود پاک کی فضیلت سب عبادتوں پر فوقیت رکھتی ہے۔ حضرت ابوللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ اذا اردت ان تعرف ان الصلوٰۃ علی النبی ﷺ افضل من سائر العبادات فانظر الی هذه الایتہ فامر اللہ عبادہ بسائر العبادات و صلی علیہ بنفسہ اولاً و امر ملائکتہ بالصلوٰۃ علیہ ثم امر المؤمنین بان یصلوا علیہ۔ اور ترتیب بیان سے اشارہ ہے

کہ درود پاک میں حق تعالیٰ کی اقتداء کریں اور فائدہ حاصل کریں جب رب تعالیٰ اپنے حبیب پر خود درود بھیجتا ہے تو تم جو اپنی ابتداء انتہاء میں انکے محتاج ہو ان پر کثرت سے درود پاک بھیجو۔ اُن سے محبت کا رشتہ جوڑو جن کے بغیر کوئی راہ نجات نہیں۔

بمصطفیٰ برسائے خویش را کہ دین ہمہ اوست اگر باو ز سیدی تمام بو لہیست  
اس میں تفصیل دیکھنی ہو کہ ہر عبادت سے درود پاک افضل عبادت ہے تو سعادت دارین علامہ بہمانی  
رحمۃ اللہ تعالیٰ ملاحظہ کریں۔

سوال: درود پاک کے افضل ترین کلمات کون سے ہیں۔

جواب: شیخ قدس سرہ نے مدارج کی جلد اول میں فرمایا کہ افضل صلوٰۃ درود پاک میں اختلاف ہے مگر اکثر کا یہی قول ہے کہ وہی تشہد والا درود شریف افضل ہے اگر کوئی نذر کی قسم سے نیت کرے تو مثلاً میرا یہ کام یوں ہوا تو میں آنجناب پر درود پاک پڑھوں گا اگر اس نے تشہد والا درود پاک پڑھا تو عہدہ برآ ہو گیا۔ بہار شریعت میں اور دیگر بزرگان دین فرماتے ہیں کہ درود پاک پڑھتے وقت کلمہ ”سیدنا“ زیادہ کرے تعظیماً اور ادباً و هو سید المرسلین اللہم صل علی سیدنا محمد کما صلیت علی سیدنا ابراہیم انک حمید مجید۔ اللہم بارک علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد کما بارکت علی سیدنا ابراہیم علی آل سیدنا ابراہیم انک حمید مجید۔

حکایت: برائے ترغیب و ترہیب حاشیہ دلائل الخیرات پر تحریر ہے کہ ترکی روم میں کوئی آدمی مشائخ سے یہ دلائل الخیرات بلا لحاظ طریقہ مسنونہ پڑھتا تھا کسی عارف مودب نے اس سے کہا کہ اس کتاب اور دیگر اوراد پاک کا یہ طریقہ نہیں جس طرح کہ تو پڑھتا ہے جواب میں اس نے کہا میں اس طرح ہی پڑھوں گا جس طرح لکھا ہوا ہے دلائل الخیرات کے پڑھنے والے نے رات کو خواب میں دیکھا کہ فاروق اعظم

غضب میں اس کے قریب آئے ان کے پاس تیز دھار چھرا ہے۔ اس منکر کے پیٹ پر رکھ کر فرماتے ہیں کہ تو سیدنا پڑھنے سے انکار کرتا ہے وہو سید العالمین کا نپتا خونزدہ خواب سے اٹھا۔ سابق انکار سے توبہ خالص کی فقیر نے ایک نظم میں ادب اور بے ادبی کی جزا و سزا میں جو آیت سے ماخوذ ہیں اس طرح عرض کیا۔

ایمان مصطفیٰ پر تعظیم مصطفیٰ کی لازم ہے مؤمنوں پر توقیر مجتبیٰ کی

رب نے ادب نبی کا قرآن میں بتایا آیات اس میں قرآن دیکھو بہت سی لایا

لا تجعلوا لارتفعوا قرآن نہی لایا ان میں عجب ادب کا قرآن سبق بتایا

تقدیم راعنا میں پھر نہی حق سنائی تعظیم مصطفیٰ کی رب نے عجب سکھائی

انجام بے ادب کا رب نے عجب سنایا گستاخ مصطفیٰ کو لاشعرون بتایا

اعمال اس شقی کے برباد ہیں وہ سارے کافر ہے وہ معذب دوزخ اسے پکارے

انجام اس لعین کا دیکھ آحق بتایا ترک ادب سے شیطان ملعون مقام پایا

جس نے ادب نبی کا ایمان سے ملایا ہے متقی وہ مومن اجر عظیم پایا

بخشش فلاح اس کو رب سے صدا ہے حاصل جو با ادب نبی ہے رب سے صدا ہے واصل

احقر غلام بے شک جو با ادب نبی ہے دونوں جہاں کی اس کو سب سروری ملی ہے

روى عنه صلی اللہ علیہ وسلم لا تصلوا على الصلوة البتراء. قالو وما الصلوة البتراء يا رسول الله قال

تقولون اللهم صل على محمد وتمسكون بل قولوا اللهم صل على محمد وعلى آل

محمد (مطالع المسرات صفحہ ۱۱) ترجمہ: حضور نے فرمایا مجھ پر ”بتراء“ درود مت پڑھو عرض کی گئی یا رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بتراء درود کونسا ہے۔ فرمایا ”اللهم صل على محمد“ تم کہہ کر رک جاؤ بلکہ تم کہو اللهم

صل على محمد وعلى آل محمد۔ امام شافعی کے نزدیک آل بیت پر پڑھنا فرض ہے۔

يا آل بيت رسول الله حکم فرض من الله في القرآن انزله  
 يكفيكم من عظيم القدر انکم من لم يصلي عليكم لاصلوة له  
 پس صرف آنحضرت ﷺ پر درود پاک بغیر ذکر آل تبعاً سنت کا ترک پھر نماز میں فضیلت عظیمہ  
 و سنتہ فخیمہ (الآخرۃ) کما صلیت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم۔ یہاں دو سوال مشہور  
 ہیں ایک یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مخصوص تشبیہ کیوں دی گئی۔ نہ دیگر انبیاء علیہ السلام سے۔ دوسرا  
 یہ کہ قاعدہ مقررہ ہے مشبہ مشبہ بہ سے مثل یا اس سے ادنیٰ ہوتا ہے نہ کہ اعلیٰ اور یہ متفقہ فیصلہ امت ہے۔ کہ  
 آنحضرت ﷺ ابراہیم علیہ السلام سے افضل ہیں۔ بلکہ تمام انبیاء مرسلین سے افضل ہیں پھر یہ تشبیہ اعلیٰ کی  
 ادنیٰ سے ہوئی اور یہ خلاف قاعدہ مقررہ ہے اس کے کئی جواب ہیں صرف ایک عرض کیا جاتا ہے وہ یہ کہ  
 یہاں تشبیہ ان سے انکے تقدیم زمانی کی بناء پر ہے کہ ملائکہ نے کہا رحمتہ اللہ برکاتہ علیکم اهل  
 البيت انه حميد مجيد معنی یہ ہوا جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر پہلے درود پڑھا اسکی  
 مثل درود سیدنا محمد ﷺ پر بطریق اولیٰ چاہتے ہیں جو فاضل کہو اس سے ثابت ہے۔ وہ افضل کے  
 واسطے بطریق اولیٰ ہے اس لیے یہاں اس سے ختم کیا جس سے وہاں ختم کیا انک حمید مجید۔ پس  
 تشبیہ اصل درود کی اصل درود سے ہے نہ قدر کی ساتھ قدر کے جس طرح یہاں آیت کریمہ میں ہے۔ انا  
 اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح و قوله تعالیٰ کتب علیکم الصیام کما کتب علی  
 الذین من قبلکم۔ و قوله تعالیٰ احسن کما احسن الله الیک حضرت ابراہیم علیہ السلام سے  
 تشبیہ دی گئی نہ دیگر انبیاء علیہم السلام سے۔ آنحضرت ﷺ کا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اقرب تعلق  
 ہے کہ ابراہیم علیہ السلام ان کے آباؤ اجداد کرام سے ہیں اور یہ شریعت بھی انکی ملت کہلاتی ہے۔ مملہ  
 ابیکم ابراہیم اس وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام حضور ﷺ کے زیادہ اقرب ہوئے۔

صاحب مطالع المسرات اس میں ایک عجیب فلسفہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تشبیہ دی گئی نہ کہ موسیٰ علیہ السلام سے اس لیے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رب نے تجلی جلال سے نواز افخر موسیٰ کو صعقاً اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر تجلی جلال فرمائی واتخذوا ابراہیم خلیلاً۔ محبت خلت آثار تجلی جمال ہیں۔ پس آنحضرت ﷺ نے امت کو حکم فرمایا حق سے درود پاک پڑھو۔

سوال: کیا درود پاک حضور ﷺ خود سنتے ہیں یا بالواسطہ ملائکہ۔

جواب: بالواسطہ بلا واسطہ ہر حال میں آنحضرت ﷺ کا سماع ثابت ہے عقلاً بھی درست ہے آواز کا دوسرے تک پہنچنا متکلم کی قوت دفع سے ہوتا ہے یا سماع کی قوت جذب سے یہ مانا کہ ہماری قوت دفع کمزور ہے مگر آنحضرت ﷺ کی قوت جذب تو کمزور نہیں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اعلان فرماتے ہیں۔ انی اری مالا ترون واسمع مالا تسمعون فریاد امتی جو کرے حال زار میں ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو۔

فاروق اعظم جمعہ کو خطبہ میں فرماتے ہیں یا ساریۃ الجبل۔ امیر حبش حضرت ساریۃ رضی اللہ عنہ نے وادی نہاوند میں کمزوری سے بھاگنا چاہا تھا فاروق اعظم نے راہنمائی فرمائی کہ پہاڑی کے قریب پناہ لے کر دشمن سے لڑو۔ وہ وہاں سے کتنے بعید سے سنتے ہیں اور فاروق اعظم اتنی دور سے آواز پہنچاتے ہیں سناتے ہیں جن کے غلاموں کو عند اللہ یہ مرتبہ حاصل ہو تو آقا فداہ ابی وامی کا کیا حال ہوگا۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

وقس علیہ حواس الآخر۔ شرح عقائد میں اس واقعہ کی مثل موجود ہے مثل رویۃ عمر و هو علی المنبر فی المدینہ حبشہ بناوند حتی قال الامیر حبشہ یا ساریۃ الجبل تحذیراً لہ من وراء الجبل لمکر العدو هناك وسماع ساریۃ کلامہ مع بعد المسافتہ۔ اس واقعہ سے ان کے اس قول کا بھی رد ہوا غائبانہ پکار شرک ہے گو فاروق اعظم دیکھ رہے ہیں مگر دوسرے تو نہیں دیکھتے تھے

لہذا سننے والوں کو خطبہ میں اس جملہ سے بہت تشویش ہوئی دریافت کیا تو حضرت فاروق اعظم کی کرامت نکلی حضرت ساریہ نے بھی اس واقعہ کا بیان اور تصدیق فرمائی۔ سماع موتی حق ہے۔

جو حدیث شیخین سے متفق علیہ ہے ان العبد اذا وضع فی قبرہ وتولیٰ عنہ اصحابہ انہ یسمع قرع نعالمہم۔ سماع تو ہر مردے کے لیے ہے مومن کی کوئی تخصیص نہیں اس کی تائید میں قلب بدر والی حدیث سے حکم ثابت ہے تیسرے روز صحابہ حضور کے ہمراہ ہیں ہر ایک کافر کا نام لے کر فرمایا مہل وجدتم ما وعد ربکم حقا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کی آپ بے روح اجساد سے کلام فرماتے ہیں حضور نے فرمایا والذی نفس محمد بیدہ ما انتم باسمع لما اقول منہم ولكن لا یجیبون۔ تم سے زیادہ سنتے ہیں لیکن جواب نہیں دیتے (مشکوٰۃ)۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مقتولان شہداء کا جنازہ آٹھ سال بعد بھی پڑھایا پھر آپ ممبر پر جلوہ افروز ہوئے فرمایا انی مابین ایدیکم فرط وانا علیکم شہید وان موعداکم الحوض وانی انا النظر الیہ وانا فی مقامی هذا۔ یا ایہا النبی انا ارسلک شہدا۔ کا معنی شیخ نے مدارج میں یوں فرمایا جلد صفحہ ۶۰ آگاہ باشدائے پیغمبر بدرستہ کہ ما فرستادیم ترا گواہ ہداں کتابیکہ فرستادہ ایم ترا برایشاں بتصدیق و تکذیب ایشاں و نجات و ضلال ایشاں صفحہ ۲۶۰ ما ارسلک الا رحمۃ للعالمین یعنی عالم و حاضر بحال امت و تصدیق و تکذیب و نجات و ہلاکت ایشاں۔ شاہ عبدالعزیز صاحب نے اس سے بھی واضح و یکون الرسول علیکم شہیداً میں بیان فرمایا۔ اس لیے شہد میں سلام و انشاء خطاب ندا سے واجب قرار فرمایا۔ فلا استبعاد فی التفاتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المحبتہ الیٰ الصرّف من الرجال والنساء۔ آنحضرت کی رویت مبارکہ اور سمع شریف دور نزدیک دیکھنے سننے سے بعید نہیں ایک آن میں ہزار ہا مردوں اور عورتوں کی عرضیں سنتے ہیں۔ ہر قبر میں ہر ایک ان کے دیدار پر انوار سے مستفیض ہوتا ہے گو کہ مشرق و مغرب میں یہ واقعہ ہزاروں لاکھوں مقام پر پیش آتا ہے۔

## باب پنجم

## نعتیہ کلام

## حمد باری تعالیٰ

حمد حق را بے عدد بے انتہا  
 نام نامی اسم حق نعم العطاء  
 در حق زندہ کند ہر مردہ دل  
 نام حق دارد سبق برنامہا  
 ذکر و فکرش روح را راحت دہد  
 حرز جاں درد زباں حورو ملک  
 شد غذای عاشقان یک نام دوست  
 قبلہ گاہ اہل دنیا سیم وزر  
 قبلہ گاہ ہر قوم ہر ملت جداست  
 پس مگر داں روے دل از روے یار  
 یار باید غمگساری سے کند  
 ہر کہ با حق عقد الفت بستہ است  
 رجتش چوں بر خلیل اظہار کرد  
 حامل تو رات را چوں عون کرد  
 انہ یحی یمیت من یشاء  
 وصل یا بد ہر کہ خواند مرورا  
 ذوق یا بد ہر کہ باشد زندہ دل  
 سے دہد تسکین دل مفاکامہا  
 قلب و کالب راضفائی می دہد  
 نام حق بیروں کند ایماں ز شک  
 روح و ریحاں عاشقان پیغام دوست  
 اہل دین را قبلہ ایماں خوب تر  
 قول حق حق است بیشک بے خطاست  
 سے طلب خیرات رادر کوئے یار  
 غم خورد یکبار غم ہمہا برد  
 از ہمہ غمہا بے یکدم رستہ است  
 چو نمود را گلزار کرد  
 دشمنش فرعون رادریا برد

ہر کر الحق کر دنیا کو احترام

کرد ز دبت خانہ را بیت الحرام

## حمد باری تعالیٰ

یہ سب رب کے ثناخوان کن فکاں ہیں  
 جہاں کا ذرہ ذرہ کہہ رہا ہے  
 وہ رب مخلوق کا مخلوق رب کی  
 وہ ہے قیوم قادر حق تعالیٰ  
 وہ اول ہے وہ آخر منتہی ہے  
 وہ رحمت جس کی غالب ہے غضب پر  
 خدا کی سن ثنا محمود رب سے  
 جو بے راہ مصطفیٰ طالب ہے رب کا  
 غلام کمترین کیوں سیخ پا ہے  
 زمین و آسمان تسبیح خواں ہیں  
 وہی خالق وہی رب العلیٰ ہے  
 وہ سنتا ہے ندا فریاد سب کی  
 اسی کے نور کا یہ سب اجالا  
 وہ ظاہر ہے وہ باطن بے خطا ہے  
 وہ ہے قیوم و قادر رب اکبر  
 محمد کی ثنا معبود رب سے  
 وہ ہے بوجہل جایا بولہب کا  
 تیرا سب کا وسیلہ محمد مصطفیٰ ہے

حمد بے حد اس خدائے پاک کو  
 حمد کے لائق ہے رب العلمین  
 حمد کے لائق ہے رب معطی کریم  
 حمد سب رب کے لیے ہے بالیقین  
 حمد کا ہے مستحق رب کریم  
 جس نے بھیجا صاحب لولاک کو  
 جس نے بھیجا مصطفیٰ نور مبین  
 جس کو پیارا ہے نبی قاسم نعیم  
 جس نے بھیجا رحمۃ اللعلمین  
 جس کو پیارا ہے نبی در یتیم



## نعت شریف

جان عالم جانِ جاں ایمان ما	مصطفیٰ سرپا ہمہ شان خدا
شد خراماں برسر عرش برین	جان عالم رحمۃ اللعلمین
سیدو سرور حبیب کبریا	طیب و طاہر محمد مصطفیٰ
سرور ہر دوسرا ختم الرسل	مصطفیٰ امی لقب استاذ کل
منبع صدق و صفا حاجت روا	حامل حلم و حیا جود و سخا
جا بجا زو شرح کردہ کبریا	ہست قرآن شان برہان مصطفیٰ
ہست چوں دست کرامت پیش رو	جملہ عالم ذرہ ذرہ پیش او
شاد کن از وصل جام مصطفیٰ	لطف کن یارب اکبر بالرضا
بر غلام خویش کن گاہ نگاہ	یارسول اللہ توئی عالم پناہ

ترستا ہے میرا دل کاش وہ غمخوار دیکھوں	الہی کر عنایت دیدہ دل دلدار دیکھوں
اگر اپنا پیارا مصطفیٰ مختار دیکھوں	کروں تن من فدا قربان متاع زندگی
یہی ہے آرزو دن رات پھر دربار دیکھوں	گلستان جہان سے مجھ کو پیاری خاک طیبہ
دیار یار دیکھوں مصطفیٰ دلدار دیکھوں	غلام کمترین تجھ کو مبارک یہ تمنا ہو

## نعت شریف

نگا ہے یارسول اللہ نگا ہے یارسول اللہ  
 بدرگاہ تو وارد ہر کسے امید وابستہ  
 سیاہ کارم گناہ گارم شکستہ خستہ بدکارم  
 امید ازوصالت خوش نوید جان مشتاقاں  
 کریم ابن الکریم ہستی غلامت درظلام افتاد  
 بیدار تو دیدہ فرش را ہے یارسول اللہ  
 نوید وصل فرما گا ہے بگا ہے یارسول اللہ  
 درت امید گاہ دارم پنا ہے یارسول اللہ  
 دریں سودا بسرشد عمر آ ہے یارسول اللہ  
 نگاہ لطف فرما مہر و ماہ ہے یارسول اللہ

### کلام ذی شان سعدی شیرازی کا قدر شرح و بیان

جسمہ	بلغ	العلیٰ	بکما	لہ	نورہ	کشف	الدجی	بجما
شانہ	حسنت	جمع	خصا	لہ	قدرہ	صلوا	علیہ	وآلہ
ذکرہ	بلغ	العلیٰ	بکما	لہ	صدرہ	کشف	الدجی	بجما
خلقہ	حسنت	جمع	خصا	لہ	حقہ	صلوا	علیہ	وآلہ
مصطفیٰ	بلغ	العلیٰ	بکما	لہ	زیں	سبب	کشف	الدجی
گفت	حق	حسنت	جمع	خصا	لہ	حکم	او	صلوا
							علیہ	وآلہ

## نعت شریف

ہے دو عالم پر وسیع نعت رسول اللہ کی  
 قبر میں سکرات میں دکھ درد سب مٹ جائیں گے  
 یا رسول اللہ اغثنی جب مصیبت میں کہا  
 مالک و مختار ہیں قاسم نعیم کبریا  
 دیکھ وہ شق القمر حال سراقہ سن مگر  
 جانور سجدہ کریں شجر و حجر کلمہ پڑھیں  
 اشتر غم خوار آہوزار کے فریادرس  
 کر دیا زندہ ستوں صحبت محبت مصطفیٰ  
 ہیں ابو بکر و عمر عثمان علی حق کے ولی  
 لاتے تھے ایماں کافر دیکھ کر خلق عظیم  
 کعبۃ اللہ عرش عظیم جنت الفردوس سے  
 تیری گستاخی سے شان مصطفیٰ گھٹی نہیں  
 ہوں غلام مصطفیٰ تابع ولی احمد رضا  
 خواجہ شاہ مہر علی مرشد میرا غوث جلی  
 رب سے ہوں صلوات و تسلیمات آقا پر صدا  
 کون ہے جس پر نہیں رحمت رسول اللہ کی  
 سامنے آئے گی جب طلعت رسول اللہ کی  
 ہوگی فریاد رس نصرت رسول اللہ کی  
 ہے زمین و آسماں جنت رسول اللہ کی  
 ہیں مطیع ارض و سما شوکت رسول اللہ کی  
 سب کریں یہ بحر و بر طاعت رسول اللہ کی  
 کس قدر ذمی جان پر شفقت رسول اللہ کی  
 کس قدر تاثیر ہے الفت رسول اللہ کی  
 کس قدر اکسیر ہے صحبت رسول اللہ کی  
 دل نشین تھی کس قدر سیرت رسول اللہ کی  
 محترم ہے ذمی ادب تربت رسول اللہ کی  
 جب کرے رب خود ثنا عظمت رسول اللہ کی  
 جس کی تھی ہر دم غذا مدحت رسول اللہ کی  
 جس کو حاصل ہے قوی قربت رسول اللہ کی  
 ہے یہی میری دعا خدمت رسول اللہ کی

## نعت شریف

بظاہر وہ عرب کا چاند ہادی راہ نما آیا      حقیقت میں وہ محبوب خدا نور خدا آیا  
 وہ جس کی آمد آمد پر مبشر ابن مریم ہے      وہ شاہ لولاک والا سرور منیر دوسرا آیا  
 وہ جس کے نور سے مہر و ماہ تاباں درخشاں ہیں      سراپا وہ نور عین نور شمس الضحیٰ آیا  
 وہ جس کے بیت مولد کو جھکا کعبہ صدا آئی      بتوں کو توڑنے والا میرا حامی صدا آیا  
 حلیمہ نے حلیمانہ کریمانہ وہ شان پایا      کہ اس کی گود میں وہ دُر یکتا دلربا آیا  
 ہوا گھرام معبد کا معطر مشک و عنبر سے      کہ محبوب خدا تشریف لایا خوش فضا آیا  
 وہ جس کے دم قدم سے یثرب ہو گیا طیبہ طاہر      وہ آقا خوش فضا آیا وہ دافع ہر بلا آیا  
 وہ جس کے حجر و فرقت میں ستون چنچا چلایا      سہارا شتر غم خوار آہ و زار آیا  
 حجر بولیں شجر سجدہ کریں اُس ماہ طیبہ کو      ضعیفوں درد مندوں کا سہارا دلربا آیا  
 غلام احقر کو بھی دل کی دوا دو یا رسول اللہ      تیرے در کا سوالی ہاتھ خالی بے نوا آیا  
 غلام بے سرو ساماں گدائے کترین ناداں      کہاں تو اور کہاں آقا وہ ممدوح خدا آیا

الہی ہوں تیرے محبوب کے میلاد پر شیدا

نگاہ لطف کریا رب میں مسکین بے نوا آیا

## نعت شریف

میرے غم دیدہ دل کا سہارا یا رسول اللہ  
 ہوئی تسکین دل کو جب پکارا یا رسول اللہ  
 غریق بحر عصیاں ہوں اغثنی یا رسول اللہ  
 تیرے درکا منگتا ہوں تمہارا یا رسول اللہ  
 قیام جملہ عالم دم قدم سے ہے تیرے آقا  
 جہاں میں فیض تیرا نور سارا یا رسول اللہ  
 جمال ماہ مثال اپنے سے آقا پھر مشرف کر  
 کروں تن من فدا گر ہو نظارہ یا رسول اللہ  
 کسی کا ہے کوئی محبوب پیارا یا رسول اللہ  
 مجھے کونین میں سب سے پیارا یا رسول اللہ  
 سراپا ہوں گناہ کشتی شکستہ حال سر بستہ  
 میری بگڑی بنادے اب خدارا یا رسول اللہ  
 سیاہ بختی میں بے کس مبتلا ہے یا رسول اللہ  
 میری شب تار کا چمکے ستارا یا رسول اللہ  
 غلام احقر ترے در پر سوالی ہاتھ خالی ہے  
 فقط تیری پناہ درگاہ سہارا یا رسول اللہ

### نعت شریف

سرمایہ حیات ہے محبت حضور کی  
 سرمایہ نجات ہے شفاعت حضور کی  
 قلب سلیم کی ہے غذا درد مصطفیٰ  
 دل کی دوا درود و اطاعت حضور کی  
 سر ہے وہ سرکہ جس میں ہو سودائے مصطفیٰ  
 دل وہ دل کی جس میں ہو الفت حضور کی  
 دل کا طیب ذکر ہے محبوب کبریا  
 نور خدا ہے ذکر و محبت حضور کی  
 عالم کا ذرہ ذرہ ثنا خواں ہے مصطفیٰ  
 دونوں جہاں پہ عام ہے رحمت حضور کی  
 ظلمت جہاں سے کفر کی کافور ہوگئی  
 روشن ہوئی جو شمع رسالت حضور کی  
 شق ہوگیا قمر تو یہ سورج پھرا مگر  
 ایمان ہے تو دیکھ یہ قدرت حضور کی  
 مشتاق دل جو شوق ہے دیدار مصطفیٰ  
 کثرت درود پاک ہو خدمت حضور کی  
 سراپاہ گناہ اگرچہ ادنیٰ غلام ہے  
 مومن خوش نصیب ہے امت حضور کی

### نعت شریف

صبا خیر البشر دے دیس جاویں  
 میرا احوال رو رو کر سناویں  
 کہ اے عرشی فرش طیبہ دے داسی  
 کدے دل رُبا جلوہ دکھاویں  
 میرے پیارے سجن اے شاہِ خوباں  
 مسیحائی جمال اپنا دکھاویں  
 دل و جان پر الم صد آہ برب  
 کدے غم خوار اپنے کوہنساویں  
 تیری آتش ہجر بیتاب کیتا  
 لگائی آگ اپنی نوں بجھاویں  
 تیری راہ وچہ اڈیکاں خاک برسر  
 کہ مت شالا کدے راہ تھیں اٹھاویں  
 غلام اپنے دی آقا خود خبرلے  
 عدو نفس لعین سے خود چھڑاویں  
 میرے ماں باپ قربان تجھ پہ آقا  
 رضا تیری جو چاہیں کر دکھاویں  
 غلام اپنے دی زاری کاش سن لیں  
 کریمانہ کرم اپنے دکھاویں

## نعت شریف

خاک طیبہ از دو عالم خوش تراست مٹی شہر سخن دی دو جگ تھیں اے اعلیٰ  
 اے خوشا شہرے کر دروے دلبراست خوش ہے شہر مبارک یارو جس وچہ یار پیارا  
 گفت معشوق بعاشق اے فنا عاشق تھیں معشوق نے پچھیا دس وے یار پیارے  
 تو بغربت دیدہ بس شہر ہا بہتیاں بستیاں ویکھیاں تو نے پھریا ہر دربارے  
 پس کدائے شہر از اں ہا خوش تراست کہڑی بستی پیاری تینوں دس وے سجناں یارا  
 گفت آں شہرے کہ دروے دلبراست عاشق رو رو عرض کریندا جس وچہ یار پیارا

غلام ربانی ایہ حق جانی ہجر فراق دی کہانی

جگر جلانندی درد و دھانندی صبر ہے اسدا پانی

دل بر جانی آیا ناہیں درد فراق دکھایا ناہیں سخن پیارے نور ستارے دردی نوں گل لایاناہیں  
 درد فراق نبی نے تیا جگر کباب فراق بنایا آس اڈیک سخن چہ لایا پل گھڑی سکھ پایاناہیں  
 دلبر رحمت یار پیارا سرپا نور خدا دا سارا رب دا خاص حبیب دلارا ہمسر جس دا آیاناہیں  
 دیدے کارن رب دیا یار ادیکھ یہ زاری گریہ سارا نام غلام فقیر پکارا درشن آج تک پایاناہیں  
 رات دن ایہہ گری زاری سکدیاں سکدیاں عمر گذاری سوز و گداز نہ کیتی کاری دلبر جانی آیاناہیں  
 میں تے توں صدقے دلبر جانی تن من جان کراں قربانی سن فریاد غلام ربانی تیں بن جس دامایہ ناہیں



## سلام

سلام اے جان عالم مصطفیٰ محبوب سبحانی  
 سلام اے فخر عالم مجتبیٰ محبوب یزدانی  
 سلام اے فاتح و خاتم سلام اے رحمت عالم  
 سلام اے نعمت حق رحمت رب انت سلطانی  
 سلام اے جملہ اصل و نسل تیرا پاک نورانی  
 سلام اے نور حق شکل بشر اے سر پنہانی  
 سلام اے حق نما حق ہیں تیری صورت حسین  
 سلام اے دریکتا دلربا اے ظل رحمانی  
 سلام اے صاحب خلق حسین سیرت حسین آقا  
 سلام اے ماہ جمال خوش خصال خندہ پیشانی  
 سلام اے شاہ خوباں جان جان رب نے سب دیا جھکو  
 سلام اے قاسم و مختار فخر نوع انسانی  
 سلام اے شان و شوکت واہ کہ سبحان الذی اسری  
 سلام اے صاحب معراج اے روح مسلمانی  
 سلام اے فرش والے عرش حق پابوس ہے تیرا  
 سلام اے شاہ باز لا مکاں اے بدرحقانی  
 سلام اے عالم امی لقب استاذ کل مولا  
 سلام اے عالم ذرات عالم مہرتابانی

غلام بے سرو ساماں گدائے کمترین ناداں

کہاں آقا کہاں تو اور کہاں تیری ثنا خوانی

## دعا والتجاء بدرگاہ رب کبریاء

الہی دین میں دے استقامت بلیات جہاں سے رکھ سلامت  
 شریعت مصطفیٰ خیر الوریٰ پر عطا کر استقامت باکرامت  
 نہ ذرہ بھر شریعت سے پھروں میں مجھے بس ہے یہی یارب سعادت  
 رہوں سرشار عشق مصطفیٰ میں نہ ہو خوف و خطر روز قیامت  
 غلام بے نوا حق سے یہ دعا کر نبی کی عطا یارب رفاقت  
 یا الہی زندہ دل کر مطمئن روشن صفا تیرے در پر دے رہا ہے یہ صدا تیرا گدا  
 در ہے تیرا سر ہے میرا سجدہ ہو یارب قبول در بدر در سے نہ کر اے رب اکبر باوفا  
 تیرے گھر میں تجھ سے ہے یارب احقر کی یہ دعا سید الابرار کا دیدار ہو یارب عطا  
 تیرے گھر تیری رضا کے واسطے ہوں معتکف تو ہے رب البیت تیرا عام ہے لطف و سخا  
 لطف فرما دے نہ کرسائل ہے یہ احقر غلام زندہ دل کر مطمئن روشن صفا یارب سدا  
 مصطفیٰ کے عشق میں سرشار رکھ یارب کریم عمر بھر قبر میں روز حشر روز جزا

تجھ سے ہوں صلوات و تسلیمات آقا پر سدا

جب تلک گلشن رہے بلبل رہے نغمہ سرا





## پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی کی تصانیف

قیمت

750/= ..... تورات کی کتاب پیدائش کا قرآن حکیم کی روشنی میں ناقدانہ جائزہ

500/= ..... حضرت مولانا محمد عبدالغفور ہزارویؒ کی دینی و ملی خدمات

200/= ..... حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کی عربی زبان و ادب میں خدمات

370/= ..... حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی کی عربی زبان و ادب میں خدمات

زیر طبع ..... فیضان حضرت شیخ القرآنؒ (سوانح حیات)

50/= ..... کرامات حضرت شیخ القرآنؒ

80/= ..... مناقب حضرت شیخ القرآنؒ

30/= ..... مقالات اسلاف حیات جاوداں

60/= ..... 1000 سوالات (ایف اے اسلامیات)

15/= ..... حضرت شیخ القرآنؒ کا نعتیہ کلام

15/= ..... سنت نماز جنازہ

15/= ..... ائمہ اربعہ

150/= ..... مقالات ہزاروی

200/= ..... تذکرہ عارف ربانی

مہر آباد شریف وزیر آباد  
ضلع گوجرانوالہ

مکتبہ بزمِ چشتیہ غفوریہ

فون نمبر 0300-6256500